

حضرت
سید
الحکر شہید
رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب
رحمۃ اللہ علیہ
کے روحانی رشتے

سید نفیس الحسینی

ناشر

سید احمد شہید اکادمی

نفیس مکمل

۱۷۷/۳ کریم پارک ○ لاہور ○ فون: ۷۷۸۱۹۰

سید احمد شہید کا دی

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے روحانی رشتے

سید نفیس الحسینی

ناشر

سید احمد شہید اکادمی

نفیس مکینل

۱۴۴۳/۳ کریم پارک ○ لاہور

فون: ۷۷۲۸۱۹۰

اشاعت اول

محرم الحرام ۱۴۲۴ھ
مارچ ۲۰۰۳ء

نام کتاب : حضرت سید احمد شہیدؒ سے
حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے روحانی رشتے

تالیف : سید نفیس الحسینی

مطبع : اولپیا پریس لاہور

ناشر : سید احمد شہیدؒ اکادمی کریم پارک لاہور

قیمت :

تقسیم کار

مکتبہ سید احمد شہیدؒ

اردو بازار لاہور



مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا
 اللَّهُ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضَىٰ مَحَبَّهُ
 وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا

(سورة الاحزاب - ۲۳)

ان ایمان والوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ انہوں نے جس بات کا
 اللہ سے عہد کیا تھا، اسے سچ کر دکھایا۔ پھر ان میں کچھ وہ ہیں جو
 اپنی نذر پوری کر چکے اور کچھ وہ ہیں جو (شہادت کے) مشاق
 ہیں اور انہوں نے ذرا سا بھی رد و بدل نہیں کیا۔



بدحت سبط قسیم کوثر صلی اللہ علیہ وسلم

گلاب ناب سے دھوتا ہوں مغز اندیشہ
 وہ کون امام جہان و جہانیاں احمدؑ
 کہ محض مقتدی ثقت پیمبر ہے
 زمین کو مہر فلک سے نہ کیوں ہو دعویٰ نور
 کہ اس کا رایت اقبال سایہ گستر ہے
 عروج سنگ در قصر جاہ یہ کہ جسے
 ہزار طعن حسیض اوج لامکاں پر ہے
 زبکہ کام نہیں ہے اسے سولے جہاد
 جو کوئی اس سے مقابل ہے سو وہ کافر ہے
 ترف ہے مہر کو اس کے زلزلے سے تم
 زبکہ روز و شب انصاف سے برابر ہے
 وہ بادشاہ ملائک سپاہ، کوکب دیں
 کہ نور شمس و قمر جس کی گریز شکر ہے
 وہ شعلہ خصلت الحاد سوز بھنر گداز
 کہ جس کا نقش قدم مہر روز محشر ہے
 وہ برق خرمین ارباب شرک و اہل منلال
 کہ شعلہ خوشہ حاصل تو دانہ حنر ہے
 وہ قہرمان فلک تو سن و بنجوم خشم
 کہ ترک چرخ غلام اس کا مہر چاکر ہے
 وہ شاہ مملکت ایساں کہ جس کا سال خروج
 امام برحق مہدی نشاں علی فر ہے

جو ستیہ احمدؑ امام زمان و اہل زماں
 تو کیوں نہ صفحہ عالم پہ لکھے سال و نا
 کرے ملاحد بے دین سے ارادہ جنگ
 خروج مہدی کفتار سوز، کلاب تنگ



حکیم مومن خان مومن رحمہ اللہ

مَضَامِین

- ۱ حالات حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ مع رسالۃ اشغال
- ۲ حضرت حاجی عبد الرحیم ولایتی شہید رحمۃ اللہ علیہ
- ۳ حضرت سید نصیر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۴ حضرت میا بخونو نور محمد جمنخانوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۵ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ
- ۶ حضرت سید احمد شہید سے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کے
روحانی کشتے

۱۴۱ ضمیمہ

- خطبات شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ
رسالۃ اشغال خطی نسخہ - مکاتیب سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ
اقتباس منظومۃ الشعراء - مایار کی جنگ - نظم شہیدان بالاکوٹ -
کتبہ شہدائے مایار - شجرات ضیاء القلوب

۲۲۲

مذکورہ بالا مضامین وقتاً فوقتاً لکھے گئے اور رسائل میں شائع ہوتے
ہے اس بنا پر بعض مضامین میں تکرار ہو گئی ہے -
حضرت حاجی عبد الرحیم ولایتی شہید اور حضرت میا بخونو نور محمد جمنخانوی
کے مضامین تازہ ہیں -
نفیس الحسینی

پیشکش: سید احمد شہید اکادمی

رسالہ اشغال

سلاسل عالیہ ویر چشتیہ نقشبندیہ کے افکار و مراقبات و شجرات کلدستہ

تالیف فارسی

امیر المومنین امام المجاہدین مجدد الملت سید احمد شہید قدس سرہ

۱۲۰۱ھ ————— ۱۲۲۶ھ

ترجمہ

سید نفیس الحسینی



ناشر

سید احمد شہید اکادمی

نفیس مکزل

۳/۱۴۹۰ کریم پورک ○ لاہور

فون ۲۸۱۵۰

تعارُف

پیش نظر ”رسالہ اشغال“ امیر المؤمنین امام المجاہدین محمد دامتہ سیردہم حضرت سید احمد شہید قدس سرہ کی تالیف ہے۔ شہادت سے چار سال پیشتر منہم ذی الحجہ ۱۲۳۲ھ کو بتعام تختہ بند (علاقہ سرحد) آپ نے طالبین سلوک کے لیے اذکار و مراقبات اور شجرات سلاسل کا یہ مجموعہ مرتب فرمایا تھا۔ اس سے پہلے آپ کے ملفوظات اور اذکار و مراقبات پر شمل ایک بلند پایہ کتاب ”مرآۃ المستقیم“ (سن تالیف ۱۲۳۳ھ) مشہور عالم بنے جسکی جمع و ترتیب کا کام حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ محمد سمیع شہید اور شیخ الاسلام حضرت مولانا عبدالحی صاحب بڑھانوں نے انجام دیا تھا۔ ”رسالہ اشغال“ میں بھی وہی اذکار و مراقبات مختصر مگر جامع انداز میں دیئے گئے ہیں، البتہ اس رسالہ کی ایک جزوی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حضرت سید صاحب نے سلاسل طریقت کے شجرات بھی شامل فرما دیئے ہیں۔ آخر میں مزید ایک اجازت نامہ بھی مرقوم ہے۔

”رسالہ اشغال“ مکاتیب سید احمد شہید کے اس خطی نسخے میں شامل ہے، جسے راقم سطور نے مرتب کر کے ۱۳۹۵ھ میں سید احمد شہید اکیڈمی کی طرف سے شائع کرا دیا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ کی مبارک ساعتوں میں ناچیز نے اسے اردو میں منتقل کر دیا ہے۔ یہ تحفہ درویش اہل قلب و نظر کی خدمت میں حاضر ہے۔

گر قبول افتد ز سہے عز و شرف

نفیس حسینی



انتساب

قطب الارشاد حضرت مولانا و مرشدنا شاہ عبد القادر راپوری قدس سرہ کی روح پر فتوح کے نام
جو حضرت سید احمد شہید کے سلسلہ عالیہ میں بچہ واسطہ اس طرح منسلک ہیں :

- قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبد القادر راپوری قدس سرہ (م ۱۳۸۲ھ)
- قطب العالم حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم راپوری قدس سرہ (م ۱۳۳۷ھ)
- قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی قدس سرہ (م ۱۳۲۳ھ)
- قطب الاقطاب شیخ العرب العجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ (م ۱۳۱۶ھ)
- قطب وراں نور الاسلام حضرت میا نجیو نور محمد جھنجھانوی قدس سرہ (م ۱۲۵۹ھ)
- مجدد الاسلام امام المجاہدین امیر المومنین حضرت سید احمد شہید قدس سرہ (م ۱۲۴۶ھ)



ہادی زمانہ مُرشدِ یگانہ

ذیل میں تصوف و سلوک کی مشہور کتاب ”حراطِ ستیقیم“ کے خاتمہ کا اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔
 ”حراطِ ستیقیم“ کے مرتب زبدۃ الاولیاء الکاملین، نعمۃ العلماء المجاہدین شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا
 شاہ محمد اسماعیل شہید قدس سرہ نے اپنے پیرو مُرشد امیر المومنین، امام المجاہدین، قطب الاقطاب مجدد مائتہ
 سین و ہم حضرت سید احمد شہید قدس سرہ کے حصولِ نسبتِ نبوت اور تحصیلِ سلوک و ولایت پر عارفانہ انداز میں
 روشنی ڈالی ہے۔

جی چاہتا ہے کہ ”خاتمہ“ سے پہلے ابتدائے کی وہ سطور بھی نقل کر دی جائیں جن میں مریدِ اخلاص کشش و
 جاں نثار نے اپنے مُرشدِ یگانہ و ہادی زمانہ کو عقیدت و محبت کی زبانِ شیریں سے ان الفاظ میں یاد کیا ہے:

”عاجز ذیلِ الراجی لرحمۃ اللہ بکلیل بندہ ضعیف محمد اسماعیل کہ نعم الہی و بارہ این
 ضعیف نامنا ہی است و از اعظم آل حضورِ محفلِ ہدایت بمنزلِ ملازمانِ فخرِ خاندانِ سیادت
 مرجعِ اربابِ ہدایت، مرکزِ دائرۃ ولایت، دلیلِ سبیلِ فلاح و رشاد، رہنمائے طریقِ ہتھکشت
 و سدا و مظہرِ انوارِ نبوی، منبعِ آثارِ مصطفوی، سلالۃ خاندانِ صلیبِ طاہر سید الاولیاء یعنی
 علی ترضی، نقاد و دودمانِ سبطِ اکبر سندِ الاصفیاء یعنی حسن مجتبیٰ، مقتدائے اصحاب
 شریعت، پیشوائے اربابِ طریقت، ہادی زمانہ، مُرشدِ یگانہ، سراجِ المجتہدین، تاجِ المجتہدین
 الامام الاوحد السید احمد شیع اللہ المسلمین بطولِ بقائہ و نفعنا و سائر
 الطالبین باقوالہ و افعالہ و احوالہ است“

پس جانا چاہیے کہ حضرت ایشان (سید احمد شہید) کی جبلت ابتدائے فطرت ہی سے کمالاتِ طریقِ نبوت پر اجمالاً مائل تھی۔ اس طریق کے آثار یعنی وجدانی طور پر مناجات کی لذت پانا، بالخصوص نماز میں، اور شرع شریف کی تعظیم، اتباعِ سنت کی نہایت درجہ رعیت، اللہ کی بدعت سے کمال نفرت، طاعات کی طرف طبعی میلان اور معاصی و تنیات سے جبلی کراہت بچپن سے آپ پر ظاہر و باہر تھی۔ القصد طہارتِ جبلیہ کے آثار آپ کی طبیعت کی تہ میں ظاہر اور سعادتِ ازلیہ کے انوار آپ کی جبینِ مبارک پر ہو یا تھے حتیٰ کہ سعادتوں کے خزان کی کلید کہ جس کی مدد سے ہر دو طریق یعنی طریقِ نبوت اور طریقِ ولایت کے بند دروازے کھل جائیں، آپ کے ہاتھ آگئی۔ یعنی آپ جنابِ ہدایت مآب، قدوۃ اباب صدق و صفاء زبدۃ اصحاب فنا و بقا، سید العلماء و سند الاولیاء، حجتہ اللہ علی العالمین، وارث الانبیاء والمرسلین، مرجع ہر ذلیل و عزیز مولانا و مرشدنا ایشخ عبد الغفر زیتع اللہ المسلمین بطول بقاۃ و اعزاز و سائر المسلمین بمجدہ و علائہ کی خدمت میں پہنچے۔ آپ کو ان کے حضور طریقہ نقشبندیہ میں بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ حصولِ بیعت کے ثمن اور انجناب کی توجہات کی برکت سے آپ پر نہایت عجیب و نادر معاملات ظاہر ہوئے۔ انھیں وقائع عجیبہ کے سبب کمالاتِ طریقِ نبوت جو ابتدائے فطرت ہی سے اجمالی طور پر مندرج تھے، تفصیل و شرح کے ساتھ انجام پائے اور مقاماتِ طریقِ ولایت نہایت اچھی صورت میں جلوہ گر ہوئے۔

ان معاملات میں سب سے اول اور افضل یہ ہے کہ آپ نے جناب رسالت مآب صلوات اللہ و سلامہ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کھجوریں اپنے دست مبارک سے آپ کو کھلائیں، اس انداز سے کہ ایک ایک کھجور اپنے دست مبارک میں لے کر آپ کے دہن میں رکھتے تھے۔ اسکے بعد جب آپ بیدار ہوئے تو اپنے اندر اس رویانے تھے کہ اثر ظاہر و باہر محسوس کیا۔

اس واقعہ سے آپ کو سلوک طریق نبوت کی ابتدا حاصل ہو گئی۔

بعد ازاں ایک دن جناب ولایت مآب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خواب میں دیکھا۔ پس جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے دست مبارک سے غسل دیا اور آپ کے بدن کو خوب اچھی طرح سے مل جل کر دھویا جس طرح والدین اپنے بچوں کو نہلاتے دھلاتے ہیں پھر جناب حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ایک نہایت نفیس لباس اپنے دست مبارک سے آپ کو پہنایا۔ پس اس واقعہ کے سبب سے کمالات طریق نبوت نہایت جلوہ گر ہوئے اور مقبولیت ازلی جو کہ انزل الازل میں مخفی تھی منقہ طور پر آگئی عنایت رحمانی اور تربیت یزدانی بغیر کسی واسطے کے آپ کے حال کی تسکین ہوئی۔ اور معاملات متواترہ اور قلع متکاثرہ پے درپے وقوع میں آئے۔ یہاں تک کہ ایک روز حضرت جل وعلا نے آپ کا دامن ہاتھ اپنے دست قدرت خاص میں کپڑا اور امور قدسیہ میں سے ایک چیز جو کہ نہایت رفیع و بدیع تھی، آپ کے سامنے کر کے فرمایا، ہم نے تجھے ایسی چیز عنایت کی ہے اور دیگر چیزیں بھی دیں گے۔

حتیٰ کہ ایک شخص نے حضرت سید صاحب کی خدمت میں بیعت کی استدعا کی۔ حضرت ان دنوں عام طور پر بیعت نہیں لیا کرتے تھے، اس بنا پر اس شخص کی التماس قبول نہ فرمائی۔ اس نے نہایت درجہ الحاح کی، حضرت نے اسے فرمایا: کہ ایک دو روز توقف کرنا چاہیے بعد میں جو کچھ مناسب وقت ہوگا وہی عمل میں آئے گا۔ پھر آپ حضرت حق کی جناب میں استفسار و اجازت کے لیے متوجہ ہوئے اور عرض کیا کہ آپ کے بندوں میں سے ایک بندہ مجھ سے بیعت کی استدعا کرتا ہے۔ آپ نے میرا ہاتھ کپڑا ہوا ہے اور اس جہان میں جو کوئی کسی کا ہاتھ کپڑا ہے تو ہمیشہ دستگیری کا پاس کرتا ہے۔ آپ کے اوصاف کو مخلوقات کے اخلاق سے کچھ بھی نسبت نہیں، پس اس

معاملہ میں کیا منظور ہے، بارگاہِ حق سے حکم ہوا کہ جو لوگ تمہارے ہاتھ پر بیعت ہوں گے، اگرچہ وہ لاکھوں کی تعداد میں ہوں، ہم سب کو کفایت کریں گے۔“

الفقہ اس قسم کے واقعات اور ایسے ایسے معاملات سینکڑوں پیش آئے۔ یہاں تک کہ کمالیہ طریقِ نبوت اپنی انتہائی بلندی کو پہنچے اور الہام اور کشفِ علومِ حکمت کے ساتھ انجام پذیر ہوئے۔ یہ ہے طریقِ استفادہ کمالیہ راہِ نبوت۔

اور کمالیہ راہِ ولایت کے استفادہ کا طریق، اول اس طرح سمجھ لینا چاہیے کہ اولیاء اللہ کے طریقوں میں سے ہر طریق میں مجاہدات و ریاضات، اذکار و اشغال اور مراقبات معین کیے ہوئے ہیں۔ ان امور میں سے ہر ایک امر طالب کے نفس میں اثر پیدا کرتا ہے اور اشغال کے ثمرات وارد ہونے کے سبب سے ایک امر مستقر طالب کے اندر پیدا ہو جاتا ہے۔ اس امر کے سبب سے طالب عالمِ قدس سے ارتباط رکھتا ہے۔ اور وہی امر حضرت حق جل و علا کے ساتھ طالب کے علاقے کا موجب ہوتا ہے وہ امر ہمیشہ طالب کے نفس میں موجود رہتا ہے، خواہ اس امر کی جانب طالب کی نظر ہو یا نہ ہو۔ ہاں اس امر کی طرف توجہ کے سبب اس کے آثار منقہ ظہور پر آجاتے ہیں ورنہ اس کے جوہر نفس میں مخفی رہتے ہیں۔ اس امر کو عرفِ قوم (صوفیہ) میں ”نسبت“ کہتے ہیں۔ مثال اس کی یہ ہے کہ ایک شخص جو معقول کی کتابوں کی تیکر خواندگی کرتا ہے یا دوسرے صنائع جیسے موسیقی یا آہنگری یا زرگری کی مشق کرتا ہے تو کچھ مدت کے بعد اس کے اندر ایک امر مستقر پیدا ہو جائے گا، جیسے ملکہِ صناعت کہتے ہیں۔ وہ ملکہ اس شخص کے نفس میں دائمًا مستقر رہتا ہے خواہ وہ شخص اس ملکہ کی جانب التفات کرے یا نہ کرے۔ ہاں البتہ جب یہ شخص اس ملکہ کی طرف التفات کرتا ہے اور اس کو بروئے کار لاتا ہے تو اس کے آثار ظہور پذیر ہوتے ہیں ورنہ پردہ انہما میں مخفی رہتے ہیں۔

جب اس مقدمہ کی تہید ہو چکی تو جاننا چاہیے کہ اگرچہ عادت اللہ اس قانون پر جاری ہے کہ مجاہدات و ریاضات و اذکار و اشغال کے مبادی کی تحصیل کے بعد نسبت "ہاتھ آتی ہے۔ لیکن خرق عادت کے طور پر بعض نفوس کاملہ کو اولاً نسبت حاصل ہوتی ہے بعد ازاں مبادی بمثل عادت اللہ اس قانون پر جاری ہے کہ کتاب و سنت کے مضامین کتب عربیہ اور فنون ادبیہ کی تحصیل کے بعد ہاتھ آتے ہیں لیکن بعض نفوس کاملہ کو خرق عادت کے طور پر اولاً ان مضامین لطیفہ پر اطلاع بخشی جاتی ہے، اسے اصطلاح قوم (صوفیہ) میں علم لدنی کہتے ہیں۔ فنون ادبیہ انھیں نایا مل جاتے ہیں، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تحصیل مبادی میں وہ دوسرے مبتدیوں کی مانند ان فنون کے اساتذہ کے متحمل ہوتے ہیں بلکہ کبھی کبھی مبادی سے عاری ہی رہ جاتے ہیں۔

القصہ حضرت ایشان (سید صاحب) کو غنیوں طریقوں یعنی قادریہ، چشتیہ اور نقشبندیہ کی نسبت مبادی سے پہلے حاصل ہو گئی۔ نسبت قادریہ و نقشبندیہ کا بیان تو اس طرح ہے کہ آنجناب ہدایت آباد (حضرت مولانا شاہ عبدالغفریہ قدس سرہ) کی بیعت کی برکت اور ان کی توجہات کے یمن سے جناب حضرت غوث الثقلینؒ اور جناب حضرت خواجہ بہار الدین نقشبندؒ کی مقدس روضیں آپ کے متوجہ حال ہوئیں اور قریباً ایک ماہ تک آپ کے حق میں ہر دو روضین مقدسین کے یمن فی جگہ ایک تنازع رہا۔ کیونکہ ان ہر دو اماموں میں سے ہر ایک آپ کو تمامہ اپنی جانب جذب کرنے کا متقاضی تھا۔ یہاں تک کہ تنازع کا زمانہ گزرنے اور شرکت پر مصالحت واقع ہونے کے بعد ایک روز دونوں مقدس روضیں حضرت پر جلوہ گر ہوئیں اور تقریباً ایک ہفتہ تک دونوں امام آپ کے نفس نفیس پر توجہ قوی اور تاثیر زور آور فرماتے رہے، حتیٰ کہ اسی ایک پہر میں حضرت کو برو طریقہ کی نسبت نصیب ہو گئی۔

اور نسبت چشتیہ کا بیان اس طرح ہے کہ ایک روز حضرت ایشان (سید احمد شہید)

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی قدس سرہ کے مرقہ سنور کی طرف تشریف لے گئے اور اُن کے مرقہ مبارک پر مراقب ہو کر بیٹھ گئے۔ اس اثنا میں اُن کی رُوح پُرفورج سولہ قاتل متحقق ہوئی، آنجناب حضرت قطب الاقطاب نے آپ پر نہایت قوی توجہ فرمائی۔ اس توجہ کی وجہ سے نسبتِ چشتیہ کا ابتدائی حصول متحقق ہو گیا۔ اس واقعہ سے ایک مدت گزرنے کے بعد ایک روز مسجد اکبر آبادی واقع شہر دہلی (اللہ تعالیٰ اسے آفاتِ زمانہ سے محفوظ رکھے) میں آپ اپنے مستفیدوں کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے، چنانچہ راقم الحروف بھی اس محفلِ ہدایت منزل کے آستانِ بوسوں کی سبک میں غسبک تھا، سب حاضرین محفل مراقبہ کے گریبان میں سر ڈالے ہوئے تھے، اور حضرت سب مستفیدوں پر توجہ فرما رہے تھے۔ اس مجلس ملائکہ مانس کے اختتام کے بعد کاتب الحروف کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آج حق جل و علانے محض اپنی عنایت سے بلا واسطہ کسی کے نسبتِ چشتیہ کا اختتام ہمیں اِزدانی کیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے طریقہ چشتیہ کی تلقین و تعلیم میں بازوئے جہت کھولا اور اشغال کی تجدید فرمائی جن پر یہ کتاب مستطاب (صراطِ استقیم) مشتمل ہے۔ یہ ہے طریقہ تینوں نسبتوں کے استفادے کا۔

اور باقی تمام نسبتوں، نسبتِ مجددیہ و شاذلیہ وغیرہ کا استفادہ، تو ہانا چاہیے کہ کمالاتِ راہِ نبوت، اربابِ کمال کی بصیرت کو کھل قدسی سے سرسناک کر دیتے ہیں اور کھل قدسی کی وجہ سے اُن کا نورِ بصیرت قدرت و تیزی اختیار کر لیتا ہے۔ اُن کی رُوح قدسی آنکھ کی مانند کھل جاتی ہے حتیٰ کہ وہ جس چیز کی طرف التفات کرتے ہیں اُس چیز کے وقائع و در وقائع کو اپنی استعداد کے مطابق کما حقہ پالیتے ہیں۔ پس گویا ولایت کی تمام نسبتیں سالکِ راہِ نبوت کے کمال میں مجلا مندرج ہوتی ہیں۔ جو نہی کسی چیز کی طرف ایک ادنیٰ التفات متحقق ہوا تو اس چیز کی حقیقت اپنی تمام شرح و بسط کے ساتھ اُن کی بصیرت کے سامنے حاضر ہو جاتی ہے۔

سید علی بن سید قیام الدین بن سید صدر الدین بن قاضی سید رکن الدین بن امیر سید
نظام الدین بن امیر کبیر سید قطب الدین محمد بن حسینی الدینی الکٹروی بن سید رشید الدین احمد
منی بن سید یوسف بن سید عیسیٰ بن سید حسن بن سید ابی الحسن بن ابی جعفر بن قاسم بن
ابی محمد عبداللہ بن سید حسن الاعور ابو اذقیب کوفہ بن سید محمد ثانی بن ابی محمد عبداللہ الاشتر بن
سید محمد صاحب لنفس الزکیہ بن عبداللہ المحض بن حسن ثنی بن امام حسن بن امیر المومنین سیدنا
علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔

حضرت حسن ثنی کی شادی اپنے عجم نامہ ارشید کربلا حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی
صاحبزادی فاطمہ صغریٰ سے ہوئی تھی، اس لیے اس خاندان کو حسنی حسینی کہا جاتا ہے۔ ابتدا ہی سے
آثارِ رشد و ہدایت آپ کی جبین مبارک میں روشن تھے۔ ذوقِ عبادت، شوقِ جہاد اور جذبہٴ محبت
خلق بن شعور ہی سے طبیعت مبارک میں راسخ تھلہ شباب کا زمانہ قریب آیا تو والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔
حالات کے تقاضے سے آپ نے پہلے لکھنؤ اور پھر دہلی کا سفر کیا حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ
قدس سرہ کے خاندان سے آپ کے خاندان کے گھرے روابط تھے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز کی خدمت میں

دہلی پہنچ کر آپ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہ صاحب
نے مصافحہ و معانقہ کے بعد دریافت کیا کہ کہاں سے تشریف لائے؟ آپ نے عرض کیا، رائے بریلی
سے۔ فرمایا کس خاندان سے ہیں؟ عرض کیا وہاں کے سادات میں شمار ہے۔ فرمایا کہ سید ابوسعید
صاحب و سید نعمان صاحب واقف ہیں؟ سید صاحب نے عرض کیا کہ سید ابوسعید صاحب
میرے نانا اور سید نعمان صاحب میرے حقیقی چچا ہیں۔ شاہ صاحب نے اٹھ کر دوبارہ مصافحہ و
معانقہ کیا اور پوچھا کہ کس غرض کے لیے اس طویل سفر کی تکلیف برداشت کی؟ سید صاحب

نے جواب دیا کہ آپ کی ذات مبارک کو غنیمت سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی طلب کے لیے یہاں پہنچا۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ اللہ کا فضل اگر شامل حال ہے تو اپنے دوھیال اور ننھیال کی میراث تم کو مل جائے گی۔ اس وقت شاہ صاحب نے ایک ملازم کی طرف اشارہ فرمایا کہ سید صاحب کو بھائی مولوی عبدالقادر صاحب کے یہاں پہنچا دو اور ان کا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں دے کر کہنا کہ اس عزیز مہمان کی قدر کریں اور ان کی خدمت میں کوتاہی نہ کریں۔ ان کا مفصل حال ملاقات کے وقت بیان کروں گا۔ سید صاحب حسب ارشاد اکبر آبادی مسجد میں ترجمان القرآن حضرت شاہ عبدالقادر صاحب کی تربیت میں ٹھہر گئے۔ سید صاحب کو خاندان ولی الہی کے ان دونوں بزرگوں سے استفادہ کا موقع ملا۔ شاہ عبدالقادر صاحب کو سید صاحب سے بڑی محبت تھی: "امیر الروایات" میں ہے کہ شاہ عبدالقادر صاحب نے سید صاحب کی بعض ادائیں دیکھ کر حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب سے انھیں مانگ لیا تھا۔

شرفِ بیعت

سید صاحب نے حضرت شاہ عبدالقادر صاحب سے کچھ پڑھنا بھی شروع کر دیا۔ چند دنوں کے بعد ایک شب جمعہ کو آپ نے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ شاہ صاحب نے طرق ثلاثہ چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ میں آپ کو داخل فرمایا اور ذکر و اشغال تلقین فرمائے۔ سید صاحب مسجد اکبر آبادی میں مشغول بقی رہتے تھے۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب نے بھی ایک مدت تک آپ کو سلوک کی تعلیم و تربیت فرمائی۔

آپ کو چند دنوں میں اس قدر باطنی ترقی ہوئی اور وہ بلند مقامات حاصل ہوئے جو بڑے بڑے سالکین و مشائخ کو برسہا برس کی ریاضت و مجاہدہ سے کم حاصل ہوئے ہیں۔ آپ پر بیدارچی خواب میں اس قدر انعامات الہیہ کی بارش ہوئی جس کی نظیر کم بزرگوں کی تاریخ میں ملتی ہے۔ مخزن احمدی

اور سوانح احمدی سے ایک واقعہ جو شستہ نمونہ از ضرورے کی حیثیت رکھتا ہے نقل کیا جاتا ہے:

الغابات شب قدر

”قیامِ وطنی کے اثناء میں رمضان المبارک پڑا، اکیسویں شب کو آپ حضرت شاد عبد العزیز صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اس عشرہ کی کس رات میں شب بیداری کر کے شب قدر کی سعادت جہل کی جانے۔ شاہ صاحب نے متبسم ہو کر فرمایا کہ فرزند عزیز، شب بیداری کا جو روزانہ معمول ہے، اسی طرح ان راتوں میں بھی عمل کرو، صرف شب بیداری سے کیا ہوتا ہے دیکھو چوکیدار اور سپاہی ساری رات جاگتے رہتے ہیں مگر اس دولت سے بے نصیب و محروم رہتے ہیں۔ اگر تمہارے حال پر اللہ کا فضل ہے تو شب قدر میں اگر تم سوتے بھی ہو گے تو اللہ تمہیں جگاکر ان برکات میں شریک کر دے گا۔ سید صاحب یہ سن کر اپنے مسکن پر آگئے اور عادت کے مطابق شب بیداری کا معمول رکھا۔ بتائیسویں شب کو آپ نے چاہا کہ ساری رات جاگوں اور عبادت کروں مگر عشاء کی نماز کے بعد کچھ ایسا میند کا غلبہ ہوا کہ آپ سو گئے۔ تہائی رات کے قریب دو شخصوں نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر جگایا۔ آپ نے خواب ہی میں دیکھا کہ آپ کے داہنے طرف حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہیں اور آپ سے فرما رہے ہیں: ”احمد، اٹھ اور غسل کر۔“ سید صاحب ان دونوں حضرات کو دیکھ کر دوڑ کر مسجد کے حوض کی طرف گئے اور باوجودیکہ سردی سے حوض کا پانی یخ ہو رہا تھا۔ آپ نے اس سے غسل کیا اور فارغ ہو کر خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرزند، آج شب قدر ہے یا د الہی میں مشغول ہو اور دعا و مناجات کرو۔ اس کے بعد دونوں حضرات تشریف لے گئے۔“

مؤلف مخزن احمدی لکھتے ہیں کہ اس کے بعد سید صاحب بار بار فرمایا کرتے تھے:

”اس رات کو اللہ کے فضل سے واردات عجیب و واقعات غریب دیکھنے میں آئے تمام درخت، پتھر اور دنیا کی ہر چیز سجدہ میں تھی اور تسبیح و تہلیل میں مشغول، مگر ان ظاہری آنکھوں سے اپنی اپنی جگہ کٹھری معلوم ہوتی تھی۔ اس وقت فنا کئی اور استغراق کامل مجھے حاصل ہوا۔ صبح میں نے حضرت شاہ صاحب سے سب حال بیان کیا، آپ بہت مسرور ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج کی شب تم اپنی مراد کو پہنچ گئے اس وقت سے ترقیات و علو درجات کے آثار ظاہر ہونے لگے۔

حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ”صراطِ مستقیم“ کے خاتمے میں اس قسم کے متعدد واقعات عجیب و واردات نادرہ تحریر فرمائے ہیں جو حضرت مسید صاحب کے علوم مرتبہ اور باطنی کمالات پر شاہد عادل ہیں۔

رتبہ بلند

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب منشی نعیم کو ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:

”اس اُمت میں چالیس ابدال ہر وقت رہتے ہیں جن کے صدقے میں اہل زمین پر بارش برسی ہے اور انھیں رزق ملتا ہے اور انہی کے صدقے میں نصرت حاصل ہوتی ہے۔ چہ عجب کہ مسید احمد کو بھی ایسا ہی رتبہ مل گیا ہو اس لیے اُن کے مقام کا انکار نہیں کرنا چاہیے۔“

ایک عرصہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں رہنے کے بعد آپ اپنے وطن رائے بریلی تشریف لے گئے۔ دو برس کے قریب وہاں رہنا ہوا۔ اسی مدت میں آپ نے نکاح کیا۔ رائے بریلی سے ۱۲۲۶ھ میں دوبارہ آپ دہلی تشریف لے گئے۔

نواب امیر خاں کے لشکر میں

۱۲۲۷ھ میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کی اجازت سے نواب امیر خاں الٰہی ریہت

ٹونک کے لشکر میں چلے گئے۔ منظوم الشہداء میں ہے :

بنابر الہامیکہ درباب اقامت جہاد اقامت جہاد کے بارے میں آپ کو جو
شکر رکھائے لشکرِ ظفر اثر... امیرِ لہو الہام ربانی ہوا اس کی بنا پر آپ نواب
نواب امیر خاں بہادر مرحوم شہند امیر خاں کے لشکر کی طرف تشریف لے گئے

حضرت سید صاحب نواب امیر خاں مرحوم کے لشکر میں پچھ سال سے زائد رہے۔ سید صاحب
کے تذکرے اور تاریخیں اس زمانہ قیام کی کرامات اور واقعات غریبہ سے پُر ہیں۔ آپ نواب صاحب
کو صحیح مشورے اور قیمتی امداد دیتے رہے۔

لشکر سے علیحدگی

۱۲۳۲ھ میں یہ محبت اس وقت ختم ہوئی جب بدقسمتی سے نواب امیر خاں کی انگریزوں
سے صلح ہو گئی۔ حضرت سید صاحب نے لشکر سے علیحدگی اختیار کر لی اور حضرت شاہ عبد العزیز
صاحب کی خدمت میں لکھا کہ خاکسار قدسوسی کو حاضر ہوتا ہے، یہاں لشکر کا کارخانہ درہم برہم
ہو گیا۔ نواب صاحب انگریزوں سے مل گئے۔ اب یہاں رہنے کی کوئی صورت نہیں۔

شاہ عبد العزیز صاحب کا خواب

حضرت سید صاحب کے دہلی پہنچنے سے ایک ہفتہ قبل حضرت شاہ عبد العزیز صاحب نے
خواب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جامع مسجد دہلی میں تشریف لائے ہیں اور لوگ جوق در جوق
زیارت کے لیے دور دور سے آرہے ہیں۔ سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ صاحب
کو شرف باریابی عطا فرمایا اور عصار مبارک دے کر فرمایا کہ اس عصار کو لے کر مسجد کے دروازہ پر بیٹھ
جاؤ اور جو آنا چاہے اندر آکر اس کا حال عرض کرو اور میری اجازت سے اندر بھیجو۔ شاہ صاحب
نے اس کی تعمیل کی اور ہر بار بندگانِ خدا نے حضور کی زیارت کی۔ صبح اٹھ کر شاہ صاحب سب سے

پہلے حضرت شاہ غلام علی صاحبِ خلیفہ حضرت مرزا منظر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لے گئے اور خواب کی تعبیر چاہی۔ شاہ غلام علی صاحب نے فرمایا کہ سبحان اللہ یوسف وقت مجھ سے تعبیر تو چھتا ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ اس خواب کی تعبیر میں آپ کی زبان سے سُنا چاہتا ہوں۔ شاہ غلام علی صاحب نے فرمایا کہ اس خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے یا آپ کے کسی مُریدِ رشید کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت و فیض کا سلسلہ جاری ہوگا۔ شاہ عبدالعزیز صاحب نے فرمایا کہ میرے خیال میں بھی یہی تعبیر آتی تھی۔

رجوع عام

ایک ہفتہ کے بعد حضرت سید صاحبِ دہلی تشریف لائے اور جب معمول الہ آبادی مسجد میں قیام فرمایا اور لوگوں کا رجوع ہوا۔ انھیں دنوں میں شیخ الاسلام حضرت مولانا عبدالحی اور حجت الاسلام مولانا شاہ محمد اسماعیل (نبیرہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی) آپ کے حلقہ بیعت و ارادت میں داخل ہوئے۔

مُرشدِ وقت حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کی زندگی میں ان اماموں کا کسی کی بیعت میں داخل ہونا معمولی واقعہ نہ تھا۔ اس کا بڑا چرچا ہوا۔ جوق در جوق علماء و صاحبین بیعت ہونے لگے۔ شاہ صاحب کے خاندان کے اکثر افراد شاہ صاحب کی اجازت سے اور مولانا محمد یوسف صاحب نبیرہ حضرت شاہ اہل اللہ صاحب برادرِ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب مع خاندان، مولوی وجیہ الدین صاحب، حکیم مفتی الدین صاحب، حافظ معین الدین صاحب وغیرہ مع خاندان و اقربا مُرید ہوئے اور ایسی مقبولیت و شہرت ہوئی کہ یَذْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا کا سماں بندھ گیا۔

تبلیغی اسفار

دن بدن آپ کی مقبولیت و شہرت بڑھتی گئی۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے وقفہ اپنے

بندوں کے قلوب عموماً اور علماء و صلحا کے خصوصاً آپ کی طرف پھیر دیئے نہیں۔ باہر سے کثرت سے دعوت نامے آنے شروع ہوئے اور آپ حضرت شاہ صاحب کی اجازت سے ٹھلٹ، سہارنپور، مظفرنگر، دیوبند، لہاری، نانوتہ، کاندھلہ، گڈھ مکتیسر، رامپور، بریلی، شاہجہانپور اور دوسرے قصبات و مقامات پر تشریف لے گئے اور وہاں سینکڑوں خاندانوں اور ہزاروں آدمیوں نے بیعت اور شرک و بدعت اور قدیمی خلاف شرع رسوم سے توبہ کی۔ آپ کا یہ سفر بارانِ رحمت کی طرح تھا کہ جہاں سے گزرتا سرسبزی و شادابی، بہار اور برکت چھوڑ جاتا ہے۔ سب سے زیادہ سید صاحب کا اثر دہلی اور سہارنپور کے نواح میں ہوا اور حقیقت میں آپ کے یہی مرکز ہے اس تمام سفر میں مولانا اسماعیل صاحب اور مولانا عبدالحی صاحب ہمراہ تھے۔ ان کے مواعظ سے بہت اصلاح و انقلاب ہوا۔ اس ایک سفر نے وہ کام کیا جو بڑے بڑے مشائخ کا تزکیہ باطن اور بڑے بڑے علماء و مصلحین کی برسوں کی تربیت ظاہر کرتی ہے۔ ہر جگہ سینکڑوں آدمی متقی، متورع، عابد، بقیع سنت اور ربانی بن گئے۔ ہزاروں فاسق صالح اور اولیاء اللہ ہو گئے۔ بیسیوں آدمی قتل کے ارادہ سے آئے اور جانثار بن گئے اور گھربار چھوڑ کر آپ کے ساتھ ہو گئے یہاں تک کہ میدان جنگ میں شہید ہو گئے۔ جس نے ایک مرتبہ زیارت کر لی وہ آپ کے رنگ میں رنگ گیا اور مرتے مرتے مر گیا مگر شریعت سے ایک قدم نہ ہٹا۔ عورتوں اور بچوں کی بھی یہی حالت تھی، جوق در جوق لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی آنکھیں روشن کرتے، ایمان تازہ کرتے، دعوت دیتے اور اپنے گھر، مال و اولاد میں برکت حاصل کرتے۔ بارہا ایسا ہوا ہے کہ لوگوں نے دعوت کی ہے، اور دس پانچ آدمیوں کے اندازہ سے کھانا پکوا یا، لیکن وقت پر سوڈا ٹیڑھ سو آدمی سید صاحب کے خادم اور معتقد آ گئے۔ صاحب خانہ نہایت پریشان ہوئے سید صاحب نے اپنی چادر ڈے دی وہ کھانے پر ڈال دی گئی اور کھانا نکالا گیا اور سب کے لیے کافی ہوا بکھرنے لگا۔

حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم ولایتی کی بیعت

اسی سفر کے دوران سہارنپور میں شیخ المشائخ حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب ولایتی (شیخ
ایشخ قطب عالم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی) نے ایک روحانی اشارہ کی بنا پر آپ کے
دست مبارک پر بیعت کی۔

قیام رائے بریلی

تبلیغی دورہ مکمل کرنے کے بعد آپ اپنے وطن رائے بریلی تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ قیام
فرمایا۔ یہ زمانہ بڑے روحانی و علمی فیوض و برکات کا زمانہ تھا۔ حضرت سید صاحب کا وجود علماء و
مشائخ ہندوستان کا اجتماع، یکسوئی، یہ سب نعمتیں جمع تھیں۔ ایک غیر معروف چھوٹا سا گاؤں
ککشاں بن گیا تھا جس کی زمین پر چاند کے ساتھ سارے روشن ستارے اتر آئے تھے ہندوستان
کے نامور علماء و مشائخ حجتہ الاسلام مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید، شیخ الاسلام مولانا عبدالحی حبیب
قطب وقت مولانا محمد یوسف صاحب خلیفہ (ذبیحہ حضرت شاہ اہل اللہ صاحب) شیخ المشائخ
حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب ولایتی (شیخ ایشخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی) حضرت شاہ
ابوسعید صاحب (خلیفہ حضرت شاہ غلام علی صاحب) ایک وقت میں جمع ہوئے۔ کتاب
”صراطِ مستقیم“ بھی اسی عرصے میں ۱۲۳۳ھ میں تالیف ہوئی۔

سید صاحب لکھنؤ میں

اسی زمانے میں حضرت سید صاحب لکھنؤ شہر میں بھی رونق افروز ہوئے۔ آپ کے تشریف
لائے ہی لوگوں کا رجوع اور ہجوم ہوا۔ فرنگی محل کے بھی بعض علماء و اکابر آپ کی بیعت میں داخل
ہوئے، دن رات لوگ بیعت و توبہ کرتے۔ مولانا عبدالحی صاحب اور مولانا محمد اسماعیل صاحب و غلط
فرماتے۔ علم و عرفان کی بارش ہوتی اور کتاب و سنت کے معارف و حقائق و نکات کی گہریری

سے محویت و سکتہ کا عالم ہوتا۔ علمہ انگشت بنداں ہوتے اور مخالفین سرگجریاں، گول اٹھ اٹھ کر توبہ کرتے اور نئی زندگی میں قدم رکھتے۔

مولانا محمد اشرف صاحب نے جو اس وقت لکھنؤ میں علوم معقول و منقول میں بیچا سمجھے جاتے تھے، اپنے یہاں کے سب سے زیادہ زکی اور فاضل طالب علم مولانا ولایت علی صاحب عظیم آبادی کو حضرت سید صاحب کی تحقیق حال کے لیے بھیجا اور پیغام بھیجا کہ میں تجلیہ میں ملنا چاہتا ہوں۔ آپ کا مقصد تھا کہ تنہائی میں سید صاحب کے علم کو ٹٹولیں۔ سید صاحب نے یہ درخواست منظور کر لی۔ ملاقات کے وقت آپ نے سید صاحب سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین فرمایا ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ میں آپ کی زبان سے اس کی تفسیر سنا چاہتا ہوں۔ سید صاحب نے دو گھنٹہ اس کا بیان فرمایا۔ اس وقت مولانا محمد اشرف صاحب اور مولوی ولایت علی صاحب کی (جو اس وقت حاضر تھے) روتے روتے آنسوؤں سے ڈارھی تر ہو گئی اور فوراً بیعت کر لی۔ مولانا محمد اشرف فرماتے تھے کہ یہ اسی روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا اور مجھے اس کے علاوہ بے انتہا فیوض و برکات حاصل ہوئے۔ مولانا ولایت علی صاحب کو سب پھوڑ پھاڑتے سید صاحب کے ساتھ ہو گئے اور اپنے کوشش کی خدمت میں فنا کر دیا۔

حضرت سید صاحب کا قیام لکھنؤ میں ایک مہینہ رہا۔ لکھنؤ سے آپ رائے بریلی تشریف لے گئے اور کچھ دن قیام فرما کر جہاں جہاں سے دعوت نامے آئے تھے تشریف لے گئے۔ اس

لے مولانا محمد اشرف بن قاضی نعمت اللہ خوشنویس (ساکن موضع بتھمن صفات سیا کوٹ) قاضی نعمت اللہ صاحب نواب قاضی الدولہ (۱۱۸۸ تا ۱۲۱۲ھ) کے عہد میں لکھنؤ چلے گئے تھے۔ جہاں انھیں بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ (تذکرہ علماء ہند از رحمان صلی و گذشتہ لکھنؤ از شہر)

سلسلے میں الہ آباد، بنارس، کانپور اور بیسیوں قصبات میں ایک سو ستر آدمیوں کے قافلے کے ساتھ تشریف لے گئے۔ لوگ جوق در جوق بیعت میں داخل ہوئے۔

بنارس میں انوارِ ذکر

بنارس کے قیام میں آپ نے اپنے رفقا سے فرمایا کہ یہ شہر کفر و شرک کی تاریکی سے بھرا ہوا ہے، اس کو اپنے ذکر کے انوار سے منور کر دو اور ذکرِ جہر و ذکرِ خفی میں کوتاہی نہ کرو۔ ایک ہفتہ نہ گزرنے پایا تھا کہ ہندو پر وہتوں اور جوگیوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ جناب اس شہر سے جلد تشریف لے جائیں، ہمارے گیان دھیان میں بڑا فرق آگیا ہے۔ حضرت نے بڑی نرمی کے ساتھ ان کو وعظ و تذکیر کی اور اسلام کی دعوت دی۔

جہاد کے لیے بے چینی

بنارس سے آپ سلطان پور اور رسولی وغیرہ تشریف لے گئے۔ دو ہفتہ قیام کر کے آپ تکیہ رائے بلی تشریف لائے۔ تکیہ کا قیام عجیب ذوق و شوق، لذت و علالت اور جفاکشی کا تھا۔ یوں تو عبادت و سلوک کے ساتھ جہاد کی تیاری آپ ہمیشہ کرتے رہتے تھے لیکن اس قیام میں اس طرف سب سے زیادہ توجہ تھی۔ پنجاب کے مسلمانوں کی مظلومی اور جہاد کی ضرورت کا احساس بڑھتا ہی جاتا تھا اور یہ کانٹا تھا جو آپ کو برابر بے چین رکھتا تھا۔ اب آپ کو دن رات اسی کا خیال رہتا تھا، زیادہ تر یہی مشاغل بھی رہتے، آپ اکثر اسلمہ لگاتے۔

رفقا کی آپس میں گفتگو

جب فنونِ حرب کی مشق و تعلیم میں زیادہ اہتمام ہوا اور زیادہ تر وقت اسی میں صرف ہونے لگا، یہاں تک کہ سلوک کے کاموں میں کمی ہونے لگی تو رفقا نے آپس میں گفتگو کرنی شروع کی اور مشورہ کیا کہ مولانا محمد یوسف صاحب ٹھپتھی اس بارے میں حضرت ستید صاحب سے

گفتگو کریں اور جماعت کے ان خیالات کی اطلاع دیں۔ مولانا نے تیسرے صاحب سے عرض کیا۔

حضرت تیسرے صاحب کا جواب

حضرت نے آپ کو جواب دیا :

”ان دنوں دوسرا کام اس سے زیادہ افضل ہم کو درپیش ہے، اسی میں ہمارا دل مشغول ہے، یہ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے تیاری ہے، اس کے سامنے اس حال کی کچھ حقیقت نہیں، وہ کام یعنی تحصیل علم سلوک اس کام کے تابع ہے۔ اگر کوئی دن میں روزہ رکھے اور تمام رات عبادت ریاضت میں گزارے اور نوافل پڑھتے پڑھتے پیروں پر درم آجائے اور دوسرا شخص جہاد کی نیت سے ایک گھڑی بھی بارود اڑائے تاکہ کفار کے مقابلہ میں بندوق لگائے انکھ نہ جھپکے تو وہ عابد اس مجاہد کے رتبہ کو ہرگز نہیں پہنچ سکتا اور وہ کام (سلوک و تصوف) اس وقت کا ہے جب اس کام (تیاری جہاد) سے فارغ البال ہو اور اب جو پندرہ سولہ روز سے دوسرے انوار کی ترقی نمازیہ مراقبہ میں معلوم ہوتی ہے وہ اسی کاروبار کے طفیل سے ہے۔ کوئی بھائی جہاد کی نیت سے تیر اندازی کرتا ہے، کوئی بندوق لگاتا ہے، کوئی پھری گد کا کھیلتا ہے، کوئی ڈنڈ پلتا ہے۔ اگر ہم اس کام کی اس وقت تعلیم کریں تو ہمارے یہ بھائی اس کام سے جلتے رہیں۔ یوسف جی تم خود اپنا حال دیکھو کہ گردن ڈالے ہوئے ایک عالم سکوت میں رہتے ہو۔ اسی طرح اور لوگ بھی کوئی کمبل اوڑھے مسجد کے کونہ میں بیٹھا ہے، کوئی چادر لپیٹے حجرہ میں بیٹھا ہے، کوئی جنگل جا کر مراقبہ کرتا ہے، کوئی ندی کنارے گڑھا کھود کر بیٹھا رہتا ہے، ان صاحبوں سے تو جہاد کا کام ہونا مشکل ہے تم ہمارے بھائیوں کو سمجھاؤ کہ اب اسی کام میں دل لگائیں، یہی بہتر ہے اور حاجی عبداللہ صاحب (شیخ اشخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی) سے بھی مشورہ کر کے جواب دو۔“

حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب کا بیان

حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب نے جب یہ سنا تو پہلے اپنا حال بیان کیا کہ :

”جب مجھ کو حضرت سے بیعت نہ تھی اور اپنے شلخ کے طور و طریق پر تھا، چدہ کشی کرتا تھا، جو کی روٹی کھاتا تھا، سوٹے کپڑے پہنتا تھا، صدا میرے مُرد تھے اور جو درویشی کا طالب میرے پاس آتا، اس کو تعلیم کرتا تھا اور کسی سے کچھ غرض نہیں رکھتا تھا۔ جو کوئی مطلب کے لیے دو چار کوس یا ایک دو منزل لے جانے کی درخواست کرتا، بُدنی اللہ چلا جاتا تھا اور میری نسبت کا یہ طور تھا کہ اگر آدھ کوس یا کوس بھر سے کسی پر توجہ کی نظر ڈالتا تو اسی جگہ اس کو حال آجاتا اور بعض بعض باتیں مجھ میں اُن سے بڑھ کر تھیں اور میں اس حال میں بہت خوش تھا اور میرے مُردوں میں بھی بعض بعض صاحبِ تاثیر تھے۔ باوجود ان سب باتوں کے جب اللہ تعالیٰ نے ان سید صاحب کو سہارنپور پہنچایا اور مجھ سے ملایا اور مجھ کو توفیق دی کہ میں نے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور آپ کا طریقہ دیکھا اس وقت اپنے نزدیک مجھ کو یہ خیال ہوا کہ اگر میں اس حالت میں مُرجاتا تو میری موت بُری ہوتی۔ پھر میں نے اپنے سب مُردوں سے کہا کہ اگر تم اپنی عاقبت بخیر چاہتے ہو تو ان سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرو، یا اس عقیدہ سے میرے ہی ہاتھ پر بیعت کرو اور جو نہ کرے گا وہ جانے، میں نے آگاہ کر دیا ہے۔ اس کا مواخذہ قیامت کے روز مجھ سے نہیں۔ پھر سب نے دوبارہ بیعت کی، سو میں نے تمام اس عیش و آرام، اور ناموس و نام کو ترک کر کے سید صاحب کے یہاں کی محنت و مشقت اور تنگی و کلفت اختیار کی۔ بیٹیں بھی بناتا ہوں، دیوار بھی اُٹھاتا ہوں، گھاس بھی پھیلتا ہوں، لکڑی بھی چیرتا ہوں اور ہر طرح کے کام کرتا ہوں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کا روبرو کی بدولت جو نعمت ملی اور خیر و برکت عطا کی، اس کے دسویں حصے کے برابر ان اول معاملات کی تمام خیر و برکت کو

نہیں پاتا ہوں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس راحت کو چھوڑ کر یہ محنت کیوں اختیار کی۔ سو میری صلاح اس بارہ میں یہی ہے کہ تم اپنا سارا کاروبار حضرت پر چھوڑ دو، وہی جو کچھ بہتر جان کر تم کو فرادیں اسی کو مانو اور اپنی بہتری اسی میں سمجھو اور اپنی رائے ناقص کو اس میں دخل نہ دو۔

حضرت حاجی صاحب چونکہ فن سلوک اور قوت نسبت میں مسلم تھے اور مشہور شیخ اور عارف تھے۔ اس لیے ان کی تقریریں کرسب لوگ خاموش ہو گئے اور مقدمات جہاد میں دل و جان سے مشغول ہو گئے۔ دن رات یہی مشغلہ تھا، بھرمار، تیر اندازی کرتے، چوزنگ لگاتے اور فنونِ سپہ گری کی پوری مشق کرتے تھے۔

سفر حج

محبت و شوق و جذب الہی کا جس کی تربیت شب و روز ہوتی تھی۔ اب شدید تقاضا ہوا کہ حج کو چلیے۔ حضرت سید صاحب نے حج کی تیاری کی۔ شوال کی آخری تاریخ ۱۲۳۶ھ کو چار سو آدمیوں کے ساتھ آپ تکیہ سے روانہ ہوئے۔ قافلہ مختلف شہروں میں ٹھیرتا ہوا منزل مقصود کی جانب رواں دواں تھا۔ خلقِ خدا جو جوق جوق حلقہ گزشتہ ہوتی رہی۔ اس سفر میں لاکھوں آدمیوں کو آپ کے دستِ حق پرست پر ہدایت نصیب ہوئی۔ حج کے ہمراہیوں کی تعداد ۵۰۰ تھی۔ اس سفر میں جو برکات، واقعات عجیبہ اور لہذا نذرِ روحانی حاصل ہوئے، ان کا مزہ وہی جان سکتے ہیں جو اس سفر میں ساتھ تھے۔

حرمِ محترم میں

۲۹ شعبان المعظم ۱۲۳۶ھ کو گیارہ مہینے سفر کرنے کے بعد قافلہ شوقِ حرمِ محترم میں داخل ہوا۔ بیت اللہ کو دیکھ کر ہر شخص پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں معلوم و معلوف وغیرہ جو وہاں حاضر تھے وہ بھی رونے لگے اور کہنے لگے کہ ہمارے غم میں ایسا

بارکت قافلہ کسی ملک سے نہیں آیا۔ طواف و سعی کے بعد سب نے علق و قصر کرایا اور ایک دوسرے کو بارکباد دی۔

ارض مقدس میں مقبولیت

اس ارض مقدس میں بھی (جس کا یہ سارا فیض ہے) آپ کا فیض بند نہیں ہوا، اور حجاز کے بعض نامور اہل علم و کمال اور فضل و صلاح بیعت میں داخل ہوئے شیخ محمد عمر مفتی مکہ مکرمہ جو شیخ العلامہ عبداللہ سراج کے استاد تھے اور سید عقیل و سید حمزہ و شیخ مصطفیٰ امام مصلیٰ حنفی اور شیخ شمس الدین مصری و اعظم بیت اللہ شیخ محمد علی ہندی مدرس مکہ معظمہ، اور عمر بن عبدالرسول محدث، شیخ بخارامی مدرس مدینہ منورہ اور خواجہ الماس نے (جو مسجد نبوی میں اکابر اولیاء اللہ میں سے تھے) بیعت کی۔ مولانا عبدالحی صاحب نے سید صاحب کے ایمار اور اہل حجاز کی ضرورت و خواہش سے صراطِ مستقیم کا عربی میں ترجمہ کیا۔ یہ فیض عام صرف حجاز سے خاص نہ تھا بلکہ چونکہ حجاز عالمِ اسلامی کا مرکز ہے جہاں تمام ممالک اسلامیہ کے وفود آتے ہیں ایسے بارکے لوگوں کو بھی فیضیاب ہونے کا موقع ملا۔

بلغار کے قافلہ کے ایک بڑے عالم بیعت میں داخل ہوئے اور آپ نے ان کو اپنا خلیفہ کر کے اپنے ملک کی ہدایت کے لیے مقرر کیا اور صراطِ مستقیم کی ایک نقل دی۔

جاوہ کے تین آدمیوں نے آکر عرض کیا کہ ہم حضور کے خلفار سے بیعت ہیں۔ اب بلا واسطہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے ان سے بیعت لی۔

مغربی قافلہ کے لوگوں نے بھی بیعت کی، ان میں مغرب کے ایک وزیر شیخ احمد بن ادیس تھے جن کو صحیح بخاری مع قسطلانی حفظ تھی۔

بارگاہِ نبویؐ میں

مکہ مکرمہ سے آپؐ نے مدینہ منورہ کا قصد فرمایا۔ مدینہ منورہ پہنچنے سے دو رات پہلے آپؐ کی طبیعت سخت ناساز تھی۔ بخار اور دردِ سر کی شدت تھی۔ رات کو آپؐ نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ، حضرت فاطمہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حسینؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لائے ہیں اور ہر ایک نے آپؐ کے سینہ پر ہاتھ رکھا۔ تشفی اور تسلی اور مختلف بشارتیں دیں۔

بہتر از صحت است آلِ مرصم کہ تو بہر عیاد تم آئی
دارم امید بستہ آن بہتر کہ تو از دست خویش بکشان
لے خوش آن گم رہی راہِ روے کہ تو آئی و راہِ ہمنائی
طرفِ آن تشنگی کہ سیرایم تو ز لطف و کرم بفرمائی
لے علیؓ شہرِ دوست نزدیک است
چوں نگردی در و تماشائی

مدینہ منورہ میں سید سمودی مصنف "وفار الوفانی اخبار دارالاصطفیٰ" کے مکان میں قیام فرمایا۔ پچیس روز تک مدینہ منورہ اور نواح کے مقامات و مشاہد کی زیارت کرتے رہے۔
زیارتِ مقدسہ

مدینہ طیبہ کے قیام میں آپؐ نے مسجدِ قبا، مسجدِ قبلتین وغیرہ اور حبشہ البقیع کی بار بار زیارت کی۔ ایک بار روضہ منورہ کی جالیوں کے اندر شب گزاری کا موقع بھی بخوبی ملا۔ مراقبہ میں بارہ احوال و کیفیات اور بار بار زیارتِ نبویؐ سے فائز ہوئے۔

ایک روز بقیع باکر ازولج مہطراتؓ، حضرت حسنؓ اور دوسرے حضرات اہل بیتؑ کی

زیارت کی۔ دوسرے روز خاص طور پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے گئے۔ ایک روز آپ جبل اُحد گئے اور سیدنا حمزہؓ اور دوسرے شہداء رضی اللہ عنہم کی زیارت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک جہاں شہید ہوئے تھے اس جگہ کی بھی زیارت کی۔ بعض بعض مقامات پر دعا کی۔

آپ کا مدینہ منورہ میں مزید قیام کا ارادہ تھا اور ابھی قافلے کو بھی سیری نہیں ہوئی تھی لیکن سردی بڑی شدت سے ہونے لگی تھی اور اہل قافلہ کے پاس جڑا دل نہ تھی۔ سردی سے سخت تکلیف ہو رہی تھی۔

۲۶ ربیع الاول کو آپ نے خواب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑی مہربانی سے مسکرا کر فرماتے ہیں:

”احمد اب تم کو جلد مکہ چلا جانا چاہیے، اس لیے کہ سردی سے تمہارے قافلے کو بڑی تکلیف ہو رہی ہے۔“

آپ نے اپنے ہمراہیوں کو یہ خواب سنایا اور سفر کی تیاری شروع کر دی۔
والپسی

۲۹ ربیع الاول ۱۲۳۸ھ کو آپ مسجد نبویؐ اور روضہ منورہ سے رخصت ہو کر مکہ معظمہ آئے۔ وہاں رمضان اور عید کی اور یکم ذیقعدہ ۱۲۳۸ھ کو مکہ مکرمہ کو الوداع کہا اور ۲۹ شعبان ۱۲۳۹ھ کو دو سال گیارہ مہینے کے بعد وطن پہنچے۔

اقامت جہاد

۱۲۴۱ھ کے آغاز میں آپ نے اقامت جہاد کے لیے کمر تہمت باندھ لی اور اپنے وطن سے ہجرت کی۔ راجپوتانہ، روار، ہندھ، بلوچستان، افغانستان اور صوبہ سرحد کے رگیستانوں،

میدانوں، پہاڑوں، دروں اور جنگلوں اور ذریعوں میں سفر کیا۔ ہر جگہ اعلیٰ کلمۃ الحق کا فرائض ادا کرتے گئے۔ جہاد فی سبیل اللہ جس کے لیے حضرت سید صاحبِ عنایتؒ مامور تھے، کی مفصل سرگزشت حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی تالیف سیرت سید احمد شہیدؒ اور غلام رسول مہر رحمہ کی کتاب سید احمد شہیدؒ میں ملاحظہ فرمائی جائے۔

شہادت

حضرت سید احمد شہیدؒ اور ان کی جماعت مجاہدین نے بالاکوٹ کے مقام پر ۲۴ ذیقعدہ ۱۹۴۶ء کو رنجیت سنگھ کی فوج سے لڑتے ہوئے میدانِ جنگ میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔

بنا کر دزد خوش رسے بخون و خاک غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقِ پاک طینت را

شہادت کے روز حضرت سید صاحبؒ اور مجاہدین کے چہرے دمک رہے تھے اور ایک عجیب کیفیت ان پر طاری تھی۔ راوی کہتا ہے :

”حضرت سید صاحبؒ اُس وقت ملکی صفات میں تھے، آپ کا چہرہ ایسا دمک رہا تھا کہ کسی کی نظر اُس پر نہیں ٹھیرتی تھی۔“

حضرت سید صاحبؒ کا فیضِ عام

حضرت سید صاحبؒ نے اسلام کے عقائدِ صحیحہ کی تبلیغ اور توحید و سنت کی عالمگیر اشاعت فرمائی۔ بڑے صغیر کا کوئی گوشہ نہیں چھوڑا جہاں آپ کا فیض نہ پہنچا ہو۔ دہلی اور کلکتہ کے درمیان سینکڑوں مقامات پر آپ نے خود دورہ فرمایا۔ مولانا عبدالحی صاحبؒ اور مولانا محمد اسماعیل صاحبؒ کے مواعظ ہوئے اور اللہ کی محبت تمام ہو گئی۔ بسندہ اور سرحد میں خود قیام فرمایا۔ حیدرآباد دکن، بمبئی، مدراس میں مولانا سید محمد علی صاحبؒ راجپورٹی و مولانا ولایت علی صاحبؒ عظیم آبادی

کو بھیجا، جنہوں نے وہاں قیام فرما کر اصلاح عقائد و اعمال و رسوم کا عظیم الشان کام انجام دیا۔ ہزاروں بندگانِ خدا اور سینکڑوں اُمراء و رؤساء و اہل علم و فضل مستفید ہوئے اور توحید و سنت کا عام چرچا ہو گیا۔ پورب میں آپ کے خلفاء مولانا کراست علی صاحب و مولانا سخاوت علی جوہر پور کے تبلیغ و ہدایت کے فرائض انجام دیئے اور بڑی کامیابی حاصل کی۔ آج بھی آپ کے اثرات ان اطراف میں موجود ہیں۔ صرف مولانا کراست علی صاحب کی کوششوں سے بنگال میں لاکھوں آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے۔

نیپال کی ترائی میں مولانا جعفر علی صاحب نے روشنی پھیلانی۔ افغانستان میں بھی آپ کے خلیفہ مولانا حبیب اللہ صاحب قندھاری سے اصلاح ہوئی۔

”ملکِ بہت میں بھی آپ نے بتیوں کا ایک وفد تبلیغ و ہدایت کے لیے بھیجا اور مسلمانوں کی اصلاح ان کے سپرد کی۔ اول ان کی سخت مخالفت ہوئی پھر ان کو بہت کامیابی و ترقی ہوئی ہزاروں آدمی ان کے حلقہِ بگوش ہو گئے یہاں تک کہ انھوں نے اپنے چند آدمی تبلیغ کے لیے چین بھیجے۔ جاوہ، بلغار اور مراکش وغیرہ میں بھی آپ کے خلفاء پہنچے اور مشرقِ قصبی سے مغربِ اقصیٰ تک آپ کی مملکتِ تجدید کے حدود پہنچ گئے۔

مولانا عبدالاحد صاحب لکھتے ہیں :

”حضرت سید صاحبِ قدس سرہ کے ہاتھ پر پچاس ہزار سے زیادہ ہندو وغیرہ کفارِ مسلمان ہوئے اور تیس لاکھ مسلمانوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور جو سلسلہ بیعت آپ کے خلفاء اور خلفاء کے خلفاء کے ذریعے تمام روئے زمین پر جاری ہے۔ اس سلسلہ میں تو کروڑوں آدمی آپ کی بیعت میں داخل ہیں۔“

حضرت ستید صاحب کے طریقے کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس زمانے میں اللہ کے یہاں آپ کا طریقہ سب سے زیادہ مقبول تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی ان دیارِ مشرقیہ میں اس میں منھری تھی۔ چنانچہ حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتی جو اپنے وقت کے جلیل القدر شیخ و سالک اور سلسلہ چشتیہ میں بیعت و مجاز تھے اور آپ کے سینکڑوں نہاروں مرید تھے۔

فرماتے تھے :

”مجھے کسی سے سلوک میں رجوع کی ضرورت نہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

خوشی اسی میں پاتا ہوں کہ میں ستید صاحب سے بیعت ہو جاؤں۔“

دوسری خصوصیت مشائخ و علماء میں مقبولیت ہے، چنانچہ ہندوستان کا کوئی خانوادہ اور کوئی سلسلہ نہیں ہے جس کے اکابر نے ستید صاحب کو اپنا بڑا ناما ہوا اور آپ سے استفادہ نہ کیا ہو۔ سلسلہ چشتیہ صابریہ کے دو نامور شیخ حاجی عبدالرحیم صاحب ولایتی اور آپ کے خلیفہ میاں نجی نور محمد صاحب بھنجاوٹی (پیر و مرشد شیخ العرب و اعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی مدد سے) آپ سے بیعت ہوئے اور آپ کے رنگ میں رنگ گئے۔ حاجی عبدالرحیم صاحب بیعت کے بعد ہمیشہ خدمت میں رہے، یہاں تک کہ بالاکوٹ میں شہید ہوئے۔ اس سلسلے کے دوسرے حضرات حجت الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی، قطب الارشاد مولانا رشید احمد محدث گنگوہی، شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی اور ان کی جماعت کا تعلق تو آپ سے ایسا تھا جیسا کہ عاشق کو معشوق سے ہوتا ہے۔ شاہ ابوسعید صاحب جو خاندان نقشبندیہ مجددیہ کے سلسلۃ الذہب کا فردی حلقہ اور حضرت شاہ غلام علی صاحب کے خلیفہ تھے، عرصے تک آپ کی خدمت میں رہے، اور استفادہ کیا۔ سلسلہ قادریہ کے مشہور شیخ ستید صبغت اللہ بن ستید محمد راشد نے جن کا سلسلہ سندھ میں بہت مشہور و محمود ہے، آپ سے استفادہ کیا۔ حضرت شاہ عبدالغفر کی حیات

میں آپ کے خاندان کے اہل علم و فضل نے آپ سے بیعت کی۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب، مولانا عبدالحی صاحب، مولانا محمد یوسف صاحب ٹھٹھتی کے علاوہ شاہ محمد اسحاق صاحب و مولانا محمد یعقوب صاحب نے استفادہ و باطنی تعلیم حاصل کی۔ اس کے علاوہ تمام مشائخ و علماء آپ کی عظمت و مقبولیت آپ کے طریقے کی رفعت و فضیلت، آپ کی محبت اور آپ سے عقیدت پر متفق و متفق اللسان ہیں۔ آپ کی محبت اہل سنت و صحیح انجیال جماعت کا شعار اور علامت بن گئی ہے اور آپ کے متعلق وہی کنا بکل صحیح ہوگا جو بعض اہل علم نے آپ کے مہنام امام احمد کے متعلق کہاہے :

إِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يُحِبُّ
أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ فَأَعْلَمُ أَنَّهٗ
صَاحِبُ سُنَّةٍ -
جب تم کسی کو دیکھو کہ اس کو احمد بن
حنبل سے محبت ہے تو سمجھ لو، کہ وہ
سنت کا قیاس ہے۔

اِیْک دُوسرے عالم کا قول ہے :
مَنْ سَمِعْتُمُوهُ يَذْكُرُ أَحْمَدَ
بْنَ حَنْبَلٍ بِسُوِّهِ فَأَتَمُّوهُ
عَلَى الْإِسْلَامِ -
جس کو تم احمد بن حنبل کا ذکر بُرائی
سے کرتے سُنو، اُس کے اسلام کو
مشکوک جانو

رسالہ اشغال

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوة والسلام علی رسولہ محمد و آلہ اجمعین
یہ رسالہ اشغال تین باب پر مشتمل ہے ہر باب کی دو فصلیں ہیں

باب اول

اشغال طریقہ قادریہ

فصل اول: اذکار

ذکر یک ضربی

ذکر یک ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ دو زانو نماز کے طریق پر بیٹھیں اور اسم ذات کو وسط سینہ سے نکال کر اپنے منہ کے سامنے ضرب لگائیں اور یہ تصور کریں کہ اس پاک نام کے ہمراہ ایک نور منہ سے باہر نکلا ہے پھر اس نور کو اپنے تصور میں پھیلائیں اور اس طرح خیال کریں کہ نور مذکور چادر نورانی کی طرح محیط ہو گیا ہے اور اس نے تمام بدن کو ڈھانپ لیا ہے پھر اس صورت خیالی سے ہٹ کر یوں تصور کریں کہ وہ نورانی چادر تمام بدن میں سرایت کر گئی ہے اور سمٹ کر وسط سینہ میں گروہ کی مانند مجتمع ہو گئی ہے اسی طریقہ سے ذکر اسم ذات میں مشغول رہیں اس ذکر کے دوران میں جمعیت دل سے ذات بخت کی نظر متوجہ رہیں۔ چند روز اسی ذکر کی مشق کریں۔

ذکر دو ضربی

ذکر دو ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ دو زانو نماز کے انداز میں بیٹھیں اور اسم ذات کی ضرب پہلے کی

طرح منہ کے سامنے لگائیں پھر ساتھ ہی دائیں شانے کی جانب خیال لے جا کر قلب پر ضرب لگائیں اور اس طرح تصور کریں کہ نور قلب کے اندر داخل ہو گیا ہے اور تمام بدن میں سرایت کر گیا ہے۔

ذکر سہ ضربی

ذکر سہ ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ کر ضرب اول و ضرب دوم پہلے بیان کر دو (ذکر دو ضربی) طریقہ پر لگائیں اور ضرب سوم قلب میں لگائیں۔

ذکر چہار ضربی

ذکر چہار ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ کر پہلی ضرب دائیں جانب، دوسری بائیں جانب، تیسری قلب میں اور چوتھی ضرب اپنے منہ کے سامنے لگائیں۔

فصل دوم: مراقبات

مراقبہ وحدانیت

مراقبہ وحدانیت میں یوں تصور کریں کہ ذات الہی ہر مکان و زمان میں موجود ہے۔ اس طرح ہر چیز میں سرایت کیے ہوئے ہے بلکہ ہر چیز کو قائم رکھے ہوئے ہے۔

مراقبہ صمدیت

مراقبہ صمدیت میں انعامات الہیہ کو اجمالاً و تفصیلاً ملاحظہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی صفت جود کا تصور کریں یعنی وہ بے شمار نعمتیں عطا فرماتا ہے حالانکہ اس کی بارگاہ عالی کو مخلوقات کی طرف سے منفعت و مسرت کا کچھ بھی امکان نہیں، اس کے فیض عام کو ملحوظ رکھیں، یعنی اس کا انعام ہر شے کو پہنچتا ہے خواہ مطیع ہو یا فاسق، انسان ہو یا حیوان، حجر ہو یا شجر، فلکی ہو یا ملکی، شیطان ہو یا حق۔

شغلِ دورہ

طریقِ شغلِ دورہ یہ ہے کہ اس طرح تصور کریں کہ گویا طالب کی روح گروہ کی مانند ذات کی جگہ پر مجتمع ہو گئی ہے۔ اس کے بعد لفظ **اَللّٰہُ سَمِیعٌ** کا یوں تصور کریں کہ لفظ **اَللّٰہُ** اس روح کے اوپر ہے اور **سَمِیعٌ** اس کے نیچے۔ پھر قوتِ خیال سے ہر دو اسم کو روح مذکور سمیت مقامِ اُف سے کھینچ کر لطیفہ بستر تک لائیں اور وہاں لفظ **سَمِیعٌ** کی بجائے لفظ **بَصِیْرٌ** رکھیں اور لطیفہ بستر سے کھینچ کر لطیفہ اخفیٰ تک پہنچائیں اور اس مقام پر لفظ **بَصِیْرٌ** کی بجائے لفظ **قَدِیْرٌ** کو رکھیں اور وہاں سے کھینچ کر چوتھے آسمان تک پہنچائیں اور وہاں بجائے لفظ **قَدِیْرٌ** کے لفظ **عَلِیْمٌ** رکھیں اور وہاں سے کھینچ کر عرش تک پہنچائیں اور اس مقام پر روح کو دور اور سیر کرائیں۔ بعد ازاں اسی لفظ **اَللّٰہُ عَلِیْمٌ** کو (روح سمیت) نیچے آسمان چارم پر لائیں اور وہاں سے لفظ **اَللّٰہُ قَدِیْرٌ** کے ہمراہ دونوں کو نیچے لطیفہ اخفیٰ پر لائیں اور وہاں سے لفظ **اَللّٰہُ بَصِیْرٌ** کے ہمراہ لطیفہ بستر پر نیچے لائیں اور وہاں سے لفظ **اَللّٰہُ سَمِیعٌ** کے ہمراہ لطیفہ نفس کے مقام پر لے آئیں۔ یہ ایک دورہ ہوگا، بار بار یہی شغل دورہ عمل میں لائیں، حتیٰ کہ اس کے آثار مرتب ہو جائیں یعنی روح کی نورانیت، انبیاء، اولیاء اور ملائکہ کی ارواح سے ملاقات نیز سیرِ جنت و جہنم وغیرہ حاصل ہو جائیں۔

شغلِ نفی

طریقِ شغلِ نفی اس طرح ہے کہ تمام موجودات اور ممکنات کی نفی کریں۔ اول اپنے بدن کی نفی اس طریق سے کریں کہ جیسے نقش کو اپنے ہاتھ سے مٹاتے ہیں۔ اس طرح قوتِ خیالیہ کو اپنے بدن کے مٹانے میں مشغول رکھیں، اگر تمام بدن کی نفی کیا جائے تو بہت بہتر و نہ اپنے بدن کے اجزاء کی الگ الگ نفی کریں اور جب بدن کی نفی کی کیفیت مقرر آجائے تو پھر تمام عالم کی نفی کی کیفیت حاصل کریں یہاں تک کہ جمیع ممکنات کی بجائے ایک خلا کا تصور قائم ہو جائے۔ اس خلا میں

ایک نور ظاہر ہو جائے پھر وہ نور وسعت پذیر ہو کر تمام عالم کی بجائے قائم ہو جائے۔ بعد ازاں اس نور کی بھی نفی کریں یہاں تک کہ ایک دوسرا نور نمایاں ہو جائے اور اسی طرح چلتے جائیں حتیٰ کہ تمام مجاہبات نورانی دور ہو جائیں، اس شغل نفی کے برابر ایک شغل "یادداشت" بھی سامنے رکھیں یعنی اپنے خیال کو ہر حال میں بارگاہِ حضرتِ احدیت میں مشغول رکھیں اور اس پر اپنے خیال کو دائم کر دیکھیں۔

شغل نفی لٹنی

طریقِ شغل نفی لٹنی اس طرح ہے کہ طالب اپنے خیال کو کہ جس سے تمام عالم کی نفی کرتا ہے نیز اس سے جو انوار اور اوراکِ ظہور میں آتے ہیں اس کی بھی نفی کرے اور برتے جو اس میں شک و شبہ ہو، اس کی بھی نفی کرے، یہاں تک کہ حالتِ نوم کی مثل ربودگی اور غفلت کی کیفیت طاری ہو جائے۔ اس کے بعد مالک اللہ تعالیٰ کے فضل بے پایاں سے مقامِ مشاہدہ پر فائز ہو جاتا ہے اور سلوک متعارف کے مراتب اس مقام پر تکمیل کو پہنچ جاتے ہیں۔

باب دوم

اشغالِ طریقہِ چشتیہ

فصل اول: اذکار

ذکر اَللّٰهُ اَللّٰهُ

اول چاہیے کہ روزانہ نماز کی ہر نیت پر بیٹھ کر اسم ذات کو دوبارہ یوں کہیں: اَللّٰهُ اَللّٰهُ جب پہلی دفعہ شدت و جہر کے ساتھ کہیں تو اس طرح تصور کریں کہ ایک نور وسطِ سینہ سے نکل کر لب تک آ گیا ہے اور جب دوسری مرتبہ اسی شدت و جہر کے ساتھ کہیں تو یوں تصور کریں کہ ہمراہ لفظ مذکور (اَللّٰهُ اَللّٰهُ) وہی نور منہ سے نکل کر ایک ہاتھ اوپر پہنچ گیا ہے۔ بار دیگر اسی اسم مبارک کو بطریق مذکور کہیں اور یوں خیال کریں کہ نور اول کے ہمراہ نور ثانی ملحق ہو گیا ہے۔ اسی طرح اس کی مشق کرتے رہیں یہاں تک کہ خیال میں یوں پختہ ہو جائے کہ وہ نور ثانی بہتہ نورانی سستون کی شکل اختیار کر گیا ہے اور مذاکر کا تمام بدن اس میں گم ہو گیا ہے۔

ذکر اِلَّا اَللّٰهُ

بعد ازاں لفظ اِلَّا اَللّٰهُ کا ذکر شدت و جہر کے ساتھ شروع کریں اور یوں تصور کریں کہ

ایک نور وسط سینہ سے اس لفظ کے ہمراہ باہر نکل کر پاؤں کے نیچے بقدر ایک ہاتھ زیر زمین چلا گیا ہے۔ اس ذکر پر اتنی مداومت کریں کہ وہ نور نیچے سے اوپر بلند ہو کر ذکر اول (اَللّٰهُ اَللّٰهُ) کے نور سے جا ملے۔

ذکر اللہ

بعد ازاں لفظ اللہ کا ذکر شدت و جہر کی بجائے آہستہ آہستہ کریں اور یوں تصور کریں کہ یہ اسم مبارک اس ستون نورانی میں جادوب کی مثل پھر رہا ہے اور اس کی گردش سے ستون مذکور درخشاں ہو رہا ہے۔

ذکر نفی و اثبات

نفی و اثبات کا طریقہ یہ ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو اپنے خیال سے کھینچ کر زمین و آسمان پر محیط کریں، اس طرح سے کہ لَا اِلٰهَ کے لفظ سے خود اپنی نفی اور تمام عالم کی نفی ملاحظہ کریں اور لفظ اِلَّا اللّٰهُ کی ضرب اوپر کی جانب بالائے عرش مجید لگائیں۔ اسی شغل کو بار بار عمل میں لائیں یہاں تک کہ ایک نہایت وسیع نور بالائے عرش سے نیچے آئے اور تمام عالم حتیٰ کہ سالک ذاکر کا خود اپنا جسم بھی اس نور میں گم ہو جائے۔

فصل دوم، مراقبات

واضح ہو کہ طریقہ چشتیہ کے مراقبات بھی وہی ہیں جو اب اول میں بیان کیے گئے۔ پس مراقبات مذکور میں ابتداء شغل نفی سے اور انتہا مشاہدہ میں مشغول ہونے سے ہوتی ہے۔

شغل دورہ چشتیہ

سلسلہ چشتیہ میں شغل دورہ اس طرح پر ہے کہ ذکر یا حتیٰ و یا قیوم اس طریقے سے کریں کہ

کہہ یا سَیِّح کو خیال سے وسط سینہ سے لب تک لائیں اور اپنی رُوح کو اس کے مہر لولیں پھر لفظ قِیُّوْم کو اس کے پیچھے اس طرح لائیں کہ اس اسم کی مشق سے رُوح بدن سے خارج ہو پھر رُوح کو انہی دونوں اسم کی قوت سے عرشِ مجید تک پہنچائیں۔ اس مقام پر قدرے توقف کر کے سیر اور دور کرائیں تاکہ ارواح ملائکہ جنت و جہنم اور ان کی شل دیگر امور غیبیہ منکشف ہو جائیں۔ بعد ازاں اس ذکر کو جب تمام کرنا چاہیں تو لفظ یا سَیِّح سے ارادہ انتقال کریں، اور لفظ یا قِیُّوْم سے رُوح کو اپنے بدن میں واپس لے آئیں۔

ذکر برائے کشف قبور

کشف قبور کے لیے ذکر سُبُّوح قُدُّوس رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْح کو اس طریقہ پر کریں کہ لفظ سُبُّوح کو ناف سے لے کر دماغ تک پہنچائیں اور لفظ قُدُّوس کو وہاں سے عرشِ مجید تک لے جائیں پھر رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْح کو عرش سے قلب تک لا کر قلب کے درِ فوقانی سے داخل کریں اور درِ تحتانی سے خارج کرتے ہوئے قبر کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس شغل کی مشق سے کشفِ قبور حاصل ہو جائے گا۔

باب سوم

اشغالِ طریقہ نقشبندیہ

فصل اول: اذکار

لطائف ششگانہ کے مقامات یہ ہیں: لطیفہ قلب بائیں پستان کے نیچے، لطیفہ روح دائیں پستان کے نیچے، لطیفہ بتران ہر دو کے درمیان (یعنی لطیفہ قلب اور لطیفہ روح کے درمیان) لطیفہ نفس مقام ناف میں، لطیفہ خفی پیشانی میں اور لطیفہ اخفی سر میں تا لو کے مقام پر واقع ہر

ذکرِ نفی و اثبات

پس لطائف ششگانہ کو ذکرِ خیالی کے ساتھ ذکرِ بنا چاہیے۔ ابتداء میں ہر لطیفہ کو علیحدہ علیحدہ ذکرِ بنائیں اور انتہا میں تمام لطائف ششگانہ کو یکبارگی ذکرِ بنا چاہیے۔ بعد ازاں جسہر نفس کے ساتھ ذکرِ نفی و اثبات کریں۔ اس طریقہ پر کہ دوزانو قبلہ رو بیٹھ کر اپنے دم کو بند کر کے زبان کو تا لو سے چپا کر لاگو مقامِ لطیفہ نفس سے کھینچ کر لطیفہ بتر و خفی سے گزارتے ہوئے لطیفہ اخفی تک پہنچائیں اور اللہ کو لطیفہ اخفی سے لطیفہ روح میں پہنچائیں اور اللہ کی ضربِ لطیفہ قلب پر لگائیں۔ اس ذکر کو اس انداز سے کریں کہ اس کا کوئی اثر اعضائے ظاہر پر نہ لگے نہ ہو بلکہ محض خیال کے ساتھ ہو۔

سلطان الذکر

بعد ازاں سلطان الذکر عمل میں لائیں یعنی جس طرح ذکر مقاماتِ لطائف سے آگاہ ہوا۔ اسی طرح سر سے پاؤں تک تمام رگ و پے اور ہر شے میں ذکر کو سرایت کرسنے۔

فصل دوم: مراقبات

مراقبات کے بیان میں وہی ترتیب جو باب اول میں مذکور ہوئی ہے بجا لائیں۔

کشف وقائع آئندہ

اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ آئندہ وقائع میں کون سا واقعہ منکشف ہوگا اس کے لیے احسن و اولیٰ یہ ہے کہ رات کے تیسرے پہر بیدار ہو کر نہایت درجہ حضور قلب کے ساتھ بکمال آداب و مستحبات طہارت بجا لائیں پھر طہارت کے بعد وہ مسنون دعائیں جو گناہوں کے کفارہ کے لیے متعین فرمائی گئی ہیں، نہایت درجہ خلوص و التجا کے ساتھ پڑھیں اس کے بعد صلوٰۃ التبیح تمام آداب سنن و مستحبات کا لحاظ رکھتے ہوئے پورے حضور قلب سے انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ اس طرح ادا کریں کہ درگاہ رب العزت سے طلب مغفرت بکمال التجا و المحاجہ دل کی گہرائی میں سما جائے۔ بعد ازاں بکمال حضور قلب تمام گناہوں سے توبہ کریں اور التجا و المحاجہ کے تمام مراتب اپنی انتہا کو پہنچا دیئے جائیں اس کے بعد اشغال مذکورہ میں سے کسی ایک شغل میں مشغول ہو جائیں اور اس شغل کے دوران اس مطلوب واقعہ کے کشف کے لیے عالم الغیب کے حضور خوب متوجہ رہیں۔ انشاء اللہ بطریق الہام یا بطریق مشاہدہ اس واقعہ کی حقیقت منکشف ہو جائے گی۔

اگر یہی عمل صدارت کیا جائے اور حقیقت واقعہ منکشف نہ ہو تو رات کے تیسرے پہر دو رکعت اس طرح ادا کریں کہ ہر رکعت میں تین بار سورۃ فاتحہ، تین بار آیت الکرسی اور پندرہ بار سورۃ اخلاص پڑھیں، اس کے بعد سرسجدہ میں رکھ کر نہایت درجہ خشوع و خضوع کے ساتھ ایک سو ایک بار ”کہ یا خبیروا خبیرونی“ پڑھیں۔ بعد ازاں سجدہ سے سر اٹھا کر نہایت درجہ المحاجہ و التجا کے ساتھ انکشاف واقعہ مذکورہ کے لیے دعا کریں اور پھر سو جائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس واقعہ کی حقیقت سوتے میں منکشف ہو جائے گی۔ فقط

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سلاسل طریقت

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی رسولہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ الساکین
 انا بعد۔ پس طالب شرف بیعت و توبہ سے مشرف ہوا اور فقیر سید احمد کی وساطت سے طریقہ
 عالیہ چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ و محمدیہ کی سلک میں منسلک ہوا۔ اس فقیر (سید احمد شہید) کو
 ان طریقوں کی برکات دو وجہ سے حاصل ہیں۔

وجہ اول : اولیت

یہ فقیر اویسی طور پر طریقہ چشتیہ میں حضرت خواجہ قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار
 کاکل کی روح مقدس سے اور طریقہ قادریہ میں حضرت غوث الثقلین حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ
 کی روح مقدس سے اور طریقہ نقشبندیہ میں حضرت امام الشریعت والطرقت حضرت خواجہ
 بہاء الدین نقشبند بخاریؒ سے مستحق ہوا اور طریقہ مجددیہ و محمدیہ میں بلا واسطہ کسی کے حضرت حق
 کی بارگاہ سے مستفید ہوا۔ تمام اولیت کا یہ حصول اگرچہ بفضل الفضل الہی مستحق ہوا لیکن ظاہری

اسباب میں یہ سبب اس فقیر کے حق میں حضرت پیر و مرشد کی دُعا کا نتیجہ ہے۔

وجہ ثانی : بطریق بیعت و اجازت

یہ فقیر سلاسل مذکورہ کے مشائخ کی سلک میں بطریق بیعت و اجازت منسلک ہے۔ بس طریقیہ پر کہ اس فقیر کو قدوۃ العلماء و المحدثین، وارث الانبیاء و الرسلین، حجۃ اللہ علی العالمین مولانا و مرشدنا شیخ عبد الغزیز سے اقتساب بیعت و اجازت ہے۔ اور اُن کو اپنے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ سے اور اُن کو اپنے والد ماجد حضرت شیخ عبد الرحیم سے۔ اور اُن کو

طریقہ چشتیہ

میں اپنے نانا بزرگوار شیخ رفیع الدین سے اقتساب بیعت و اجازت ہے

اور اُن کو	شیخ قطب عالمؒ	سے
" "	شیخ نجم الحق چائیں لدہؒ	"
" "	شیخ عبد الغزیزؒ	"
" "	قاضی خاں یوسف نامیؒ	"
" "	شیخ حسن طاہرؒ	"
" "	ستید راجی حامد شاہؒ	"
" "	شیخ حسام الدین مانچوڑیؒ	"
" "	خواجہ نور قطب عالمؒ	"
" "	شیخ علار الحقؒ	"
" "	شیخ انخی سراجؒ	"
" "	سُلطان اللہ ولیا حضرت نظام الدینؒ	"

اور ان کو	امام الزاہدین حضرت شیخ فرید الدین شکر گنجؒ	سے
" "	قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ	"
" "	نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خواجہ سعید الدین چشتیؒ	"
" "	خواجہ عثمان ہارونیؒ	"
" "	حاجی شریف نذنیؒ	"
" "	خواجہ سرود چشتیؒ	"
" "	خواجہ یوسف چشتیؒ	"
" "	خواجہ محمد چشتیؒ	"
" "	خواجہ ابو احمد چشتیؒ	"
" "	خواجہ ابو اسماعیل چشتیؒ	"
" "	شیخ علودینیوریؒ	"
" "	ابی ہبیرہ بصریؒ	"
" "	حذیفہ مرثیؒ	"
" "	سلطان التارکین حضرت ابراہیم ادہمؒ	"
" "	فضیل ابن عیاضؒ	"
" "	عبدالواحد بن زیدؒ	"
" "	خیر القابین حضرت حسن بصریؒ	"
" "	امام الاولیاء قدوة الایمان حضرت علی کرم اللہ وجہہؒ	"

اور ان کو تیبہ الانبیاء و المرسلین محبوب رب العالمین محمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ صحیحین سے

سلسلہ قادریہ

اور اسی طرح شیخ عبدالرحیم قدس اللہ سرہ الغریز کو طریقہ قادریہ میں سید عبداللہ اکبر آبادی سے
انتساب بیعت و اجازت ہے

اور ان کو	سید آدم نبوریؒ	سے
"	" امام ربانی قیوم زمانہ مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ	"
"	" اپنے والد ماجد شیخ عبدالاحدؒ	"
"	" شاہ کمالؒ	"
"	" شاہ فیضؒ	"
"	" سید گدائے رحمنؒ	"
"	" سید شمس الدین عارفؒ	"
"	" سید گدائے رحمن بن ابی الحسنؒ	"
"	" شیخ شمس الدین صحرائیؒ	"
"	" سید عقیلؒ	"
"	" سید بہاء الدینؒ	"
"	" سید عبدالوہابؒ	"
"	" سید شرف الدین قتالؒ	"
"	" سید عبدالرزاقؒ	"
"	" حضرت غوث الاعظم سید محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ	"

س	شیخ ابوسعید خدریؒ	اور ان کو
"	شیخ ابی الحسن القرشیؒ	" "
"	شیخ ابی الفرج طوسیؒ	" "
"	شیخ ابی الفضل عبد الواحد علیؒ	" "
"	شیخ ابی الفضل مینیؒ	" "
"	شیخ ابی بکر شبلیؒ	" "
"	سید الطائفہ جنید بغدادیؒ	" "
"	شیخ ابی الحسن تری سقطیؒ	" "
"	شیخ معروف کرخیؒ	" "
"	امام علی رضاؒ	" "
"	امام موسیٰ کاظمؒ	" "
"	امام جعفر صادقؒ	" "
"	امام محمد باقرؒ	" "
"	امام زین العابدینؒ	" "
"	سید الشہداء حضرت حسینؒ	" "
"	سید الاولیاء خاتم الخلفاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ	" "

اور ان کو سید الانبیاء خاتم الرسل احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین سے

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ

اور اسی طرح شیخ عبدالرحیم قدس سرہ کو طریقہ نقشبندیہ و مجددیہ میں سید عبداللہ اکبر آبادی سے
انتساب بیعت و اجازت ہے

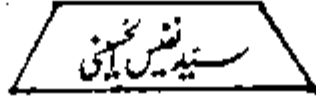
اور اُن کو	سید آدم بخوریؒ	سے
" "	شیخ احمد سرہندی مجدد و العنایؒ	"
" "	خواجہ باقی باللہؒ	"
" "	خواجہ الکنگؒ	"
" "	مولانا درویش محمدؒ	"
" "	مولانا زامؒ	"
" "	خواجہ عبید اللہ احرارؒ	"
" "	مولانا یعقوب چرخؒ	"
" "	امام الشریعت والطرقت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ	"
" "	خواجہ محمد بابا ساسیؒ	"
" "	خواجہ راستینیؒ	"
" "	خواجہ محمود انجیر فغویؒ	"
" "	خواجہ عارف ریوگریؒ	"
" "	خواجہ خواجگان خواجہ عبدالخالق مجددانیؒ	"
" "	خواجہ یوسف ہمدانیؒ	"

اور اُن کو	ابی علی فارمدیؑ	سے
" "	امام ابی القاسم قشیریؑ	"
" "	شیخ ابی علی دقاقؑ	"
" "	شیخ ابی القاسم نصرآبادیؑ	"
" "	شیخ ابو بکر شبلیؑ	"
" "	ستید الطائفہ جنید بغدادیؑ	"
" "	شیخ ابی الحسن سری سقطیؑ	"
" "	شیخ معروف کرخیؑ	"
" "	امام علی رضاؑ	"
" "	امام موسیٰ کاظمؑ	"
" "	امام جعفر صادقؑ	"
" "	رئیس الفقہاء والاباعین قاسم بن محمدؑ	"
" "	صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سلمان فارسیؑ	"
" "	امیر المومنین سید المسلمین افضل الخلفاء ارشدین حضرت ابی بکر صدیقؑ	"
اور اُن کو سید المرسلین امام المتقین احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ابلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین سے		

نماز پنجگانہ ادا کرنا فرض ہے اور اس کا ترک کفر ہے۔ لازم ہے کہ ہر مومن جان
دل سے خدا کا حکم بجا لائے

امیر المومنین امام المجاہدین حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ
 کے محبوب جاں نثار شہید اسلام عارف باللہ
 شیخ المشائخ حضرت شاہ عبد الرحیم ولایتی شہید رحمۃ اللہ علیہ

(پیر و مرشد حضرت سیانہ نور محمد جمعنا نوحی رحمۃ اللہ علیہ)



آپ سادات کرام روہ افغانستان سے ہیں۔ نام مولا کی طلب میں وطن
 سے نکلے۔ پہلے حضرت سید رحم علی شاہ صاحب (م ۱۲۰۴ھ) (ازاحفاد حضرت
 شاہ قمیض سادھوروی قدس سرہ) سے جو مقام پنجلاہ ضلع انبالہ میں مقیم
 تھے مشرف بہ بیعت ہوئے اور عرصہ تک ریاضت میں مصروف رہ کر نسبت
 طریقہ قادریہ حاصل کی۔ بعد ازاں نسبت عشقیہ چشتیہ کا اکتساب حضرت شاہ
 عبد الباری امروہی قدس سرہ (م ۱۲۲۶ھ) سے کیا اور آخر میں بیعت جہاد
 باطریقت حضرت سید احمد شہید قدس سرہ (۱۲۳۶ھ) سے کی۔

(انوار العارفين، تحفہ الارباب ص ۸۷ ج ۲، انوار العاشقین ص ۸۲)

ملفوظ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب: ”مومن خاں صاحب مومن دہلوی مجدد
 سے فرماتے تھے کہ ایک بار چند حضرات شاہ عبد العزیز صاحب سے حدیث پڑھ
 رہے تھے کہ تذکرہ اکابروں کا آگیا ہم لوگوں نے عرض کیا اب بھی کوئی ایسا
 اکابر ہے شاہ صاحب نے فرمایا کہ پرسوں کو ہمارے پاس فلاں حلیہ کا ایک شخص
 مسئلہ دریافت کرنے آئے گا وہ مرد کامل ہے۔ سمت اور وقت بھی معین کر دیا۔
 ہم لوگ روز موعود پر زینت المساجد میں کہ دریائے جمنا کے کنارے واقع ہے اُن
 کے اشتیاق میں بیٹھے تھے وقت مقررہ پر دریا کے کنارے اُسی حلیہ کے ایک
 بزرگ نمودار ہوئے اور سب ان کی زیارت سے مشرف ہوئے وہ بزرگ حضرت
 شاہ عبد الرحیم صاحب ولایتی تھے۔“

حضرت شاہ عبد الرحیم ولایتی قدس سرہ نے امیر المومنین امام المجاہدین
 حضرت سید احمد شہید سے اس وقت بیعت کا شرف حاصل کیا جب دو آجے کا
 مشہور تاریخی و تبلیغی دورہ کرتے ہوئے سید صاحب سہارنپور میں رونق افروز
 ہوئے۔ اس تمام سفر میں شیخ الاسلام حضرت مولانا عبدالحی صاحب اور حجت الاسلام

حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید بہرکاب تھے۔ ان کے مواعظ سے بہت اصلاح و انقلاب ہوا۔ اس ایک سفر نے وہ کام کیا جو بڑے بڑے مشائخ کا تزکیہ باطن اور بڑے بڑے علماء و مصلحین کی برسوں کی تربیت ظاہر کرتی ہے ہر برگہ سینکڑوں آدمی مستی، متورع، عابد، متبع سنت اور ربانی بن گئے۔

(سیرۃ سید احمد شہید ص ۱۳۴ ج ۱)

سہارنپور میں حضرت سید صاحب کا والہانہ عقیدت سے خیر مقدم کیا گیا۔ مولف سیرۃ سید احمد شہید منظورۃ السعداء کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

سہارنپور سے باہر ایک جم غفیر استقبال کے لئے موجود تھا۔ آپ نے مغرب کی نماز مسجد ابونبی میں پڑھی۔ اس کے ایک حجرے میں حاجی عبدالرحیم صاحب ولایتی رہتے تھے جو بڑے مشائخ میں سے تھے۔ سینکڑوں آدمی ان کے مرید تھے۔ انھوں نے اپنے تمام مریدوں کے ساتھ بیعت کی اور اپنے تمام نیاز مندوں کو بلا کر کہہ دیا کہ سب آپ سے بیعت ہو جاؤ، ایسا مرشد کامل پھر ملنا مشکل ہے۔ تہائی رات تک بیعت کرنے والوں سے آپ کو فرصت نہیں ہوئی۔ دو روز تک انھیں کے گھر دعوت رہی۔“ (سیرۃ سید احمد شہید ص ۱۳۴ ج ۱)

”نقش حیات“ میں اس تاریخی ملاقات کا ذکر حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان صدق ترجمان کے حوالے سے ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

”حضرت سید صاحب اپنے دورہ تبلیغ میں حضرت شاہ حاجی عبدالرحیم صاحب ولایتی پیرو مرشد حضرت میانجیور رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقی ہوئے تو منجملہ اور لوگوں کے خود حضرت شاہ صاحب نے بھی حضرت سید احمد شہید کے ہاتھ پر

بیعت فرمائی (دراں حالیکہ وہ خود صاحب ارشاد مکمل تھے اور ہزاروں آدمی ان کے مرید تھے) اور فرمایا کہ واقعہ میں مجھے کسی کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی حاجت نہیں مگر میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی اسی میں ہی دیکھتا ہوں (نظر کشی سے) اور اسی لیے بیعت ہوتا ہوں پھر (خلوت ہوئی) اور دونوں حضرات فیوض روحانیہ کا اکتساب کرنے کے لیے حجرہ میں چلے گئے۔ جب نکلے ہیں تو سید صاحب پر نسبت چشتیہ اور گریہ و بکا کا غلبہ ہوا اور حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم ولایتی پر نسبت نقشبندیہ کا۔ (۲۷)

مسجد ابونبی میں حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید کا وعظ بھی ہوا آج بھی اس مسجد کے اندر درمیانی دروازے میں چند اینٹیں نمایاں طور پر لگی ہوئی ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہیں کھڑے ہو کر حضرت شاہ اسماعیل شہید نے وعظ فرمایا تھا۔ وہ حجرہ آج بھی موجود ہے جس میں حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتی رہتے تھے۔ اسی میں حضرت سید احمد شہید سے ملاقاتیں رہیں۔ راقم سطور شوال ۱۳۹۰ھ میں اس مسجد اور حجرے کی زیارت سے چند بار مشرف ہو چکا ہے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ نے اپنے مرید مخلص حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانویؒ کو بھی لوہاری سے سہارنپور بلا لیا اور اپنے سامنے حضرت سید احمد شہیدؒ کے دست حق پرست پر بیعت کرایا۔ اور اجازت و شجرات بھی عطا کیے گئے۔ حضرت شیخ محمد محدث تھانوی (مرید و خلیفہ حضرت میانجیو صاحب جھنجھانویؒ) اپنی تالیف ”انوار محمدی“ میں رقمطراز ہیں:

”حضرت حاجی صاحب داداپیر، حاجی عبدالرحیم مصدر الاوصاف

بحضرت شیخ المشائخ میا نجیو صاحب پیرو مرشد م تحریر فرمودہ از
سہارنپور بمقام لوہاری ارسال داشتند، ہنگام رونق افروزی آئینہ
نزد جناب میر صاحب حضرت سید احمد صاحب و قبلہ دادا پیر
قدس اسرار ہم در بلدہ سہارنپور، در ہمان زمان حاجی صاحب قبلہ
مدوح قدس سرہ پیرو مرشد میا نجیو صاحب قبلہ را برومی خود
بیعت از سید صاحب مدوح کنا نیدند و اجازۃ و شہرات عنایت
شدند۔“ (ص ۳۵، مطبع صنیائی میرٹھ ۱۲۹۱ھ)

دو آجے کا تبلیغی دورہ مکمل کرنے کے بعد حضرت سید احمد شہید اپنے وطن
رائے بریلی تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ قیام فرمایا۔ یہ زمانہ بڑے روحانی و علمی
فیوض و برکات کا زمانہ تھا۔ حضرت سید صاحب کا وجود علماء و مشائخ ہندوستان کا
اجتماع، یکسوئی، یہ سب نعمتیں جمع تھیں۔ ایک غیر معروف چھوٹا سا گاؤں
کھمٹاں بن گیا تھا، جس کی زمین پر چاند کے ساتھ سارے روشن ستارے اتر آئے
تھے۔ ہندوستان کے نامور علماء و مشائخ حجۃ الاسلام مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید،
شیخ الاسلام مولانا عبدالحی صاحب، قطب وقت مولانا محمد یوسف صاحب پھلتی
(نسیرہ حضرت شاہ اہل اللہ صاحب) شیخ المشائخ حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب
والہ سی (شیخ الشیخ حضرت حاجی ادا اللہ مہاجر مکی) حضرت شاہ ابو سعید صاحب
(خلیفہ حضرت شاہ غلام علی صاحب) ایک وقت میں جمع ہوئے۔

(سیرۃ سید احمد شہید ص ۱۵۱ ج ۱)

حضرت سید صاحب کا تقریباً ایک سال رائے بریلی میں قیام رہا۔ اس قیام

کے اہم واقعات میں سے جہاد کی تیاری عسکری مشق و تربیت کا اہتمام ہے۔
 ”سیرۃ سید احمد شہید“ میں ہے:

”یوں تو عبادت و سلوک کے ساتھ جہاد کی تیاری آپ ہمیشہ کرتے
 رہتے تھے لیکن اس قیام میں اس طرف سب سے زیادہ توجہ تھی۔ جہاد
 کی ضرورت کا احساس روز بروز بڑھتا جاتا تھا اور یہ کانٹا تھا، جو آپ کو
 برابر بے چین رکھتا تھا۔ دن رات اسی کا خیال رہتا تھا۔ زیادہ تر یہی
 مشاغل بھی رہتے۔ آپ اکثر اسلحہ لگاتے تاکہ دوسروں کو اس کی
 اہمیت معلوم ہو اور شوق ہو۔ دوسروں کو بھی اس کی ترغیب
 دیتے۔“ (ص ۱۹۵ ج ۱)

جب فنونِ حرب کی مشق و تعلیم میں زیادہ انہماک ہوا اور زیادہ تر وقت اسی
 میں صرف ہونے لگا، یہاں تک کہ سلوک کے کاموں میں کمی ہونے لگی، تو رفقاء
 نے آپس میں گفتگو کرنی شروع کی اور مشورہ کیا کہ مولانا محمد یوسف صاحب
 پھلتی اس بارے میں سید صاحب سے گفتگو کریں اور جماعت کے ان خیالات کی
 اطلاع دیں۔ مولانا نے سید صاحب سے عرض کیا، سید صاحب نے آپ کو جواب
 دیا کہ:

”ان دنوں اس سے افضل کام ہم کو درپیش ہے۔ اسی میں ہمارا دل
 مشغول ہے، وہ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے تیاری ہے۔ اس کے سامنے
 اس حال کی کچھ حقیقت نہیں، وہ کام یعنی تحصیلِ علم سلوک اس کام

کے تابع ہے۔ اگر کوئی تمام دن روزہ رکھے، تمام رات عبادت و ریاضت میں گزارے اور نوافل پڑھتے پڑھتے پیروں میں ورم آجائے اور دوسرا شخص جہاد کی نیت سے ایک گھڑی بھی بارود اڑائے تاکہ کفار کے مقابلے میں بندوق لگاتے آنکھ نہ جھپکے تو وہ عابد اس مجاہد کے رتبے کو ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ اور وہ کام (سلوک و تصوف) اس وقت کا ہے، جب اس کام (تیاری جہاد) سے فارغ البال ہو۔ اب جو پندرہ سولہ روز سے نماز یا مراقبے میں دوسرے انوار کی ترقی معلوم ہوتی ہے، وہ اسی کاروبار کے طفیل سے ہے۔ کوئی بھائی جہاد کی نیت سے تیر اندازی کرتا ہے، کوئی بندوق لگاتا ہے، کوئی پھری گد کا کھیلتا ہے، کوئی ڈنٹر پیلتا ہے۔ اگر ہم اس کام کی اس وقت تعلیم کریں تو ہمارے یہ بھائی اس کام سے جاتے رہیں۔ یوسف جی، تم خود اپنا حال دیکھو کہ گردن ڈالے ہوئے ایک عالم سکوت میں رہتے ہو۔ اسی طرح اور لوگ بھی کوئی کھنبل اوڑھے مسجد کے کونے میں بیٹھا ہے، کوئی چادر لپیٹے حجرے میں بیٹھا ہے، کوئی جنگل جا کر مراقبہ کرتا ہے کوئی ندی کنارے گڑھا کھود کر بیٹھا رہتا ہے۔ ان صاحبوں سے تو جہاد کا کام ہونا مشکل ہے۔ تم ہمارے بھائیوں کو سمجھاؤ کہ اب اسی کام میں دل لگائیں۔ یہی بہتر ہے۔ حاجی عبدالرحیم صاحب سے مشورہ کر کے جواب دو۔“

(سیرۃ سید احمد شہید ص ۱۹۶-۱۹۷ ج ۱)

حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب کا بیان

حضرت حاجی عبدالرحیم صاحبؒ نے جب یہ سنا تو پہلے اپنا حال بیان کیا کہ جب مجھ کو حضرت سید صاحبؒ سے بیعت نہ تھی۔ اپنے مشائخ کے طور و طریق پر تھا، چلہ کشی کرتا تھا، جو کی روٹی کھاتا تھا، موٹے کپڑے پہنتا تھا، میرے صدا بہا مرید تھے اور جو درویشی کا طالب میرے پاس آتا، اس کو تعلیم کرتا تھا اور کسی سے کچھ غرض نہیں رکھتا تھا، جو کوئی اپنے مطلب کے لیے دو چار کوس یا دو ایک منزل لے جانے کی درخواست کرتا، اللہ فی اللہ چلا جاتا تھا اور میری نسبت کا یہ طور تھا کہ اگر آدھ کوس یا کوس بھر سے کسی پر توجہ کی نظر ڈالتا تھا، تو اسی جگہ اس کو حال آجاتا اور بعض بعض باتیں مجھ میں اس سے بڑھ کر تھیں اور میں اپنے اس حال میں بہت خوش تھا اور میرے مریدوں میں بعض بعض صاحبِ تاثیر تھے، باوجود ان سب باتوں کے جب اللہ تعالیٰ نے ان سید صاحب کو سہارنپور پہنچایا اور مجھ سے ملایا اور مجھ کو توفیق دی کہ میں نے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور ان کا طریقہ دیکھا، اس وقت اپنے نزدیک مجھ کو یہ خیال ہوا کہ اگر میں اس حالت میں مر جاتا، تو میری بڑی موت ہوتی، پھر میں نے اپنے سب مریدوں سے کہا کہ اگر تم اپنی عاقبت بخیر چاہتے ہو، تو اب دوسری مرتبہ ان سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرو یا اس عقیدے سے میری ہی بیعت کرو، اور جو نہ کرے گا، وہ جانے۔ میں نے آگاہ کر دیا ہے۔ اس کا مواخذہ قیامت کے روز مجھ سے نہیں۔ پھر سب نے دوبارہ بیعت کی۔ سو میں نے تمام عیش و آرام اور ناموس و نام

ترک کر کے سید صاحب کے یہاں کی محنت و مشقت و تنگی و کلفت اختیار کی۔ اینٹیں بھی بناتا ہوں، دیوار بھی اٹھاتا ہوں، گھاس بھی چھیلتا ہوں، لکڑی بھی چیرتا ہوں اور ہر طرح کے کام کرتا ہوں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کاروبار کی بدولت جو نعمت دی اور خیر و برکت عطا کی، اس کے دسویں حصے کے برابر ان اول معاملات کی تمام خیر و برکت کو نہیں پاتا ہوں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس راحت کو چھوڑ کر یہ محنت کیوں اختیار کی؟ ”سو میری صلاح اس بارے میں یہی ہے کہ تم اپنا سارا کاروبار حضرت پر چھوڑو۔ وہی جو کچھ بہتر جان کر تم کو فرمائیں، اسی کو مانو اور اپنی بہتری اسی میں سمجھو اور اپنی ناقص رائے کو اس میں دخل نہ دو۔“

حاجی صاحب چونکہ فنِ سلوک اور قوتِ نسبت میں مسلم تھے اور مشہور شیخ اور عارف تھے۔ اس لیے ان کی تقریباً سن کر سب لوگ خاموش ہو گئے اور مقدمات جہاد میں دل و جان سے مشغول ہو گئے۔ دن رات یہی مشغلہ تھا۔ بھر ماری، تیر اندازی کرتے، چورنگ لگاتے اور فنونِ سپہ گری کی پوری مشق کرتے تھے۔

(سیرۃ سید احمد شہید ص ۱۹۷-۱۹۸ ج ۱، بحوالہ وقائع احمدی ص ۳۳۸ ج ۳۵۴)

اس پورے واقعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ دل و جان سے حضرت سید صاحب کے عاشق تھے اور ان کی نظر میں حضرت سید صاحب کا مرتبہ و مقام نہایت درجہ رفیع و بلند تھا۔ ادھر حضرت سید صاحب بھی حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ کو ایک عالی نسبت شیخ طریقت جانتے تھے

اور اس سلسلے میں ان کو صائب الرائے مانٹے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تربیت سلوک کے لیے بعض خاص مستر شہین کو بھی ان کے سپرد فرما دیا کرتے تھے۔

کلکتہ میں ایک پیر زادے تھے۔ خلاف شرع امور سے اجتناب نہیں کرتے تھے۔ حضرت سید صاحب سنج پر جاتے ہوئے کلکتہ ٹھہرے تو وہ پیر زادے متاثر ہو کر بیعت ہو گئے۔ اور منیات سے توبہ کی۔ حضرت سید صاحب نے ایک دن کے بعد ان کو ایک کرتا دیا اور پگڑھی عنایت فرمائی، مولانا عبدالحی صاحب سے خلافت نامہ لکھوا کر انھیں دیا۔ اور ان کو حضرت حاجی شاہ عبد الرحیم صاحب کے سپرد کر دیا۔ ایک دن انھوں نے سید صاحب سے عرض کی کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ نے بڑی عنایت کی اللہ تعالیٰ نے اس شہر میں آپ کو گویا میری ہی ہدایت کے لیے بھیجا ہے۔ (سیرۃ سید احمد شہید ص ۱۳۰ ج ۱)

ایک اور واقعے سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت حاجی عبد الرحیم صاحب حضرت امیر المومنینؒ کی جانب سے اہم خدمات بھی انجام دیتے تھے، چنانچہ جب لشکر اسلام ہجرت کا سفر طے کرتا ہوا راجستان کے راستے سے سندھ پہنچا تو امیران سندھ کی عملداری کا آغاز ہو گیا، حضرت سید صاحبؒ عمر کوٹ جانا چاہتے تھے، چنانچہ حضرت حاجی عبد الرحیم صاحبؒ کو اجازت نامہ حاصل کرنے کے لئے قلعہ ار کے پاس بھیجا۔ صوبہ سرحد پہنچ کر بھی حضرت حاجی صاحبؒ خاص خدمات پر فائز رہے۔ (سید احمد شہید ص ۱۲۹)

منظورۃ السعداء میں ہے: کالا باغ کی راہ سے ڈیرہ اسماعیل خاں کو جہاں نواب اسماعیل خاں کا لشکر شہر کے باہر اُترا ہوا تھا، حاجی عبد الرحیم صاحبؒ حضرت امیر المومنینؒ کی اجازت سے اُس لشکر میں اقامت رکھتے تھے تاکہ ہندوستان سے

آنے والے جہادی قافلے ڈیرہ اسماعیل خاں جو کہ مقامِ مخدوش ہے نہ جائیں بلکہ اُس سے بالابالاسمت جنوب کی جانب ہو کر گزریں۔ (س ۱۲۴)

حضرت سید صاحبؒ کی نگاہ میں حضرت حاجی عبدالرحیم صاحبؒ کی بڑی قدرو منزلت تھی ذیل کے واقعہ سے اس کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔
منظورۃ السعداء میں ہے کہ۔

(درمکہ معظمہ) آنجناب حضرت امیر المومنینؒ اپنی رہائش گاہ میں تشریف فرما تھے کہ حاجی عمر جو حاجی عبدالرحیم صاحبؒ کے رفیق تھے اور نہایت درجہ صلح و سعید و عابد و زاہد اور مستقی تھے، حضرت امیر المومنینؒ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کرنے آئے۔ آپ نے ان کی عزت و توقیر زیادہ سے زیادہ فرمائی اور ان کی توصیف میں حضرت امیر المومنینؒ کی زبان مبارک سے یہ کلمہ صادر ہوا کہ ان جیسے لوگوں سے ملائکہ بھی شرم رکھتے ہیں اور ان جیسے لوگ وہ ہیں جو ملائکہ پر شرف رکھتے ہیں۔ (منظورۃ السعداء ص ۱۱۰)

حضرت سید احمد شہیدؒ سے بیعت و تعلق کا پہلا اثر عقیدے کی صحت و صفائی اور توحید و سنت میں پختگی کی شکل میں ظاہر ہوتا تھا اور وہ اثر اکثر متعدی اور بہت طاقتور ہوا کرتا تھا۔ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ ولایتی سہارنپور میں حضرت سید صاحبؒ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوتے ہی ایسے متاثر ہوئے کہ وہ اس کے مستقل داعی بن گئے۔

ارواحِ ثلاثہ میں ہے کہ شاہ عبدالرحیم صاحب رائیپوریؒ فرماتے تھے کہ شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ سے جو لوگ اُن کے سید صاحب سے بیعت ہونے کے بعد بیعت ہوئے اُن کی حالت نہایت اچھی تھی اور اُن پر اتباع سنت نہایت غالب تھا اور جو لوگ سید صاحب کی بیعت سے پہلے بیعت ہوئے ان کی حالت اس درجہ نہ تھی نیز مولانا رائیپوریؒ نے فرمایا کہ جب شاہ عبدالرحیم صاحب سید صاحب سے بیعت ہو چکے تو اُس کے بعد وہ سادھورہ تشریف لے گئے اور وہاں تشریف لے جا کر اپنے سابق پیر صاحب کے خدام کو اور نیز قصبہ کے عوام و خواص کو بلا کر ایک جلسہ کیا اور اس جلسہ میں آپ نے فرمایا کہ میرے پیر صاحب کا عرس گو پہلے بھی ہوتا تھا مگر ترقی اسے میں نے دی تھی اور موجودہ حالت اس کی میری کوشش سے ہوئی ہے مگر اب اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی ہے اور میری سمجھ میں اس کی برائی آگئی ہے اس لئے میں آپ صاحبان سے درخواست کرتا ہوں کہ اس عرس کو موقوف کر دیا جائے۔ (ارواحِ ثلاثہ ص ۱۶۶)

آپ نے اس زمانے میں اپنے خلیفہ میانجی نور محمد صاحب جھنجھانویؒ کو جو اجازت نامہ لکھا ہے، اس کے لفظ لفظ سے یہ اثر ظاہر ہوتا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں :

اجازت نامہ

از حاجی عبدالرحیم نجدت میانجیو صاحب
 مہربان مخلصان میانجیو فرزند محمد صاحب
 بعد سلام سنون الاسلام مکشوف
 ضمیر آنکہ مدعا سے ضروری آنکہ آن
 صاحب را اجازت است ہر کسے
 کہ ارادہ بیعت ازال مہربان داروہ
 آن مخلص بول جمعی تمام بیعت و تلقین
 بطلالین کردہ مانند دریں امر ہرگز
 در گزر روا ندارند و وسوسہ و خطرہ
 مخالفین این معنی را اصلاً بدل راہ نہ بند
 و از اہم مقاصد و اعظم مقادرات
 آنست کہ انسان خود بذاتہ مستحکم علی الشریعہ
 بظاہر و باطن ہر وقت ماند و از بیعت
 شرک بہر کیفیت پاک باشد و ہمچنین برکے
 و گیمہ مومنین مخلصین ابتداء ملحوظ خاطر
 ماند اللہ بس! زیادہ خیریت و السلام
 و شرک فقط ہمیں نیست کہ غیر
 خدا را خدا گوید بلکہ شرک اقسام ہست
 شرک فی العبادۃ و آن آنست کہ انحال

حاجی عبدالرحیم کی طرف سے میانجیو صاحب کی بیعت میں
 مہربان مخلصان میانجیو فرزند محمد صاحب
 بعد سلام سنون الاسلام کے معلوم ہر کہ
 ضروری مدعا یہ ہے کہ آپ کو (بیعت
 لینے کی) اجازت ہے۔ جو آپ سے
 بیعت کا ارادہ کرے، آپ ہر کسے
 اطمینان قلب کے ساتھ طالبین کو
 بیعت و تلقین فرمائیں۔ اس معاملے میں
 ہرگز تکلف سے کام نہ لیں اور کسی لخت
 دوسرے اور خطرے کو دل میں جگہ نہ دیں۔
 اہم مقصد و مطلوب یہ ہے کہ انسان
 خود بذاتہ شریعت پر ثابت قدم ظاہر و
 باطن ہر وقت رہے اور ہر طرح کے شرک
 بیعت سے پاک رہے۔ اسی طرح سے
 دوسرے مومنین مخلصین کی ہدایت اس کے
 پیش نظر رہے، زیادہ خیریت و السلام۔
 یاد رہے کہ شرک فقط یہی نہیں ہے
 کہ غیر اللہ کو خدا کہے۔ شرک کی کئی قسمیں
 ہیں: شرک فی العبادۃ، وہ یہ ہے کہ جو فعال

برائے تعظیم خدا مشروع اند بر اسے
غیر خدا بھل آرو، چنانچہ سجدہ۔
و شرك في العلم و ان آنت كعالم
غيب سواسه خدائے تعالیٰ دیکھو
را و اند چنانچہ جمال ایں زباں می دانش
آنچه می گویم پیغمبر مای شنوند۔ و
شرك في القدوة و ان آنت كدیکه
راشل قدوة خدائے تعالیٰ ثابت کند
مثلاً، بگوید کہ ایں فرزند مرافلاں پرزادہ
دادہ است یا رزقم فلاں پیری دهد۔
و بدعت آنت کہ در شریعت کہ
از پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ثابت گوید
بر اں زیادتی کی نماید چنانچہ سجدہ و رکوع
در رکعت دوم مشروع اند، کہے سر کند
و فہم کہ زیادۃ عبادت است و یا
کی کند چنانچہ یک رکوع یا سجدہ و گوید
کہ میں عبادت کہ دوم اتہ بر دو منہ
المشروع مردود اند، فقط۔ از حکیم
مفتی الدین سلام شوق مطالعہ باد
از کاتب الحروف امان اللہ سلام شوق
مطالعہ باد

خدا کی تعظیم کے لیے مقرر کیے گئے ہیں ان
کو اللہ کے سوا کسی اور کے لیے بھالنے بیسے
سجدہ۔ شرک فی العلم اور وہ یہ ہے کہ
خدا کے سوا کسی اور کو عالم الغیب سمجھ
جیسے کہ اس زمانے کے جملہ سمجھتے ہیں
مثلاً ہم جو کچھ کہتے ہیں ہمارا پرستنا ہے
شرک فی القدوة اور وہ یہ ہے کہ دوسرے
کے لیے اللہ تعالیٰ کی سی قدرت ثابت کہے
مثلاً یوں کہے کہ میرا یہ لڑکا فلاں پرزادہ
کا عطا کیا ہوا ہے یا میری روزی فلاں پرستنا ہے۔
اور بدعت یہ ہے کہ اس شریعت میں
جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے،
کچھ زیادتی کی کرے۔ چنانچہ رکعت میں ایک
رکوع اور سجدے دو مشروع ہیں۔ کوئی تین
کرے اور سمجھ کہ زیادتی عبادت ہے، یا
کی کرے، چنانچہ ایک رکوع اور ایک سجدہ
کہے اور کہے کہ میں نہ عبادت کی نہ
یہ دونوں شرع کے نزدیک مردود ہیں۔
فقط حکیم مفتی الدین کی طرف سے اور
کاتب الحروف امان اللہ کی طرف سے سلام
شوق پہنچے۔

پیادوں کے مقابلے سے پسپا ہوتے تھے، انہیں سواروں پر گرتے تھے۔

(سمرۃ سید احمد شہید ص ۲۵۵ حصہ دوم)

منظورۃ السعداء میں ہے کہ دُرانیوں کے لشکر میں تخمیناً چار ہزار پیادے اور آٹھ ہزار سوار تھے۔ اور حضرت امیر المومنین کے ہمراہی اس وقت بندی و ملکی تین ہزار پیادے اور پانچ سو سوار تھے۔

مایار کی جنگ میں لشکر اسلام کو فتح ہوئی چالیس (۴۰) غازیوں کے قریب شہید ہوئے۔ دُرانیوں کو شکست فاش ہوئی اُن کے اسی (۸۰) آدمی مارے گئے۔ لشکر اسلام کے شہیدوں کے چند نام حسب ذیل ہیں:

شیخ عبدالرحمن رائے بریلوی۔ میر رستم علی چکانوی مولوی عبدالرحمن تورو کے۔ حاجی عبدالرحیم پکھلی والے۔ (حضرت حاجی عبدالرحیم ولہتی میاں نجی نور محمد جھنجھانوی رحمہ اللہ کے شیخ اور سلسلہ صابریہ اداویہ کے رکن رکین ہیں) شیخ عبدالکھیم پھلتی۔ کریم بخش گھانم پوری رحمہم اللہ تعالیٰ

تورو میں تدفین شاہ اسماعیل نے تورو سے باہر شمال و مشرقی کونے میں ایک بڑی قبر کھدوائی اور تمام لاشوں کو مندرجہ ذیل ترتیب سے رکھا: سب سے آگے قبلہ رخ حاجی عبدالرحیم پکھلی والے، (غالباً حضرت شاہ عبدالرحیم ولہتی پکھلی کے علاقے میں لشکر اسلام کی خدمات سرانجام دیتے تھے، پکھلی ہزارہ کے علاقے میں واقع ہے۔) ان کے ساتھ سید ابو محمد نصیر آبادی، پھر میر رستم علی، شیخ عبدالکھیم پھلتی، فضل الرحمن، مولوی عبدالرحمن ساکن تورو، کریم بخش اور بانی حضرات۔ سب کے بعد عبدالرحمن رائے بریلوی کی لاش رکھی گئی، جنہیں کفن بھی پہنایا گیا تھا باقی تمام اصحاب کو بلا غسل و کفن ان کے لباسوں میں بہ دستور رکھ دیا گیا۔ مولانا نے فرمایا کہ ان کے عماموں کا ایک سر لے کر منہ ڈھانپ دیے جائیں۔

حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ تو حضرت امیر المومنین سید احمد شہیدؒ کی محبت میں ایسے فریفتہ و وارفتہ ہوئے کہ حضرت شمس تبریزی اور مولانا روم کے جذبہ و عشق کی یاد تازہ کر دی انھوں نے اپنی مسند بیعت و ارشاد چھوڑ چھاڑ حضرت سید صاحبؒ کی مستقل معیت اختیار کر لی تھی اور سفر و حضر میں ہمیشہ ساتھ رہتے تھے سفر حج بھی اکٹھے کیا، پھر ہجرت جہاد میں مردانہ وار ساتھ رہے حتیٰ کہ سید صاحب کے ہمراہ مایار کی جنگ میں شہید ہو کر سرفرازی حاصل کی۔

حضرت شیخ محمد تھانوی قدس سرہ ”انوار محمدی“ میں تحریر فرماتے ہیں:

حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتی مجاہد غازی شہید کہ در لشکر ظفر پیکر حضرت سید احمد صاحب قبلہ دو جہان مصدر البیان در ولایت خراسان شہر بست شہادت نوشیدند قدس اللہ سرہ العزیز۔ (ص ۳۰)

لشکر اسلام کی خلاف سکھوں کے ایما پر دُرّانیوں نے لشکر کشی کی۔ اُن کی پیادہ ہٹالین کا ایک افسر ”کیول“ نام فرنگی تھا۔

”منظورہ“ میں ہے کہ جس وقت سید صاحبؒ کی جماعت پر دُرّانی سواروں اور پیادوں کا حملہ ہوا، چونکہ اُن کا ہجوم بہت تھا اور سید صاحبؒ کے ساتھ کے پیادے تھوڑے تھے، حاجی عبدالرحیم خاں مرحوم جو ایک مردِ درویش اور سید صاحبؒ کے مُحب جاں نثار تھے، فرطِ محبت سے تاب نہ لاسکے اور سواروں کو لٹکار کر کہا کہ عزیزو، دُرّانیوں کے اس انبوهِ عظیم نے امیر المومنین کی جماعتِ قلیل پر حملہ کیا ہے، اگر آپ ہی نہ رہے، تو زندگی کا کیا مزہ آؤ، بائیں جانب سے حملہ کریں۔ یہ سوار چونکہ تعداد میں تھوڑے تھے اور دُرّانی تین ہزار سے کم نہ تھے، مقابلہ کی تاب نہ لاسکے، اس حالت میں حاجی عبدالرحیم، سید ابو محمد، شیخ عبدالکَلیم وغیرہ نے شہادت پائی اور سید موسیٰ نور رسالدار عبدالحمید خاں سخت زخمی ہو کر گھوڑے کی پیٹھ سے گرے۔ دُرّانی سوار جتنی بار

شہداء کی تدفین اور دعا شہداء کو دفن کے لیے لایا گیا۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب نے فرمایا کہ ان سب کے چہرے ان کے عماموں سے چھپا دو اور ان کے کپڑے دیکھ لو۔ جو کچھ پیسہ روپیہ وغیرہ بندھا ہو، اس کو کھول لو۔ کسی شخص نے قبر میں اتر کر ان کے چہرے ڈھک دیے اور پٹکے وغیرہ ٹٹول لیے۔ پھر کسی آدمی ایک بڑی سی چادر قبر کے منہ پر تان کر کھڑے ہو گئے اور سب مٹی دینے لگے۔ تختے بنگے کچھ نہیں رکھے گئے اسی طرح صرف مٹی سے توپ دیا۔ اس کے بعد مولانا صاحب اور سب نے مل کر بہت دیر تک ان سب کے لیے دعا، مغفرت کی۔ جو لوگ شریک دفن تھے، محبت سے رونے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ لوگ تو جس مراد کو آئے تھے، اس مراد کو پہنچے، ہم لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ ایسی شہادت نصیب کرے۔

تھوڑی دیر کے بعد مغرب کی اذان ہوئی۔ سب نے سید صاحب کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز کے بعد آپ نے بہت دیر تک سر بر بند ہو کر ان شہیدوں کی مغفرت کے واسطے دعا کی۔

(سیرت سید احمد شہید۔ سید احمد شہید)

(۳۱ دسمبر ۲۰۰۲ء کو راقم سطور اپنے چند رفقاء کے ساتھ اس تربت مبارک کی زیارت سے مشرف ہوا۔)

یہ ایک عجیب قدرتی اتفاق ہے کہ جس مبارک تبلیغی سفر میں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کھنسی کے عالم میں حضرت سید احمد شہید کی گود میں دیے گئے اور سید صاحب نے انہیں بیعت تبرک میں قبول فرمایا اسی سفر میں چند ہی روز بعد حاجی صاحب کے دادا پیر حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولد سنی اور پیر و مرشد حضرت میانہیو نور محمد صاحب جھنجھانویؒ بھی حضرت سید صاحب کی بیعت و اجازت سے مشرف ہوئے۔

الحاصل حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی بنفس نفیس، ان کے
مرشد اول حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلوی، مرشد ثانی حضرت میا نجیو نور محمد
صاحب جھنجھانوی رحمہ اللہ اور پھر دادا پیر حضرت حاجی عبدالرحیم ولد ستی
شہید رحمۃ اللہ علیہ سب کے سب امیر المومنین امام المجاہدین حضرت سید احمد
شہید قدس سرہ کے حلقہ عقیدت و ارادت اور سلسلہ بیعت و ارشاد سے وابستہ
ہیں۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

این سلسلہ طلائے ناب است
این خانہ تمام آفتاب است

حضرت حاجی عبدالرحیم صاحبؒ کے مرشد ثانی حضرت شاہ عبدالباریؒ کے
جانشین حضرت شاہ رحمن بخشؒ بھی حضرت سید صاحبؒ کے لشکر اسلام کو امداد
بھیجتے رہے۔

جنگ مایار کی تاریخ ”سیرت سید احمد شہیدؒ“ اور ”سید احمد شہیدؒ“ دونوں
کتابوں میں مذکور نہیں۔ البتہ سید موسیٰ بن سید احمد علیؒ (ہمشیر زادہ حضرت
سید صاحبؒ) جو جنگ مایار میں شدید زخمی ہو گئے تھے، اور اُن کو پہنچا دیا گیا
تھا، ”منظورۃ السعداء“ میں ہے بڑھیری میں (غالباً رجب ۱۲۳۶ھ میں)
سید موسیٰ کے انتقال کی خبر پہنچی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مایار کی جنگ رجب
سن ۱۲۳۶ھ سے پہلے واقع ہوئی۔

”تحفۃ الابرار“ میں حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتیؒ کی تاریخ وفات
 ۲۱ رمضان المبارک ۱۲۴۶ھ مندرج ہے بعض حضرات نے حضرت حاجی
 عبدالرحیم صاحبؒ کی شہادت بالاکوٹ میں لکھی ہے جو درست نہیں۔



وصایا الوزير

از نواب وزیر الدوله مرحوم والی ٹونک مطبع محمدی ٹونک ۱۲۸۵ھ

شیخی صفاوشی و صوفی عرفان مذاقی بصیبت مشلخ رسیده و مقام معارف حاصل کرده صاحب کشف و کرامات و مُرشد مُریدان صداقت آیات واجب التَّجَمُّل والتَّکَرُّم حاجی عبدالرحیم انار الله تعالی بر بانه که بعنائیت حضرت و باب جل اکرامه در ملک میان دو آب اکوس کشف و خوارق می نواخت و گلزار ارشاد بآب یاری تاثیر قوی در سر زمین قلوب مریدین می آراست، زمانی که وسعت آن سر زمین از برکت پر تو قدوم فیض لزوم جناب امام خلائق مخدوم میمنت آگین شد جناب حاجی ممدوح بیگانه و ش نه بارادت دلکش بر سهیل زیارت حق آگاهان بخدمت فیض رجعت رسیده نعمتی مهابات مجالست و مکالت دریافت بقدرت حضرت قدیر جلالت مرحمت سعادت خطاب و کلام دریافتن همان بود و ترک علائق ارشاد مریدین کرده در جماعت معتقدین آنحضرت داخل شدن و رفاقت بسیر و سیاحت اختیار کردن همان و حاجی معظم موصوف بار بار ارشاد می فرمود که "ای مردمان شما از منزلت و قرب امام والا مقام بدرگاه اله ذوا کرام عزت کمرست آگاه نیستید، آگاه باشید که علو مذاق آن عارف معارف وفاق از حد تقریر بیرون هست و از حد تحریر افزون - من شکر این نعمت خالقِ زمن جل خلقه ادانمی توانم نمود که توفیق شناسائی بزرگی این سید سراپا سترگی رفیقتم نمود" - شع

تبارک الله زهی انتخاب ملک جلال که بر که دیدند اردز بود خویش خبر

خدا کا رعب اور سہارا کافی ہے

مایا کی جنگ سے فراغت کے بعد سید صاحب نے اطرافِ جوانپ کے خرائین کو جمع کر کے پشاور کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ ان سب نے تائید کی۔ سردار فتح خاں اور ارباب بہرام خاں نے اسے وہی کہ پشاور کی مہم میں توہیں ساتھ رکھی جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم صاحبوں کا خیال ہے کہ توہیں کاشکر میں بڑا رعب اور سہارا ہوتا ہے؛ سو یہ بات کچھ نہیں۔ خدا کا رعب اور سہارا ہمارے لیے کافی ہے۔ سردار یار محمد خاں بھی تو اپنے ساتھ توہیں لایا تھا۔ پھر ان توہیں سے کیا کر لیا؟ وہ سب توہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دلا دیں۔ سردار سلطان محمد خاں نے بھی توہیں سے کیا کام بنا لیا؛ فتح و شکست اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے جسے چاہے، دے۔

روانگی | آپ نے موضعِ تورد سے موضعِ مردان کی طرف مع لشکر کوچ کیا۔ آپ گھوڑے پر سوار پیادوں کی جماعت میں تھے۔ سواروں کا لشکر آگے پیچھے تھا۔ در نشان پیادوں میں تھے اور ایک سوار وہاں، میں اور تینوں کے پھیریے کھلے تھے۔ شتری نقارہ بجاتا تھا اور مولوی رحمن علی مولوی خرم علی صاحب کا کتھا بوا رسالہ نظم جاوید باواز بلند خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے جاتے تھے، جو سنہ درجہ ذیل ہے :

بعد تمیہ حشا، نسبت رسول اکرم
 واسطے دین کے لانا، نہ سپے طبع بلاد
 ہے جو قرآن و احادیث میں خوبی جہاد
 فرض ہے تم پر مسلمانو، جہاد کفار
 جس کے پیروں پر پڑی گرد و صفت جنگ ہوا
 جو مسلمان رہ حق میں لڑا لفظ بھر
 لئے برادر، تو حدیث نبوی کو سن لے
 دل سے اس راہ میں پیسہ کوئی دیوے گا اگر
 اور اگر مال بھی خرچہ و انکافی تلوار
 جو کہ مال اپنے سے غازی کو بنائے اسباب
 جو نہ خود جادے زحائی میں نہ خرچے کچھ مال
 جو رہ حق میں ہوسے ٹکڑے، نہیں مرتے ہیں
 عمر بھر ہی کے گناہ و شہداء ملتے ہیں
 فتنہ قبر و عسکرم شور و قیام محشر
 حق تعالیٰ کو مجاہد وہ بہت جانتے ہیں
 اے مسلمانو، سنی تم نے جو خوبی جہاد
 مال و اولاد کی، جو رو کی محبت چھوڑو
 مال و اولاد بڑی قبر میں جانے کی نہیں
 گر پھرے جیتے، تو گھرباہ میں پھر آؤ گے
 دین اسلام بہت نسبت ہوا جاتا ہے
 پیشوا لوگ اسی طور نہ کرتے جو جہاد

یہ رسالہ ہے جہاد یہ کہ کھتا ہے قلم
 اہل اسلام اسے شرح میں کہتے ہیں جہاد
 ہم بیان کرتے ہیں تھوڑا سا، اسے کہ لو یاد
 اس کا سامان کہ جہاد، اگر ہو دیندار
 وہ جہاد سے بچا، اس سے ہے وہ آزاد
 روضہ حشدریں ہو گیا وجہ اس پر
 بارخ فردوس ہے تلواروں کے سانے کے تلے
 سات سو اس کو خدا دیوے گا روز محشر
 پھر تو دیوے گا خدا اس کے عوض سات ہزار
 اس کو بھی مثل مجاہد کے خدا دے گا ثواب
 اس پر دے گا خدا پریشتر از مرگ و بال
 بلکہ وہ جیتے ہیں، جنت میں خوشی کہتے ہیں
 کیوں نہ ہو؟ راہ خدا ان کے تو سرکتے ہیں
 ایسے صدقوں سے شہیدوں کو نہیں کچھ نہ خطر
 مثل دیوار جو صفت باندھ کے جم جاتے ہیں
 چلو اب دن کی طرف مت کرو گھرباہ کو یاد
 راہ نور نے میں خوشی ہو کے شہابی دود
 تجھ کو دوزخ کی نصیبت سے بچانے کی نہیں
 اور گئے مارے، تو جنت میں چلے جاؤ گے
 غلبہ کفر سے اسلام بڑھاتا ہے
 ہند پھر کس طرح اسلام سے ہوتا آباد

سستی اگلے جو کبھی کرتے، تو ہوتا گناہ
 اپنی سستی کا بڑا بنوس نہ پھل پانگے
 سید احمد سے ملو، جب سے کافر مارو
 ہوا پیدا ہے، سلمان، کروٹ کھینچو
 ہوا سردار ہے از آل رسول مختار
 وقت آیا ہے کہ تلوار کو بڑھ بڑھ مارو
 بیجے تلوار و میدان کو پل دیے شتاب
 غیر شمشیر کسی سمت کو دل مست بانٹو
 تم چلو گے، تو بہت ساتھ چلیں گے خادم
 عمل نفس کشی کون ہے بہتر ز جہاد
 چھوڑو اب چلے کشتی وقت جہاد آ پہنچا
 کام کس دن کو پھر آوے گی تھلیدی جزا
 دونوں صورت میں جو بھجو، تو تمہیں ہر بہتر
 اور گئے مارے، تو پھر خاصی شہادت پائی
 شکر موت ترا ملک بدن لٹے لگا
 پھر تو بہتر ہے کہ جاں دیجے در را و خدا
 سیکڑوں گھر میں بھی رہتے ہیں، وہ مر جاتے ہیں
 پھر بلا موت سے ڈرنے میں تجھے کیا جاہل
 موت جب آئی، تو گھر میں بھی نہیں بچتے ہیں
 مرد ہر خطبہ و آلام کو دل سے کھو دو
 عیش و آرام کی عادت کو بھی کھو سکتا ہے

از وہ تلوار سے غالب رہا اسلام دام
 کب تک گھر میں پڑے جوتیاں چمکاؤ گے
 اب تو غیرت کرو، نامروی کو چھوڑو، یاد
 بارہ سو سال کے بعد ایسے ارادے دلا
 تھے مسلمان پریشان بغیر از سردار
 بات ہم کام کی کہتے ہیں، سنو، اے یارو
 حضرت مولوی، اب طاق میں کھدیجے کتاب
 وقت جان بازی ہے، تقریریں کو اب مت بھانٹو
 ادنیٰ دین ہو تو، تم کو ہے سبقت لازم
 اے گروہ فتنہ دار، نفس کشی کے استاد
 مت گھسو کرنے میں اے پیر جی، مانند جہا
 اے جو امان اسد حملہ و رستم قوت
 ان کا سر کاٹ لیا یا کہ کٹا اپنا سر
 یعنی، اگر مار لیا ان کو، تو پھر بن آئی
 ایک دن تجھ سے یہ دنیا کا مزا چھوٹے گا
 دوستو، تم کو تو مرنا ہی معتبر ٹھیرا
 نیکووں جنگ میں جاتے ہیں وہ پھر آتے ہیں
 موت کا وقت یقین ہے، تو سن اے غافل
 جب تک موت نہیں ہے، تو نہیں مرتے ہیں
 تم اگر ڈرتے ہو طلیعہ سفر سے، نہ ڈرو
 جیسی عادت کرے انسان، سو ہو سکتا ہے

طمع دُنیا کے لیے دیکھو ہزاروں یہ سپاہ
 بنے عجب یہ کہ مسلمان بھی کھلاتے ہو
 تم تو اس طور سے دُنیا پہ بہت پھول گئے
 آج اگر اپنی خوشی راہ حُسدِ اجاں دو گے
 چھوڑو گے لذتِ دُنیا کو اگر بہرِ حُسدِ ا
 سر نیک، پیرِ رُکھ گھر میں کامِ مزنا بہتر
 گر وہ حق میں نہ دی جان، تو پھینکاؤ گے
 ایک ہے شرط کہ تم مانو بدلِ حُکمِ المم
 جو کہ خود رائے بھی لٹنے لگے در راہِ جہاد
 خُوب اللہ و مُحمّد کو جو پہچانتے ہیں
 اہل ایمان کو کافی ہے دلا اتنا پیغام
 اے خداوندِ سموات و زمین، ربِ عباد
 اپنا دے زور مسلمانوں کو کہ زور آور
 چھوڑ کر سر کو کٹاتے ہیں، نہیں کرتے آؤ
 بھولے حیلے رو اللہ میں بتلاتے ہو
 جو رو لڑکوں کی محبت میں خدا بھول گئے
 پھر تو کل نہیں سے جنت میں مزے ٹوٹ گے
 پھر تو جنت میں ہمیشہ ہی اڑاؤ گے مزا
 یا رہ حق میں خدا حبان کا کرنا بہتر
 اور ہمیشہ کہ یہ مُنہ کیا دکھاؤ گے
 ورنہ تلوار لگانا بھی نہیں آوے کام
 اُن کا ناحق یہ باغِ جن، سبے محنت برباد
 اپنے سردار کے کہنے کو بدل مانتے ہیں
 اب مُناجات سے بہتر ہے کہ جو ختمِ کلام
 اب مسلمانوں کو دے جلد سے توفیقِ جہاد
 وعدہ فتح جو ہے اُن سے کیا، پُندا کر

ہند کو اس طرح اسلام سے بھر دینے اُن شاہ
 کہ نہ آوے کوئی آوازِ حُسنِ اللہ! اللہ!

سیرۃ سید احمد شہیدؒ

سیرت سراج الدین
حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
مرشد ازل شیخ العرب والعجم
حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ

سید نفیس الحسین

حضرت مولانا سید نصیر الدین جامع کمالات بزرگ تھے۔ آپ کو مجد و شرف کی متعدد نسبتیں حاصل تھیں۔ آپ حضرت سیدنا ناصر الدین تھانیسری سوئی پتی کی اولاد سے تھے۔ حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے نواسے، حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کے شاگرد و عزیز، حضرت شاہ محمد اسحق کے داماد، حضرت شاہ محمد تھاق مجدوی کے مرید و خلیفہ اور حضرت سید احمد شہید کی تحریک جہاد کے رکن رکین تھے۔

۱۲۴۰ھ میں حضرت شاہ محمد اسحق و عظم فرماتے تھے تو مولانا نصیر الدین صاحب مدرسہ سے کئے دروازے پر فراہمی نذر اعانت میں مصروف رہتے تھے۔ آخر آپ نے خود جہاد کا عزم کر لیا۔ (مرکز شت مجاہدین دہلی)

آپ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے مرشد اول تھے۔

حضرت حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ میں حضرت مولانا نصیر الدین صاحب کی خدمت میں بہت کم میرے والد ماجد بیمار ہو گئے تھے۔ ان دنوں نے دہلی سے اپنی تیمارداری کے لیے طلب کیا۔ میں حضرت سے رخصت لینے گیا۔ حضرت نے مجھے سید مبارک سے لگا کر بہت دعا دی اور طریقہ نقشبندیہ کی اجازت فرما کر رخصت کیا۔ میرے والد ماجد کئی مہینے مر لیض رہے، بہت علاج ہوئے، کچھ مفید نہ ہوا اور دنیا سے رحلت فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اسی وجہ سے میں اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں دوبارہ حاضر نہ ہو سکا اور اس درمیان میں حضرت بغرض جہاد افغانستان کو چلے گئے۔ میں ان کی خدمت شریف

میں بہت قلیل مدت حاضر رہا۔ کچھ لطافت جاری ہو گئے تھے۔ (اندلوالمشتاق ص ۱۳۷)

حضرت مولانا سید نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ۳ ذی الحجہ ۱۲۵۰ھ دہلی سے جہاد کے لیے ہجرت فرمائی۔ اس وقت امیر المومنین حضرت سید احمد صاحب کی شہادت کو چار سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ آپ نے دعوت جہاد سے افسردہ دہلی مسلمانوں کے سینے از سر نو گرم کیے اور ان میں سرفروشی و جانبازی کا دلولہ پیدا کر دیا۔ جناب غلام رسول تہر حضرت سید صاحب کی شہادت کے بعد تحریک جہاد اور جماعت مجاہدین کی کیفیت و صورت حال پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مولانا سید نصیر الدین کے تجدیدی کام کا ذکر کرتے ہیں،

”ستھان پہنچنے کے بعد مجاہدین کی حالت خاصی کمزور ہو گئی تھی۔ ان کی کاسکردگی کا دائرہ بہت محدود ہو چکا تھا۔ وہ اس عظیم الشان جماعت کا محض ایک نشان رہ گئے تھے، جو سید صاحب دین احمد شہید کی سرکردگی میں ہندوستان کی تطہیر کے لیے اٹھی تھی اور جس کی مجاہدانہ سرگرمیوں نے چار سال تک پنجاب کی طاقتور سکھ حکومت کو سرسنگی کا حدف بنائے رکھا تھا۔ اگرچہ جاں نثاران حق کے چھوٹے چھوٹے گروہ وقتاً فوقتاً سرحد پہنچتے رہتے تھے تاہم عام مسلمانوں کے جوش جہاد میں افسردگی پیدا ہو رہی تھی۔ اس لیے کہ سرحد میں کوئی نمایاں کارنامہ انجام پانے کا موقع باقی نہ رہا تھا لہذا سید صاحب کی تحریک جہاد کے کارفرماؤں کو ضرورت محسوس ہوئی کہ دوبارہ ایک بڑی جماعت تیار کر کے آزاد علاقے میں بھیج دی جائے جس سے سید صاحب کے شروع کیے ہوئے کام میں جوش و خروش کی نئی روح پیدا ہو جائے۔ اس اہم فرض کی بجا آوری کا شرف روز اقل سے مولانا سید نصیر الدین دہلوی کے لیے مقصد ہو چکا تھا، جنہوں نے سید صاحب کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ملک کے مختلف حصوں کا مدد کیا۔ دعوت جہاد سے ایک جماعت تیار کی اور سید صاحب کی طرح وطن مافوق سے ہجرت کر کے کاروبار جہاد کی تجدید کا انتظام فرمایا“

(سیرگزشت مجاہدین ص ۱۲۹)

جناب سر صاحب ایک اہم مقام پر مولانا نصیر الدین کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”مولانا سید نصیر الدین کا ممتاز ترین کارنامہ یہ ہے کہ جب سید صاحب (سید احمد شہید) اندان کے دوسرے بلند منزلت رفقاء کی شہادت کے بعد جہاد کی گرم جوشیوں افسردگی

لے۔ اس وقت حضرت مولانا کے پیرو مرشد حضرت شاہ محمد آفاق مجددی دہلوی (م ۱۲۵۱ھ) زندہ تھے۔ حضرت مولانا

شاہ محمد اسلمی بھی حیات تھے۔ ظاہر ہے ان بزرگوں کی اجازت اور ایما سے ہجرت جہاد فرمائی۔

جاری ہو گئی تو مولوی صاحب موصوف نے عزم و ہمت سے کام لے کر اس کا دوبارہ کو تازہ رونق بخشی۔ ہندوستان کے غول و عرض میں مسلمان بے حسنی کا شکار ہو چکے تھے اجنبیوں نے ملک کی حکومت ان سے چین لی تھی اور نظم و نسق کو اپنی مسلماتوں کے مطابق چلانے لگے تھے، گویا عام اسلامی فضا کی جگہ سراسر غیر اسلامی فضا پیدا ہو رہی تھی۔ سید صاحب اٹھے مسلمانوں کا جمود توڑا اور ان کے سامنے یہ نصب العین پیش کیا کہ جانفشانی و جانبازی سے کام لے کر کھوئی ہوئی عزت و عظمت دوبارہ حاصل کی جاسکتی ہے اور اسلامیت کا وقار از سر نو قائم کیا جاسکتا ہے۔ مولانا سید نصیر الدین نے جب دیکھا کہ تحریک کا جوش و خروش ختم ہو رہا ہے تو جوانمراد میدان میں آگئے اور اپنی ذات کو بے تامل قربانی کے لیے پیش کر دیا۔

(”ترگزشت مجاہدین“ ص ۱۹۷)

نواب وزیر الدولہ والی ٹونک بالکل بجا ارشاد فرماتے ہیں کہ:

”سید صاحب کی شہادت کے بعد خلق خدا کی ہدایت، شریعت کے احیاء اور جہاد کا

کاروبار بے آب و تاب ہو رہا تھا۔ خدا کی رحمت سے مولانا سید نصیر الدین کی بدولت اس

کاروبار میں بے اندازہ رونق اور جلا پیدا ہو گئی۔“ (وزیر الدولہ کے وصیاء۔ جلد اول ص ۱۷۷)

۲ ذی الحجہ ۱۲۵۰ھ (۲ اپریل ۱۸۳۵ء)

حضرت مولانا سید نصیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو گھربار، اہل دعیال اور اعزہ و

اجاب سے مفارقت اختیار کر کے عرب سرائے میں جاعشرے ہو دہلی سے تقریباً چار میل پر ہے۔ مجاہدین کی مختصر سی جماعت ساتھ تھی۔ جے پور، ٹونک، اجمیر، جودھپور، جیلیر، قلعہ کٹھا اور خیر پور ہوتے ہوئے پیرکوٹ پہنچ گئے۔ جہاں سید احمد شہید کے اہل دعیال مقیم تھے۔ اس وقت سید عبدالرحمن (خواہر زادہ سید صاحب) جید آباد گئے ہوئے تھے۔ مزدوروں میں سے صرف سید اسماعیل (برادر زادہ سید صاحب) موجود تھے۔

حضرت سید احمد شہید کے زمانے میں پیر صبغۃ اللہ شاہ مسند نشین ارشاد و ہدایت تھے۔ انہوں نے سید صاحب سے کامل تعاون کا عہد کیا تھا اور اس کے ایفاء میں برابر سرگرم رہے۔ سید صاحب کی شہادت کے چند سال بعد وفات پائی۔

حضرت سید احمد شہید، پیر صبغۃ اللہ شاہ اقل کے جذبہ اسلامیت سے اس درجہ متاثر ہوئے تھے کہ اپنے اہل دعیال کے قیام کے لیے پیرکوٹ ہی کا قیام تجویز کیا۔ چنانچہ آپ کے اہل دعیال واقعہ

بالاکوٹ کے بعد بھی کئی سال تک پیرکوٹ ہی میں مقیم رہے۔ حضرت مولانا سید نصیر الدین نے اسی تعلق کی بنا پر سندھ میں پیرکوٹ کو اپنی پہلی منزل قرار دیا تھا۔ مولانا سید نصیر الدین جس زمانہ میں پیرکوٹ پہنچے، حضرت پیر صبیحہ اللہ اقل کے فرزند پیر علی گوہر شاہ مسند نشین تھے۔ (سرگزشت مجاہدین ص ۱۸۱)

حضرت مولانا نصیر الدین صاحب نے سندھ کے خاص خاص قصبوں اور شہروں میں جا جا کر دعوت جہاد دی۔ حضرت مولانا ایک طرف سندھ میں بیٹھے ہوئے مختلف اصحاب کو اعانت کے لیے تیار کر رہے تھے۔ دوسری طرف ہندوستان میں دعوت جہاد کے لیے درپے درپے اعلانات بھیجے جا رہے تھے۔ انغرض شب و روز جہاد ہی کی فکر دل و دماغ پر طاری تھی۔

پہلا معرکہ | سندھ پہنچنے کے بعد حضرت مولانا نصیر الدین صاحب کو تقریباً ہر ذمہ دار آدمی نے یہی مشورہ دیا کہ مزاریوں کے علاقے میں قیام کرنا چاہیے۔ یہ مشورہ غالباً اس بنا پر دیا گیا کہ اس زمانے میں مزاری سکھوں کے خلاف لڑ رہے تھے۔ چنانچہ حضرت مولانا نصیر الدین کو سب سے پہلا معرکہ روجھان کے مقام پر پیش آیا۔ روجھان مزاریوں کا علاقہ تھا جس پر سکھوں نے قبضہ جما لیا تھا۔ حضرت مولانا نے مزاریوں سے حمد و پیمان کے بعد شعبان ۱۲۵۲ھ کے آخری عشرے میں روجھان پر پیش قدمی کی اور ۲۵ شعبان کو قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ مجاہدین کے پاس چار شاہینیں تھیں، جنہیں مختلف مورچوں میں نصب کر لیا اور لڑائی شروع ہو گئی۔ اہل قلعہ نے دروازے بند کر لیے اور توپ لگا کر مجاہدین پر گولہ باری کرنے لگے۔ دو دن محاصرہ جاری رہا۔ آخر محصورین نے تنگ آکر دست بدست لڑائی کی۔ وہ دو چار مرتبہ قلعے سے باہر نکلے۔ جا بجا مورچے قائم کیے لیکن مجاہدین کے مقابلے کی تاب نہ لاسکے اور قلعے میں جا بیٹھے۔ دو روز میں تقریباً بیس محصورین مارے گئے اور تین مجاہدین نے شہادت پائی۔ (سرگزشت مجاہدین ص ۱۸۱)

دوسرا معرکہ | دوسرا معرکہ روجھان سے تقریباً چار کوس دور کن کے مقام پر پیش آیا۔ یہاں سکھوں کی فوجی چوکی تھی۔ انھوں نے تعارفے بجا کر مجاہدین پر حملہ کر دیا۔ مجاہدین نے اللہ اکبر کے نعروں سے ان کا مقابلہ کیا اور ایک ہی جھلے میں سکھوں کو راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔ لیکن اندیشہ تھا کہ وہ پلٹ کر حملہ کریں گے۔ لہذا مجاہدین دوپہر تک اسی جگہ انتظار میں بیٹھے رہے۔ چنانچہ سکھ دوبارہ نمودار ہوئے اور پھر جنگ شروع ہو گئی۔ مٹھن کوٹ کا قلعہ دار کرم سنگھ اور اس کا ایک ساتھی مجاہدین کے زعمے میں آ گئے۔ مجاہدین نے انھیں موت

کے گھاٹ اتار دیا اور دونوں کے سرکاٹ کر قلعہ کن کے دروازے پر لٹکا دیے۔ سکھ دوبارہ بھاگ نکلے۔ ان کے دس سوار کھیت رہے اور بہت سے زخمی ہوئے۔ دوسرے روز مجاہدین کن سے روانہ ہو کر کشمور پہنچ گئے۔ پھر وہاں سے ایک اور مقام پر جا ٹھہرے، جو دو جہان سے آٹھ نو کوس دور تھا۔ رمضان ۱۲۵۳ھ (دسمبر ۱۸۴۲ء) کا مبارک مہینہ آپ نے یہیں گزارا۔

حضرت مولانا نصیر الدین صاحب چونکہ امیر المومنین حضرت سید احمد شہید کی میراث کے حامل تھے۔ لہذا انگریزوں کے بارے میں ان کے نظریات عزائم وہی تھے، جو حضرت سید صاحب کے تھے۔ حضرت مولانا سفیر سندھ کے دوران والیان خیرپور کے علاقے میں قیام نہ فرمانے کی وجہ اپنے ایک مکتوب میں بیان فرماتے ہیں:

چونکہ میران خیرپور زیر دستان فرنگیاں
والیان خیرپور چونکہ فرنگیوں کے زیر اثر ہیں
وآشتی داران سکھاں اند، قرار خود در
اور سکھوں سے انھوں نے صلح کر رکھی ہے لہذا
مخبرہ ایشان مقرون صلاح نہی مہتمم۔
انکے علاقے میں قیام میرزا دیک خلاف مصلحت ہے۔
جناب غلام رسول تھر، مذکورہ بالا اقتباس سے ایک قابل غور نکتہ پیش کرتے ہوئے لکھتے

ہیں:

”آخری اقتباس سے واضح ہے کہ مولانا سید نصیر الدین نے دو وجہ سے خیرپور میں بیٹھنا مناسب نہ سمجھا۔ اول ریاست کا فرنگیوں کے زیر اثر ہونا، دوم سکھوں سے مصالحانہ تعلقات رکھنا۔ مولوی صاحب موصوف سید صاحب (سید احمد شہید) کی میراث کے حامل تھے۔ اگر انگریزوں کے متعلق سید صاحب کی رائے وہی ہوتی جو مولوی محمد جعفر قانیری کی تحریر کے مطابق بعض حضرات نے ایک صدی تک قبول کیے رکھی تو

حضرت مولانا نصیر الدین انگریزی اثر کو کیوں موجب قدح قرار دیتے۔ حقیقت یہی ہے کہ سید صاحب اور ان کے تمام رفقاء و خلفاء ہندوستان کو ہر اس تسلط سے پاک کرنا چاہتے تھے جو مسلمان حکمرانوں کی نااہلی کے باعث یہاں قدم جما چکا تھا۔ بلکہ بڑے سے بڑے حصے پر قابض تھے۔ ملک کا بڑا حصہ انگریزوں کے قبضے میں تھا۔ پھر یہ بزرگ کس بنا پر انگریزی تسلط کو بہ الطینان خاطر قبول کر سکتے تھے؟ آگے چل کر مولانا نصیر الدین صاحب نے انگریزوں کے خلاف باقاعدہ جنگ کی اور علانیے

کو وضاحت کی آخری منزل پر پہنچا دیا“ (مرکز شہت مجاہدین صفحہ ۱۷)

روجھان اور کشمور کے بعد حضرت مولانا نصیر الدین صاحب مجاہدین کو لے کر شکار پور کی طرف قیام مہروا تشریف لے گئے اور مہرو میں مقیم ہوئے جو شکار پور سے ایک منزل پر واقع ہے۔ یہاں سے حضرت مولانا نے بلوچستان کو ہجرت فرمائی۔ اس سے پیشتر قلات کے وزیر اعظم سے آپ کی خط و کتابت شروع ہو چکی تھی۔ ان کی خواہش یہ تھی کہ موقع ملے تو بلوچستان چلے آئیں۔ حضرت مولانا بلوچستان میں سب سے پہلے ڈھاڑا اور قتل جتیلی وغیرہ میں رہے۔ (مرکز شہت مجاہدین صفحہ ۱۸)

اچانک گرد و پیش کے سیاسی حالات میں ایسا تغیر پیدا ہو گیا کہ انگریز افغانستان کی آزادی سلب کر لینے پر تیار ہو گئے۔ امیر دوست محمد خان نے مقابلے کی ٹٹائی۔ اس سلسلے میں حضرت مولانا نصیر الدین نے بھی موصوف کی اعانت میں مجاہدانہ شان سے قدم آگے بڑھایا۔ (مرکز شہت مجاہدین صفحہ ۱۹)

انگریزوں کی ایک بہت بڑی فوج نے درہ بولان کے راستے پیش قدمی کی، اس کے ساتھ غزنی کی لڑائی برہمن کا سامان جنگ موجود تھا۔ اس فوج نے قندھار پہنچ کر شاہ شجاع کی تخت نشینی کا جشن منایا۔ پھر وہ کابل کی جانب حرکت میں آئی تو غزنی میں اسے شدید مقابلے سے سابقہ پڑا جو معلومات ہمارے سامنے ہیں، ان میں بتایا گیا ہے کہ حضرت مولانا اور ان کے مجاہدین غزنی میں بڑی جانفشانی سے لڑے۔ انگریزوں کے لیے آگے بڑھنے کا کوئی موقع نہ تھا۔ اس اثنا میں امیر دوست محمد خان کا ایک عزیز انگریزوں سے مل گیا اور اس نے قلعہ غزنی کے تمام اندرونی حالات بتا دیے۔ انگریزوں نے رات کی تاریکی میں ایک دروازے پر بارود کے قبیلے رکھے۔ انھیں آگ لگا دی تو خوفناک دھماکا ہوا، دروازہ اڑ گیا اور انگریزی فوج قلعے میں داخل ہو گئی۔ حضرت مولانا کے اکثر ساتھیوں نے دست بدست لڑائی میں شہادت پائی۔ یہ ۲۱ جولائی ۱۸۳۹ء کا واقعہ ہے۔ (مرکز شہت مجاہدین صفحہ ۲۰)

جناب غلام رسول مہر نے مجاہدین اور مرکز ستان کے حالات کے بارے میں

ولیم ہنٹر کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ:

ولیم ہنٹر کا بیان

”مجاہدوں میں اونچے درجے کے آدمی بھی شامل تھے جو اس لیے ترک وطن کر کے ستانہ پہنچ جاتے تھے کہ حیاتی حکومت کے ماتحت امن و آسائش سے زندگی گزارنا ان کے نزدیک مذہباً نادرست تھا۔ وہ سکھوں کے دیہات پر بھی چھاپے مارتے رہتے تھے اور انگریزوں پر ضرب لگانے کا کوئی موقع ہاتھ آتا تو اس کا بھی تہ دل سے خیر مقدم کرتے۔ انھوں نے

جنگ کابل میں ہمارے دشمنوں کی امداد کے لیے بڑی فوج بھیجی اور اس میں سے ایک ہزار نے ہمارے خلاف استقامت سے جنگ کرتے ہوئے جانیں قربان کیں۔ صرف نصیر خاں کے دوران میں تین سو مجاہدوں نے انگریزی سنگینوں سے شہادت کی سعادت حاصل ہوئی۔

(سرگزشت مجاہدین ص ۱۹۲ بحوالہ سید دستاویز سلاطین)

حضرت مولانا اور ان کے بچے کچے ساتھیوں نے اب ستخانہ کا رخ کیا چنانچہ وہ ہونانک مصیبتوں کے طوفان سے گزرتے ہوئے ستخانہ پہنچ گئے جہاں

مجاہدین نے مرکز قائم کر رکھا تھا۔ وہاں پہنچتے ہی جماعت مجاہدین نے انھیں اپنا امیر بنالیا۔ قیاس ہے کہ یہ ۱۸۳۹ء کے آخر یا ۱۸۴۰ء کے اوائل کا واقعہ ہے۔

بزرگ گزشتہ اردو میں بتایا گیا ہے کہ حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلوی بہت نرم طبع تھے اس لیے عام میں بہت ہر دلعزیز ہو گئے۔ انھوں نے پائندہ خاں تھلہ والی امب کو لکھا کہ ہمارا ساتھ دو اور ہر ممکن مدد کرو۔

پائندہ خاں نے انھیں امب بلالیا۔ وہاں کئی روز بھان رہے۔ مشہور ہے کہ پائندہ خاں نے انھیں زہر دلوادیا تھا۔ اس میں شبہ نہیں کہ وہ امب ہی میں بیمار ہوئے اور بیماری ہی کی حالت میں ستخانہ آئے۔ جہاں چند روز بعد وفات پائی۔ جناب مہر صاحب کا خیال ہے کہ پائندہ خاں پر زہر خوانی کا الزام پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتا۔

(”سرگزشت مجاہدین“ ص ۱۹۵)

حضرت مولانا کی وفات

حضرت مولانا سید نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۸ شعبان ۱۲۵۱ھ

۱۸۴۰ء کو رحلت فرمائی اور ستخانہ ہی میں دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ۔

حضرت مولانا سید نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ مجمع فضائل اور منبع

حسنات بزرگ تھے۔ انھیں امیر المومنین حضرت سید احمد شہید

رحمۃ اللہ علیہ سے محاسن سیرت میں بڑی مشابہت حاصل تھی۔ نواب وزیر الدولہ والی ٹونک کا بیان ہے:

”میں نے بہت سے درویشوں کو دیکھا جو فیض سید صاحب سے پایا وہ کسی دوسری جگہ

سے حاصل نہ ہوا۔ مولانا سید نصیر الدین میں اسی فیض کا پرتو نظر آتا ہے۔“

(سرگزشت مجاہدین ص ۱۹۲ بحوالہ اخبار مولوی سید نصیر الدین خلیفہ سید احمد صاحب خطوط)

حضرت مولانا کثیر الدعاء اور کثیر البکات تھے۔ صاحب فیض و تاثیر اور مستجاب الدعوات تھے قیام جو صوفیوں

کے دنوں میں وہاں ایک فتنہ پیش آیا تو حضرت مولانا نے معمول کے مطابق دو رکعت نماز ادا کر کے جہز و تکفیل

ہے بارگاہِ باری تعالیٰ میں دعا کی عرض کیا :

”میرا تو بھروسہ صرف تجھ پر ہے۔ تیرے فضل کے یقین پر، تیری رضا کے لیے گھر بار چھوڑا ہے کہ دین کی نصرت کا کام انجام پائے۔ میں گناہگار ہوں، میرے گناہوں سے درگزر فرما، اپنی رحمت پر نظر رکھ، تیرے سوا کس کے آگے ہاتھ پھیلاؤں؟“ (سرگزشت مجاہدین ص ۱۴۵)

اس دعا کے بعد مخالفین کا فتنہ دب گیا۔

نواب وزیر الدولہ لکھتے ہیں کہ جب وہ کسی مجمع میں دعا کرتے تھے تو سب پر خاص ایمانی حالت طاری ہو جاتی تھی۔ ایک مرتبہ سندھ میں انھوں نے مجمع کثیر کے درمیان دعا کی جس کی تاثیر سے تمام لوگ زار زار رونے لگے۔ اکثر پرلے ہوشی طاری ہو گئی۔ بعض لوگ مجذوبیت کے عالم میں کپڑے پھاڑ کر صرا کی طرف چلے گئے۔ (وصایائے وزیر، جلد اول ص ۲۴۳، ۲۴۴)

یہ سب حضرت مولانا کے زہد و تقویٰ، حق پرستی، عشق کتاب و سنت اور اخلاص فی العمل کا نتیجہ اور ان کے جذبہ جہاد و سر بلندی اسلام کی تاثیر تھی۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیرو مرشد حضرت مولانا نصیر الدین اکثر اوقات تلاوت قرآن مجید فرماتے تھے اور بہت روتے تھے۔ چہرہ مبارک پر کثرتِ گریہ سے سیاہ نشان پڑ گئے تھے۔ (شہادۂ امدادیہ ص ۱۰۸، امداد المشتاق ص ۱۵۲)

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ اپنے والد ماجد کی بیماری کی وجہ سے اپنے پیرو مرشد حضرت مولانا نصیر الدین کے ساتھ بغرض جہاد نہ جاسکے تھے۔ آخر والد ماجد نے ایک طویل علالت کے بعد وفات پائی۔ اب حضرت حاجی صاحب کا ارادہ تھا کہ حضرت مولانا کی خدمت میں پہنچ جائیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں :

”میرا ارادہ تھا کہ میں بھی حاضر خدمت ہوں گا۔ مگر اس مابین میں شہر غرنا سے حضرت

کے رحلت فرمانے کی خبر آئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ“ (امداد المشتاق ص ۱۵۲)

قطبِ ربّانی حضرت میا نجیو نور محمد جھنجھانوی قدس سرہ

(م ۱۲۵۹ھ)

مرشدِ ثانی

شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ

(م ۱۳۱۷ھ)

سید نقیسنی

۱۲۰۱ھ میں بمقام جھنجھانہ ولادت باسعادت ہوئی انوار العارفین میں ہے :
مولد و موطن و مدفن قصبہ جھنجھانہ (ضلع مظفرنگر) حضرت حاجی عبدالرحیم شہید رحمۃ اللہ
علیہ سے نسبت طریقت رکھتے تھے حضرت شاہ عبدالرزاق جھنجھانویؒ کی اولاد میں
تھے۔ چاروں نسبتوں میں جو انہیں حضرت حاجی (عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ) سے حاصل
تھیں کمال تہجد سے اخفا رکھتے تھے۔ اور اتباع سنت آنحضرت ﷺ پر حریص
تھے چنانچہ تیس (۳۰) سال تک تکبیر اولیٰ قضا نہیں کی، اہل نسبت اور صاحب
بہت قویہ تھے۔ قصبہ لوہاری میں بچوں کی تعلیم سے اشتغال رکھتے تھے اس طور سے
کہ ان کے حال کی کسی کو کچھ خبر نہ تھی مگر حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ ان کی
شہرت کا سبب بن گئے اور وہ یہ کہ طلب مولیٰ کی شورش نے جب ان کے سینہ میں
جوش مارا اور درویشوں سے ارادت ان کے اندر پیدا ہوئی، تو ایک رات انہیں حضور
نبی کریم ﷺ نے خواب میں ان کی طرف اشارہ فرمایا اور دوسری رات کو پھر ان
کی طرف اشارہ فرمایا حاجی صاحبؒ اس جگہ اور نشان کے بارہ میں متحیر اور متردد
تھے۔ ایک دن ایک شخص کی وساطت سے ان کے آستانہ پر حاضر خدمت ہوئے

تو صرف ان کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر انھوں نے پہچان لیا کہ وہ اشارہ سراج منیر بے نظیر ﷺ انھی کی طرف تھا چنانچہ اپنا ہاتھ پیر و سنگیر کے دستِ حق پرست میں دے دیا۔ اور خود کو مردہ بدستِ غمال کی طرح ان کے سپرد کر دیا اور ان کی اتباع کو واجب و لازم تسلیم کیا اور جب انھوں نے پیر پرستی اور طلبِ حق پر کمر بستہ چست باندھی اور شیخ موصوف نے ان کو با استعداد کامل اور طالبِ صادق پایا تو تعلیمِ ظاہر اور تلقینِ باطن کے بعد نسبتِ یادداشت سے آگاہ کیا اور کلمہ حق سے اشارہ فرمایا اور اپنا ناسبِ مطلق قرار دیکر طالبانِ راہ حق کو تلقین کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۴ رمضان المبارک ۱۲۵۹ھ کو جوارِ حق میں پیوست ہو گئے۔ (ص ۵۲۱، ۵۲۲)

بچپن میں حفظِ قرآن پاک کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ کچھ تعلیم دہلی میں بھی پائی پھر واپس آکر قصبہ لوہاری نزد جلال آباد میں بچوں کو قرآن پاک اور فارسی کی تعلیم دینے لگے اور ایک عرصہ تک مستور الحال رہے۔ آپ کے پیرو مُرشد حضرت شاہ عبد الرحیم صاحبِ ولدستیؒ نے حضرت سید احمد شہیدؒ کے قیام سہارنپور کے دنوں میں پیغام بھیج کر لوہاری سے آپ کو بلایا اور اپنے سامنے حضرت سید صاحبؒ سے بیعت کرایا۔

مؤلف انوارِ محمدی کا بیان ہے:

کہتے ہیں کہ جس وقت آپ کے پیرو مُرشد کا پیغام لیکر ان کا آدمی جھنجھانہ پہنچا تو حضرت میا نجیو اپنی گھوڑی کا رتہ ہاتھ میں لیے ہوئے اسے پانی پلا رہے تھے۔

یہ پیغام سنتے ہی حضرت پہ ایک کیفیت طاری ہوئی اور گھوڑی بھی لوٹ پوٹ ہوئے لگی۔ آپ سہارنپور پہنچے اور اپنے پیرومرشد کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے سید صاحب سے بیعت ہوئے۔ (ص ۳۸)

حضرت سید احمد شہید قدس سرہ نے اسی مجلس میں حضرت میانجیو صاحب کو چاروں سلسلوں کی اجازت سے مشرف فرمایا۔

حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہر دو مرشدانِ گرامی کے قدم بقدم متبع سنت، جامع شریعت و طریقت اور سلف صالحین کا نمونہ تھے۔ صاحبِ نزہت المواطن نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت میانجیو اُن کے ساتھ صوبہ سرحد بھی تشریف لے گئے تھے، بعد میں انہیں واپس بھجوا دیا گیا۔ لوہاری میں آپؑ بصیغہ راز لشکرِ اسلام کی خدمات انجام دیتے رہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مولانا محمد صادق (مُرید حضرت میانجیو) نے بیان کیا کہ چالیس برس ہوئے ہیں کہ حضرت میانجیو نور محمد صاحبؑ سے میری ملاقات ہے۔ اسی چالیس سال میں کبھی آپ کی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ (شہادت امداد یہ ص ۸۳: امداد الشاق ص ۱۱۵)

معاملات و مسائلِ دینی میں بڑی احتیاط فرماتے تھے۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ یا حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک شخص نہایت ہی خوش گلو تھے۔ اور نعت و غیرہ پڑھتے تھے۔ کسی نے حضرت میانجیوؑ سے عرض کیا، حضرت، یہ شخص خوش گلو ہے۔

پور نعت پڑھتا ہے آپ بھی سُن لیں۔ آپ نے فرمایا۔ لوگ مجھے کبھی کبھی امام بنا دیتے ہیں اور غناء بلا مزامیر میں بھی علماء کا اختلاف ہے۔ اس لئے اس کا سننا خلاف احتیاط ہے۔ لہذا میں اس کے سننے سے معذور ہوں۔ اللہ اللہ، کس قدر ادب ہے منصبِ امامت کا۔ (ارواحِ ثلاثہ ص ۱۲۹)

آپ نہایت درجہ سادہ وضع اور منکسر مزاج تھے۔ لیکن چہرہ انور کے جلال و رعب کا یہ عالم تھا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کو آپ سے اس قدر قربت و نزدیکی کے باوجود یہ خُرات نہ ہو سکی کہ وہ آپ کی شان میں لکھی ہوئی اپنی ایک نظم آپ کے سامنے پڑھ سکیں۔ کسی اور کی معرفت حضرت کو وہ نظم سنوائی تو آپ نے فرمایا کہ خدا اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی صفت اور ثنا بیان کرنی چاہیے (تیسرے روز حضرت نے فرمایا کہ شاہ عبدالرحیم دلاستی شہیدؒ نے تم کو سرخ رنگ کا جوڑا عنایت کیا ہے۔ گویا وہ خلعت صلہ اس منہمکس کا تھا۔ فرمایا کہ کپڑے سُرخ و رنگین کنایہ دو امر کے ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ شہادت، دوسرے مرتبہ محبوبیت۔ ظاہر ہے کہ آپ کو یہ دوسرا مرتبہ مرحمت فرمایا گیا ہے۔ (شہادۂ ادا ص ۸۳ : امداد المشتاق ص ۱۱۶)

حضرت میانجیو نے ۳ رمضان ۱۲۵۹ھ کو وفات پائی مزار مبارک جھنجھانہ میں ہے۔ آپ کے خلفاء کرام میں شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، حضرت شیخ محمد محدث تھانویؒ اور حضرت حافظ ضامن صاحب شہید صاحب سلسلہ ہوئے۔

مولف ”انوار العاشقین“ فرماتے ہیں:

”مگر حضرت قبلہ عالم حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ علیہ سے ایسا فیضان جاری ہوا کہ اکثر ممالک اسلامیہ، ہندوستان و عربستان و ترکستان وغیرہ میں آپ کے خلفاء پہنچے اور ارشادِ طریقت اور اشاعتِ اسلام و تعلیمِ سلوکِ سلسلہِ عالیہ چشتیہ صابریہ میں مصروف ہوئے ایک عالم کو رنگ دیا۔“ (ص ۸۳)

حضرت شیخ محمد محدث تھانویؒ نے ”انوار محمدی“ میں اول اپنے پیرومرشد حضرت میانجیو نور محمد صاحب جھنجھانوی قدس سرہ کا سلسلہ چشتیہ صابریہ بواسطہ حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب شہید ولہ سی تحریر فرمایا ہے۔ پھر اس کے بعد چاروں سلاسل طریقت امیر المومنین حضرت سید احمد شہید کے واسطے سے درج فرمائے ہیں۔

حضرت شیخ محمد تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ یہ شجرات مجھے حضرت میانجیو کی بارگاہ سے اجازت و خلافت حاصل ہونے کے موقع پر مرحمت ہوئے تھے۔ مولانا شیخ محمد تھانوی ”ارشادِ محمدی“ کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ ۱۲۶۳ھ فقیر کو بعد شرف بیعت و محبت اپنے بمقام مکہ معظمہ شرفیما اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد یعقوب مہاجر مکی نواسہ اور خلیفہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ نے اجازت عام اذکار و اشغال و اعمال جملہ طریقوں کے جو ان کو شاہ عبدالعزیز ممدوح قدس سرہ سے پہنچے مع خرقد کرتا شریف اپنے کے و مع سند مہری علم حدیث صحاح ستہ وغیرہ کتب حدیث اور علم فقہ و اصول حدیث

اور تصوف باوجود حصولِ سند علمِ موصوفہ فقیر کو پیشتر پیش گاہ حضرت استاد مولانا شیخ المشائخ آفاق مولانا مولوی محمد اسحق محدث مہاجر مکی شاہ جہاں آبادی قدس سرہ سے جو برادرِ حقیقی کلال اُن کے ہیں عطا فرمائے اور بعد توجہ دیہی یہ بھی فرمایا کہ اللہ اکبر تمہاری نسبت میں بڑی فراخی اور وسعت ہے اور تم کو اب کچھ احتیاج احتساب باقی نہیں رہی اور ہم میں اور تمہارے پیرو مُرشدِ اصلی میں یعنی مولانا نور الاسلام حضرت میا نجمیو نور محمد جھنجھانویؒ میں کسی طرح کا تفاوت نہیں۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اور حضرت مولانا زکریا صاحبؒ شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپوری حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کے ہاں حاضر ہوئے تو انھوں نے حضرت سے کہا کہ میں رائے بریلی گیا تھا وہاں جا کر اس قدر سخت بیمار ہوا کہ امیدِ زیست نہ رہی۔ خیال ہوا کہ یہاں کی مٹی نے کھینچ لیا ہے، فرمایا میرا ارادہ تھا کہ یہاں حضرت سید احمد صاحب شہیدؒ کے حجرہ میں ایک چلہ کروں کیونکہ یہاں انوار و برکات بہت ہیں۔ اس پر حضرت مدنیؒ نے ارشاد فرمایا کہ ہندوستان میں دو جگہ اب بھی ایسی ہیں جہاں سیکڑوں برس کے بعد اب بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات جیسے ابھی اٹھ کر گئے ہیں اور انوار کی بارش ہو رہی ہے، ایک حضرت سید صاحب شہیدؒ کا رائے بریلی کا حجرہ اور ایک حضرت میا نجمیو نور محمد صاحبؒ کا لوہاری والا حجرہ۔ دل چاہتا ہے کہ ان دونوں جگہ چالیس چالیس کا ایک ایک چلہ کروں مگر مصروفیات کے باعث نہیں کر سکتا۔

حضرت میا نجیو نے ارشاد فرمایا:

ایک صاحب نے عرض کیا حضرت مجھے تصور شیخ کی اجازت دے دیجئے فرمایا ب محبت غلبہ کرتی ہے، تب تصور شیخ کون کرتا ہے؟ غلبہ محبت سے تصور شیخ بد بخود بڑھ جاتا ہے۔

(۲) مولانا نصر اللہ خورجوی سے فرمایا میری نسبت کسی نہیں ہے میرے طریقے نسبت اختیاری یا ارادی نہیں بلکہ وہی ہے کچھ عرصہ میرے پاس آؤ اور ٹھہرو کہ تمہاری قسمت میں اگر کچھ چیز ہے تو حاصل ہو جائے۔ (بیاض دکنش ۱۵۲)

(۳) مولانا خورجوی کہتے ہیں کہ حضرت میا نجیو نے بندہ کو بہت نصیحت کی اور بایا تم نوکری کیوں کرتے ہو؟ حصولِ رزق کے لئے تمہارے پاس علم وافعی و کافی ہے کہ میں علم نہیں رکھتا، مجھے اپنا رزق میسر آتا ہے۔ چاہیے کہ نوکری ترک کر دو اور حق خدا کی بدایت میں مشغول ہو جاؤ اور ممنوعات سے بچتے رہو۔ (بیاض دکنش ۱۵۲)

مولانا خورجوی نے عرض کیا کہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں مجھے معلوم نہیں کہ اب کے خلفاء میں سے کون منتہی ہے تاکہ حضرت کے بعد اُسے ممتاز تصور کرتا ہوں، ارشاد فرمایا حافظ ضامن ہے کہ اُس نے تکمیلِ سلوک فقیر کے ہاتھ سے کی اور جی امداد اللہ اور مولوی شیخ محمد صاحب متوطنان تھانہ بھون نیز سیرِ سلوک میں مروف ہیں، میں نے عرض کیا کہ اگر کسی روز مجمعِ علماء و فقراء میں برسرِ اعلان بایا دیا جائے تو بہتر ہوگا میں بھی اُس محفلِ دعا میں شریک ہوں گا، ارشاد فرمایا کہ ت بہتر ہے انشاء اللہ تعالیٰ یہ تقریب کی جائے گی۔ (بیاض دکنش ص ۱۵۲)

جلوہ گاہ نور محمدی

شہر چمن بھانڈہ ہے اک جائے ہدی
میر لیاک آپ کا ہے اور مزار
متصل اس شہر کے اے نیک نام
سید محمود ہے نام شریف
پاس اس مرقد کے قبلہ رخ بنی
اس جگہ ہے مرقد پاک جناب
سارے عالم پر ہے پر تو آپ کا
جس کو ہوئے شوق دیدار خدا
چاہیے تجھ کو اگر وصل خدا
اعتقاد دل سے جو جائے وہاں
دیکھتے ہی اُن کے مجھ کو ہے نص
گرچہ یاں سے کر گئے ہیں انتقال
یعنی پیر و مرشد و مولے مرے
بارہ سوانح^{۱۲۵۹} میں کر کے انتقال
اس جہاں سے جا ملے باز و الجلال

مسکن و ماویٰ ہے اُس جا آپ کا
اس جگہ تو جان لے اسے ہوشیار
ہے عجب دلچسپ درگاہ امام
ہے مکاں وہ بس عجیب و بس لطیف
ہے زیارت گاہ میرے پیر کی
میر تھکاتے ہیں جہاں سب شیخ و شاہ
کو کسی جا وہ نہیں جلوہ نما
اُن کے مرقد کی کرے زیارت وہ جا
سایہ نور محمد میں تو آ
اُس پہ سب اسرار باطن ہوں عیاں
اُس کو ہو دیدار رب العالمین
فیض باطن ہے ولے اُن کا بحال
حضرت نور محمد نیک لے

(غذائے لوح مصنف حاجی امداؤد اللہ صاحب)

انوار محمدی

از حضرت شیخ محمد محدث تھانویؒ

چوں بغیر او دے مے ناسودہ ایم
ہم بغیر اس کے ایک گھڑی بھی راحت نہ پائے
بسر ہر کس کہ غفلت اوستاد
جس کے سر پیمان کا سایہ پڑ گیا
اے جواں بخت از تو داری فکر پیر
اے جواں بخت اگر تو پیر کا جو یا ہے
گرنہ از قسمت دسد و سقت باد
اگر قسمت سے تیرا تھان کے دامن نہ پہنچے
یعنی الفت گیر باغ من عسلی
یعنی (معاظ) خاص من علی کے ساتھ کر
در میسر ناید از صہبائے و سے
اور اگر اس کے شراب (محبت) تیرا حاصل نہ کرے
گزنیابی ہم وراں در بزم شاں
اگر تو اس کو بھی ان کی بزم میں نہ پاسے
گر طفیل پیشوایان محمد نے
پیشوایان معدنے کے طفیل سے

نور از نور محمد بودہ ایم
چونکہ ہمارا دل اس نور محمد کا ایک ٹکڑا ہے
از گدا شد شاہ اقلیم رشاد
وہ فقیر سے بادشاہ اقلیم ارشاد بن گیا
دامن نور محمد خوش بگیر
تو نور محمد کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے
در حضور نائباتش آورد
تو تو اس کے نائبوں کے حضور میں آ
تا شوی روشن ز انوار حبلی
تاکہ تیرا دل انوار حبلی سے روشن ہو جائے
خیز و گیر از جام امداد اللہ سے
تو اٹھ اور امداد اللہ کے جام سے شے عرفان حاصل کر
ہر کہ وارد رنگ بیعت کن باں
تو جو بھی ان کا رنگ معنوی رکھتا ہے اس سے بیعت کر
ہست امید از پیروی مصطفیٰ
اور حضرت محمد مصطفیٰؐ کی پیروی سے امید ہے

پیار باشد فضل او دائم ہوا
 کہ اس کا فضل ہمیشہ ہمارا مددگار رہے گا
 در سیر زلف امیر قافلہ
 امیر قافلہ (انحضرت) کے سودائے زلف میں
 نور او از بہر ما نور خداست
 ان کا نور ہمارے لئے نور خدا ہے
 در در نور محمد ہست چشم
 اور میں نور محمد کے دروازے سے امید
 چشم لطف نشدہ را جام شراب
 ان کی ہیرانی کی نظر (نشہ دیدار) کیلئے جام شراب
 صلح ہمدی مجاہد رشک رزم
 ہمدی مجاہد کا صلح رشک رزم ہے
 افگند شورے سبحان تازنیں
 جان حزیں میں ایک شور پیدا کر دیتا ہے
 کز ہمیں بے صحبت پیر پیر لقی
 اس وجہ سے پیر پیر کی صحبت کے بغیر
 یعنی آید کے ترا بے اہل راز
 یعنی تجھے بغیر اہل راز کی مدد کے
 پیریک لفظ توجہ گر کند
 اگر پیر ایک لفظ توجہ کرتا ہے
 و فضل حق باشد وصل واصلیں

تا قیامت حق بود قائم ہوا
 اور قیامت تک حق ہمارے ساتھ رہے گا
 شد چو بانور محمد سلسلہ
 ہمارا تعلق نور محمد کے ساتھ قائم ہو گیا
 سایہ دیو پری از ما جداست
 اور دیو پری کا سایہ ہم سے جدا ہے
 کز وہمال دوست ساز دوست چہیم
 کہ وہ مال دوست سے ہماری آنکھیں مست ہوں گی
 بالمش ارباب عشق را جناب
 اور ان کا دروازہ ارباب عشق کیلئے درگاہ والا ہے
 خلوت شیخ مراقب عین بزم
 شیخ مراقب کی خلوت عین بزم ہے
 لفظ شیریں بر زبان نازنیں
 اس نازنیں زبان پر آیا حرف شیریں ہے
 مشکل آمد لے منزل اسے رفیق
 اسے ساتھی منزل کا لے کر نایت مشکل ہے
 لہجہ داند از وطن سوز و ساز
 کیسے لہجہ انداز اور طرز سوز و ساز آسکتا ہے
 ہجو پارس آہنت راز رکند
 تو پارس کی طرح تیرے آہن کو سونا بنا دیتا ہے
 می کند کامل کمال کا ملیں

وہاں حق کا وصل تجھے حق سے ملا دیتا ہے
 شب چراغ اندا اولیائے روزگار
 ادیا۔ اللہ ایک شب چراغ ہیں
 اہل دل در حلقہ چوں آہوئے ہیں
 اہل دل ان کے حلقہ میں آہوئے ہیں کی طرح ہوتے ہیں
 باغ باغ آئینہ رویا بن بہار
 آئینہ رویا بن بہار باغ باغ ہیں
 حیدر اسے آنکہ مارا جام داد
 مر جا اے وہ کہ جس نے ہمیں جام عشق پلایا
 حیدر انور ہے کہ نورِ جہاں فرود
 مبارک ہے وہ نور جس نے نورِ جہاں کو بوجایا
 حیدر اضموئے کہ چوں اندو ختم
 مبارک ہے وہ نور کہ جب ہم نے اسے حاصل کیا
 حیدر انور ہے کہ نور پاک بہت
 مبارک ہے وہ نور جو نور پاک ہے
 بہت بیشک تمچو طور میں جلوہ
 بے شک یہ جلوہ جلوہ طور ہے
 حیدر عشق کے چوں جلوہ نمود
 مبارک ہے وہ عشق کہ اس نے جلوہ دکھایا
 حیدر عشق کے نزدیک ست و دور
 مبارک ہے وہ عشق جو نزدیک و دور کو محیط ہے

اور کا ملین کا کالی تجھے کامل بنا دیتا ہے
 اکملان دین خود نصف التہار
 اور دین کے اکمل دو پہر کے سورج ہیں
 بونے مشک خوش جو یا زالاں واپس
 جو خود اپنے مشک کی خوشبو بہاں اور وہاں ڈھونڈتے ہیں
 دشت دشت آشفہ دل از خار زار
 اور خار زار کے آشفہ دل دشت دوست نظر آتے ہیں
 مسرت فرمود دہش اسلام داد
 مست بخت فرمایا اور بہش اسلام دیا
 رنگ خود بینی نہ آئینہ ربود
 اور خود بینی کے رنگ کو آئینہ دل سے عاف کر دیا
 ظلمت غیر از خدا را سو خستیم
 تو غیب خدا کی ظلمت کو مٹا دیا
 منظر نور و ظہور پاک بہت
 منظر نور اور ظہور پاک ہے
 عشق را نورست نور میں جلوہ
 اور عشق کے لئے یہ جلوہ سرا پا نور ہے
 ما سوا اللہ را از جان و دل ربود
 تو غیر اللہ سے جان و دل پاک کر دیا
 بسط در قبض است و حزن اندر سرور
 جو دل گرفتگی کی حالت میں خوش ما و حزن و ملال کی حالت

اقتباس از سفینہ رحمانی

حقائق آگاہ معرفت دستگاہ، اوج طریقت کے کرسی نشین موحِ ممت کے گوہر آبدار، بوستان شریعت کی بہار خوش فضا دریائے حقیقت کے خواص عاشق جمال اللہ الصمد میاں جو نور محمد صاحب نور اللہ مرقدہ شہر شہر جہان کے مشائخ کبار اولیائے کامنگار اور اس جائے اقدس کے شرفائے شیوخ میں سے ہیں۔ جنائے توکل سے کف پائے مبارک کمزینیت بخش کر اور خرقہ تحمل و قناعت کو زیب دوش فرما کر تمام عمر ایک لعل بے بہا کی طرح سب سے کیسوی اختیار کر کے زاویہ معدن خفایں رونق افروز ہے، اور مرکب ایزد پرستی و خداستائی کو عرصہ حق و صداقت اور میدان عبادت و ریاضت میں دوڑاتے رہے اور اسرار درویشی پر قادر اور تزکیہ باطنی کے ماہر کامل رہے۔ رات کے پردہ سیاہ میں اپنے معبود حقیقی کے ساتھ ہمراز اور گوشہ تنہائی میں یاد و دو کے ساتھ دمساز رہنے کی طاقت اور دشمن ضمیری خداداد کی بدولت مسائل بے پردہ جواب فی پوچھنے سے پہلے مرحمت فرماتے تھے اور روحانی و قلبی تعلیم کے موتیوں کو دلوں کی رٹنی میں سوزن نظر سے فوراً پرو دیتے۔ تمام زمانہ حیات کو ایک حجرہ تنگ و تاریک میں گزار دیا اور کبھی کسی اہل دولت کے سامنے دستِ جھڑ آزدراز نہ فرمایا۔ اس دریائے معرفت حق کے مریدان گرامی میں سے حاجی امداد اللہ صاحب سلمہ اور جناب حافظ ضامن صاحب مرحوم و مغفور اور مولانا بشیر محمد صاحب محدث تھانوی ہوئے ہیں۔ ان تینوں بزرگوں کے فیوض باطنی و روحانی کی شعاعیں آفتاب عالمتاب کی کرنوں کی طرح اطراف و اکناف عالم میں پہنچی ہیں اور گروہ درگروہ انسان ان کے فیض سے ارباب کشف و صاحب کرامت ہو گئے ہیں۔

۱۳۵۹ھ میں خرقہ حیات کو اس پر خطر کوچہ کے سجادہ ہستی اٹھا کر فردوس بریں کی جانب رحلت فرمائی اور گوہر جان پاک کو صیغہ فیان قضا و قدر کے سپرد کر دیا۔ ان کی زادگاہ اور آرامگاہ آخری قصبہ پنجاب شریف ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی روح مقدس کی برکت سے ہم کو بخش دے۔ آمین۔

احوال و آثار

شیخ العرب العجم

حضرت حاجی امداد اللہ صاحبِ بکری قدس سرہ

۱۳۱۷ھ

تحریر

سید نفیس حسین



سلسلہ چشتیہ صابریہ

”ہمارے اس دور میں اللہ تعالیٰ نے اسی سلسلہ سے حفاظت و تجدید دین کا عالمگیر کام لیا“

”اہل بصیرت کا اس سلسلہ کی قبولیت پر اتفاق اور عالم میں اس کے فیوض و برکات و آثار شاہد ہیں کہ بانی سلسلہ (حضرت مخدوم علامہ الدین علی احمد صابری رقتہ اللہ علیہ م ۱۹۰۷ء) نہایت عالی مقام، عالی نسبت اور عند اللہ مقبول تھے۔ اس سلسلہ (صابریہ چشتیہ) میں بڑے نامور مشائخ، عارف و محقق و مصلح پیدا ہوئے۔ مثلاً حضرت مخدوم احمد علی رمدولی رقتہ اللہ علیہ جن کی ذات بابرکات کو بعض اہل نظر نے نویں صدی کا مجدد بھی شہ کیا ہے۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی، حضرت شیخ محبت اللہ آبادی، شیخ العربیہ و نجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی (بانی دارالعلوم دیوبند) حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی، حضرت مولانا خلیل احمد سہا پوری، حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری، حضرت مولانا حسین احمد مدنی، حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مدظلہ، ہمارے اس دور میں اللہ تعالیٰ نے اسی سلسلہ سے حفاظت و تجدید دین کا عالمگیر کام لیا اور اس وقت سب سے زیادہ وسیع و منتشر حرکت حال یہی سلسلہ ہے۔ دارالعلوم دیوبند و مظاہر العلوم کی تعلیمی خدمت اور مولانا تھانوی کی تصنیفات و مواظبت سے اور پھر آخر میں مولانا محمد الیاس کی تحریک و دعوت و تبلیغ سے اس سلسلہ کے فیوض عالمگیر ہوئے۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی (سلم یونیورسٹی علیگڑھ) نے تاریخ مشائخ چشتیت میں صحیح لکھا ہے کہ:

”گزشتہ صدی میں کسی بزرگ نے چشتیہ سلسلہ کے اصلاحی اصولوں کو اس طرح جذب نہیں کیا،

جس طرح مولانا محمد الیاس نے کیا تھا۔“ ۲۳۲

آج بھی راہدہ میں حضرت مولانا عبدالقادر صاحب کی خانقاہ سلسلہ چشتیہ کی قدیم خانقاہوں کی کیسوئی، سرگرمی یاد دہانی کی مشغولی اور درد و محبت کی گرم بازاری کی یاد تازہ کرتی ہے۔

عالم نشود ویران تا مسکدہ آباد است

(تاریخ دعوت و غزیت، حصہ سوم، ص ۴۹۰)

بہار الثقلین ۱۳ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ، ۱۳ اگست ۲۰۰۱ء

سلسلہ عالیہ چشتیہ امدادیہ

سلطان احمد حضرت خواجہ معین الدین حسن سجزی چشتی اجمیری قدس سرہ ۶۳۲ھ

قطب القطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ ۶۳۳ھ

شیخ الاسلام حضرت خواجہ دین الدین محمد گنج شکر قدس سرہ ۶۶۲ھ

- | | |
|----------------------------------------------|------------------------------------------|
| حضرت خواجہ دین الدین اولیاء م ۷۲۵ھ | حضرت خواجہ محمد علی احمد برہنہ م ۶۹۰ھ |
| حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی م ۷۵۷ھ | حضرت شیخ شمس الدین کافانی پتی م ۷۱۸ھ |
| حضرت سید محمد حسینی کیسورہ زکریا کوئی م ۸۲۵ھ | حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء م ۷۶۵ھ |
| حضرت شیخ صدر الدین اودھی م ۸۶۰ھ | حضرت شیخ احمد عبدالحق رودونی م ۸۳۷ھ |
| حضرت شیخ ابن حکیم اودھی م ۸۸۹ھ/۹۰۱ھ | حضرت شیخ احمد عارف رودونی م ۸۸۲ھ |
| حضرت شیخ درویش محمد بن قاسم اودھی م ۹۰۳ھ | حضرت شیخ محمد رودونی م ۸۹۸ھ |

قطب عالم حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہ

- | | |
|--------------------------------------------|-----------------------------------------|
| حضرت شیخ زکریا الدین محمد گنگوہی م ۹۸۲ھ | حضرت شیخ عبداللہ بن محمد م ۹۹۱ھ |
| حضرت شیخ عبد الاحد سرہندی م ۱۰۰۰ھ | حضرت شیخ نظام الدین بکلی م ۱۰۳۶ھ |
| حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی م ۱۰۴۳ھ | حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی م ۱۰۳۹ھ |
| حضرت خواجہ محمد محمود سرہندی م ۱۰۷۹ھ | حضرت شیخ محمد بن عبد اللہ آبادی م ۱۰۵۸ھ |
| حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی دوم م ۱۱۱۳ھ | حضرت شاہ محمد فیاض م ۱۱۰۷ھ |
| حضرت خواجہ محمد مستد زبیر م ۱۱۵۱ھ | حضرت شاہ محمد حامد بہرائی م ۱۱۱۸ھ |
| حضرت خواجہ ضیاء اللہ م ۱۱۹۵ھ | حضرت شاہ غلام الدین اودھی م ۱۱۷۲ھ |
| حضرت شاہ محمد آفاق دہلی م ۱۲۵۱ھ | حضرت شاہ عبد الباقی اودھی م ۱۱۹۰ھ |
| حضرت سید آدم بنوری م ۱۰۵۳ھ | حضرت شاہ عبد الباقی اودھی م ۱۲۲۳ھ |
| حضرت سید عبد اللہ اکبر آبادی م ۱۰۹۹ھ | |
| حضرت شاہ عبد الرحیم دہلی م ۱۱۳۱ھ | |
| حضرت شاہ ولی اللہ دہلی م ۱۱۷۹ھ | |
| حضرت شاہ عبد العزیز م ۱۱۳۹ھ | |

حضرت سید احمد شہید قدس سرہ ۱۲۳۶ھ

حضرت شاہ عبد الرحیم شہید ولایتی م ۱۲۳۶ھ

حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلوی م ۱۲۵۶ھ

حضرت سیاحی نور محمد جھنجھانی م ۱۲۵۹ھ

شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کلی قدس سرہ ۱۳۱۷ھ

قطب الارشاد حضرت مولانا سید محمد شمس الدین گنگوہی قدس سرہ

۱۲۷۷ھ

۱۳۲۳ھ

شیخ العرب والعجم

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (رحمۃ اللہ علیہ)

(م ۱۳۱۷ھ)

یہ ۱۲۳۲ھ کے اواخر کی بات ہے۔ امام الہادی بن حضرت سید احمد شہید دہلی سے دو کتبہ کے دوسے پر روانہ ہوئے۔ ”مرشد وقت حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ (۱۲۳۹ھ) نے اپنے حوال سال مرشد و خلیفہ عظیم کو اپنا لباس خاص پہنایا اور بڑی خوشی سے نصرت کیا۔“
(سیرت سید احمد شہید ص ۱۳۳)

غازی الدین نگر، مراد نگر، میرٹھ اور اس کے نواح و اطراف، سر دھن، بڑھان، بھلت، منظر نگر، دیوبند، سمان پور، اور اس کے نواح، انبیٹھہ، گنگوہ، نانوتہ، تھانہ بھون اور کاندھلہ وغیرہ مقامات و قصبات میں جگہ جگہ قیام ہوا۔ سینکڑوں خاندانوں اور ہزاروں آدمیوں نے حضرت سید صاحب کے دست حق پرست پر بیعت کاشوف حاصل کیا اور شرک و بدعت اور قدیمی غلامی شروع رسوم سے توبہ کی۔ حضرت سید صاحب کا یہ سفر بارہا بدعت کی طرح تھا کہ جہاں سے گزرتا، سرسبز شادابی، بہار اور برکت پھوٹ جاتا ہے۔“
(سیرت سید احمد شہید ص ۱۳۳ تا ۱۳۶)

اس مبارک سفر میں غالباً تھانہ بھون یا نانوتہ کے مقام پر ایک گھسی بچہ بھی حصول برکت و سعادت کے لیے حضور سید صاحب کی گود میں دیا گیا۔ آپ نے اسے بیعت تبرک میں قبول فرمایا، اقبال و فیوض مندی نے اس سجدہ پتے کے قدم چومے۔

لے ولادت باسعادت، ۱۳۱۷ھ بمقام یکم ربیع الثانی، شہید بالا کوٹ (علاقہ ہزارہ) ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۴۶ھ
ازلولہ دستید شاہ غلام اللہ نقشبندی (م ۱۰۹۶ھ) خلیفہ حضرت سید آدم بنوری (خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ)
مے حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۹ھ) کے فرزند و جانشین

وہ اپنے سن شہور کی سنرلیس طے کرتا ہوا عالم شباب میں آیا تو مقتدا بنی ظہار و سلمہ بن گیا۔ رحمت خداوندی نے اس کے سر مبارک پر سروری و سرورانی کی کلاہ افتخار رکھی اور شیخ العرب و العجم بنا دیا۔ یہ طالع وارجہ اور فیض و بلا جہ شخصیت تاریخ میں شیخ العرب و العجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی نام نامی سے زندہ جاوید ہے۔

بالائے سرش ز ہوشمندی می آفت ستارہ بلند

حضرت حاجی صاحب بچپن کے اس متبرک واقعے کو اپنی مجلس میں بیان فرمایا کرتے تھے: "مذاق بقیہ راوی میں

"فرمایا، میں میں سال کا تھا کہ تیرہ صاحب کی اغوش میں دیا گیا اور انھوں نے مجھ کو بیت برک

میں قبول فرمایا ہے (شائم امدادیہ ۵۳، امداد شائق ص ۶۴)

نام و نسب

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب بن حافظ محمد امین بن شیخ بڑھابن حافظ شیخ بلقی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

نسباً فاروقی تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۲۲ صفر ۱۲۳۲ھ کو بمقام نافۃ ضلع سہارنپور ہونی جو آپ کی خیال

تھی۔ آبائی وطن تھانہ بھون ضلع مظفر نگر ہے۔

دہلی میں تعلیم

حضرت کا سن مبارک ابھی صرف سات سال کا تھا کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے انتقال فرمایا۔ تاہم آبائی ابتدائے

فلت ہی سے آپ کی فرتی تھی کہ زمانہ صغر سنی میں بھی آپ کبھی خلاف شرع لہو و لعب میں مشغول نہ ہوتے تھے۔ سوسال

۱۔ حضرت حاجی صاحب کے ایک پیر بھائی حضرت مولانا شیخ محمد محمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی سفر میں حضرت سید محمد شہید

کے مقلد بیعت میں داخل ہوئے۔ حضرت شیخ محمد تھانوی اپنے رسالے "المات الوجود میں تحریر فرماتے ہیں:

"فقیر زادہ وار د کہ عمر مہفت سال باشد کہ در سجدہ پیر والی واقع وطن فقیر قصبہ تھانہ بھون ضلع سہارنپور مشرف بہت جلا

سید صاحب قبلہ محمد قدس سرہ مشرف شد۔ اگرچہ در ایام طفلی بود۔ اما پر تو بزرگان کافی است۔ (حیات مجدد بکوارانہ الوجود)

۲۔ حضرت کا نام بچپن میں امداد حسین تھا۔ حضرت شاہ محمد انصاری محدث دہلی قدس سرہ (م ۱۲۹۲ھ) نے بدل کر امداد اللہ کر دیا۔

(حیات امداد)

۳۔ بچپن کی فکر کچھ نہیں کہ کبھی عریض ہوا ہوتا ہے۔

کی عمر میں آپ حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب نانوتوی کے مجدد دہلی شریعت بنے گئے۔ وہ ان پندرہ سو اسی ہجری اور کچھ صحت و شو کی تعلیم بعض اساتذہ سے نانوتوی کی زیر خدمت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تالیف تکمیل الایمان مولانا رحمت علی صاحب خانوی نور اللہ بقدر سے پڑھی۔

مُرشِدِ مجاہد کی بیعت

ابھی علوم ظاہری کی تکمیل نہ ہونے پائی تھی کہ مولانا محمد امجد علی حضرت کے ایمان اخلاص منزل میں جوش زن ہوا۔ اور آپ نے سرعۃً مجاہدین حضرت مولانا سید نصیر الدین غازی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کر لی۔ اُس وقت عمر عزیز اٹھارہ برس تھی۔ (شام امدادیہ ص ۱، امداد الشاق ص ۱)

حضور اقدس ٹٹہ ٹٹیم سے بیعت باطنی

بیعت سے پہلے حضرت حاجی صاحب کو خطاب میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت تیسرا محمد شہید رحمۃ اللہ علیہ

لے حضرت مولانا محمد امجد علی ۱۲۰۲ھ / ۱۷۸۹ء میں نانوتوی (مطلع سہارنپور) میں پیدا ہوئے۔ نسباً صدیقی تھے۔ علوم و فنون عزیزہ حضرت مولانا رشید الدین دہلوی علینہ رشید سلوک اللہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ کی خدمت میں حاصل کیے۔ دہلی میں اپنے زمانے کے اساتذہ الاساتذہ تھے۔ آپ کے تلامذہ میں قطب الاولیاء حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی مجدد الاسلام حضرت مولانا محمد امجد علی نانوتوی، حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری، حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب محدث پانی پتی، حضرت مولانا محمد ظہیر نانوتوی، حضرت مولانا ذوالفقار علی دیوبندی اور حضرت مولانا محمد احسن نانوتوی رحمۃ اللہ تعالیٰ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ حضرت مولانا محمد تقی نانوتوی صدر مدرس دارالعلوم دیوبند آپ ہی کے فرزند از جہد تلامذہ رشید تھے۔

حضرت مولانا محمد علی حمایت مابعد و زاد، خوش اخلاق، منکسر مزاج اور سادہ طبیعت تھے۔ ۱۱ ذوالحجہ ۱۲۲۶ھ / ۱۸۱۰ء کو دہلی میں وفات پائی۔ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کے خاندانی قبرستان منیاں میں حضرت شیخ عبدالعزیز شکر بار کے ایچ میں مدفون ہیں۔ (تیسرا محمد شہید ص ۲۶، ۲۷)

مے حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلوی جامع کمالات جنگ تھے۔ انھیں مجدد و شوق کی متعدد نسبتیں حاصل تھیں۔ آپ حضرت سید ناصر الدین تھانی غفری ثم ثونی پانی کی اولاد سے تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) کے شاگرد و عزیز، حضرت شاہ رفیع الدین صاحب (م ۱۱۳۳ھ) کے نواسے، حضرت شاہ محمد باقی محدث دہلوی (م ۱۱۶۲ھ) کے داماد، حضرت شاہ محمد آفاق مجددی (م ۱۲۵۱ھ) کے مرید و علینہ اور حضرت تیسرا محمد شہید (م ۱۲۳۹ھ) کی تحریک جلو کے لیکن رکین تھے۔ رحمہما اللہ تعالیٰ

کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت سید صاحب نے حاجی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں دے دیا۔ مولانا احمد حسن صاحب کا پورچ، حضرت بابی صاحب قدس سرہ سے اس خواب کی روایت کرتے ہیں:

”آپ نے فرمایا کہ ظاہر میں اول بیعت میری طریقہ نقشبندیہ میں حضرت مولانا نصیر الدین دہلوی خلیفہ حضرت شاہ محمد آفاق صاحب سے ہوئی اور باطن میں بلا واسطہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح ہوئی کہ میں نے دیکھا کہ حضور ایک جہنجدار پر رونق افروز ہیں اور حضرت سید احمد صاحب شہید کا ہاتھ آپ کے دست مبارک میں ہے اور میں بھی اسی مکان میں بوجہ ادب کے دور کھڑا ہوں۔ حضرت سید صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر حضور کے ہاتھ میں دے دیا۔ خدا نے مجھ کو کچھ اور بھی دکھایا ہے۔ اگر ظاہر کروں تو لوگ کچھ کچھ کہو گے (پھر وہ کیفیت مجھ سے خفیہ بیان فرمائی) فرمایا کہ بیعت باطنی پہلے ہے، اور ظاہری اسی روز ہے یا ایک دو روز بعد۔ (اعلا شائق ص ۱۵۲)

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”میں حضرت مولانا نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بہت کم رہا۔ میرے والد ماجد بیمار ہو گئے تھے۔ انھوں نے دہلی سے اپنی تیمارداری کے لیے طلب کیا۔ میں حضرت سے رخصت لینے گیا۔ حضرت نے مجھے سینہ مبارک سے لٹکا کر بہت دعا دی اور طریقہ نقشبندیہ کی اجازت فرما کر رخصت کیا۔ میرے والد ماجد کئی مہینے مر رہے تھے۔ بہت علاج ہوتے کچھ مفید نہ ہوا اور دنیا سے رحلت فرمائی۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ اسی وجہ سے میں اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہو سکا۔ اور اس درمیان میں حضرت بغرض جہاد افغانستان کو چلے گئے میرا ارادہ تھا کہ میں بھی حاضر حضور ہوں گا

۱۔ سر حلقہ مہاجرین حضرت مولانا سید نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ۲ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ کو دہلی سے جاد کے لیے ہجرت فرمائی۔ اُس وقت حضرت مولانا محمد اسحق محدث دہلوی (م ۱۳۶۶ھ) اور آپ کے پیرو مرشد حضرت شاہ محمد آفاق مجددی (م ۱۳۵۱ھ) دہلی میں موجود تھے۔ ظاہر ہے ان بزرگوں کی اجازت و ایما سے ہجرت فرمائی۔

حضرت مولانا نصیر الدین صاحب، حضرت سید احمد شہید کی میراث کے حامل تھے۔ حضرت سید صاحب اور ان کے جہنم منزلت رفقا کی بلا کوٹ میں شہادت (۱۳۶۶ھ) کے بعد آپ نے جب دیکھا کہ تحریک کا جوش و خروش ختم ہو رہا ہے تو جو انروزانہ میدان میں آگئے اور اپنی ذات کو بے اقل قربانی کے لیے پیش کر دیا۔ آپ نے سید صاحب کے نقش قدم پر چلتے ہوئے (بہت عیشہ آٹے سنو پ)

مگر اس مابین میں شہر غزنی سے حضرت کے رحلت فرمنے کی خبر آئی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

میں اُن کی خدمت شریف میں بہت قلیل مدت حاضریاں کچھ لطائف جاری ہو گئے تھے۔

(امداد ہشتاق ص ۱۵۲)

پھر استفادہ علوم

اوپر ذکر آچکا ہے کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نے حضرت مولانا سید نصیر الدین صاحب کی خدمت میں بیعت ہونے سے پیشتر کچھ علوم ظاہری حاصل کیے تھے۔ بعد ازاں امام غیبی کی بنا پر اور لذت کلام نبوی کے جذبے سے مشکوٰۃ شریف کا ایک رُبُع جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق زاد حضرت مولانا محمد قندر محدث جلال آبادی کی خدمت میں پڑھا۔ نیز حسن حسین اور فقہ اکبر حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نانوتوی سے پڑھیں۔ یہ دونوں بزرگ عارف متفق حضرت مولانا مفتی الہی بخش صاحب کاندھلوی کے ارشد تلامذہ تھے۔ حضرت مفتی صاحب حضرت شاہ عبدالغفر زید محدث دہلوی

حک کے مختلف حصوں کا دورہ کیا۔ دعوت جہاد سے ایک جماعت تیار کی اور سید صاحب کی طرح وطن مانوف سے ہجرت کر کے کاروبار جہاد کی تجدید کا انتظام فرمایا۔ (سرگزشت مجاہدین ص ۱۳۹)

بندہ اور افغانستان میں سکھوں اور انگریزوں سے بہت معرکہ آرائیوں کے بعد حضرت مولانا سید نصیر الدین نے مرکز مجاہدین ہستمانہ (علاقہ سرحد) میں ۱۸ شعبان ۱۲۵۶ھ / ۱۸۳۰ء کو وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ (سرگزشت مجاہدین ص ۱۹۶)

۱۰ حضرت مولانا مفتی الہی بخش صاحب کاندھلوی (۱۲۲۵ھ) حضرت مولانا شاہ عبدالغفر زید محدث رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۲۹ھ) کے مایہ ناز شاگرد اور مرید تھے۔ حضرت سید احمد شہید کے دورہ دوآبہ میں ۱۴ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ کو اُن کے دامن فیض سے وابستہ ہوئے۔ اُس وقت مفتی صاحب کی عمر ۱۱ سال کی تھی۔ سید احمد شہید میں سب سے

”کاندھلہ میں مفتی الہی بخش صاحب جو حضرت شاہ عبدالغفر زید رحمۃ اللہ علیہ کے نامور شاگرد اور مرید تھے

بیعت ہوئے اور ان کے خاندان اور قصبہ کے اکثر اہل علم اور شرفاء جمعیت میں داخل ہوئے۔ ص ۱۴۱ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

تدس سرؤکے شاگرد تھے۔

استفاضۂ ثنوی

حضرت حاجی صاحب نے ثنوی مولانا رومؒ مولانا شاہ عبدالرزاقؒ سے پڑھی۔ انھوں نے حضرت مولانا شیخ ابوبکس سے اور شیخ ابوبکس نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا مفتی الہی بخش صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ (خاتمہ دفتر ششم) سے سماعت و قراءۃ ثنوی شریف پڑھی تھی۔ حضرت مفتی صاحب مددوح نے عالم رویا میں مولانا رومؒ سے ثنوی معنوی پڑھی تھی۔ ثنوی کے دفتر ششم کا خاتمہ بھی مفتی صاحب نے مولانا رومؒ کے ارشاد پر لکھا۔

تکمیل سلوک کا داعیہ

احمال، حضرت حاجی صاحب نے مطالعہ ثنوی کو بطور ورد کے معمول فرمایا، جس سے خاطر اقدس کو ایک حرکت بلوغ پیدا ہوتی تھی اور جوش و خروش باطنی چہرہ مبارک سے صاف ظاہر ہوتا تھا۔ چنانچہ تکمیل سلوک کا داعیہ وہ رہ کے ڈپانے لگا۔

حضرت میاں بھوچشتی کے سپرد

حتیٰ کہ اس درمیان میں ایک دن آپ نے خواب میں دیکھا کہ مجلس اعلیٰ و اقدس حضرت سرور عالم، مرشد اتم،

حضرت مفتی صاحب کے دونوں سے مولانا محمد صابر صاحب اور مولانا محمد مصطفیٰ صاحب جو مفتی صاحب کے شاگرد رشید اور زیر تربیت بھی تھے، حضرت سید صاحب کے ہمراہ جہاد میں شریک ہوئے، مولانا محمد مصطفیٰ اپنے جام شہادت نوش فرمایا۔ (سفینہ رحمانی، ص ۸۲)

حضرت مفتی صاحب کے تیسرے نواسے حضرت مولانا شاہ عبدالرزاق جھنجھانوی (م ۱۲۹۲ھ) سے حضرت حاجی ادا شاہ صاحب نے ثنوی شریف پڑھی تھی۔ حاجی صاحب فرماتے ہیں :

”میں نے ثنوی تین بار حضرت مولانا عبدالرزاق جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر عرض کی اور بعض مقامات کی تحقیق مولوی ابوبکس کاندھلوی (فرزند حضرت مفتی الہی بخش صاحب) سے کی۔“ (اعداد الشاق ص ۱۴)

حضرت مولانا محمد ظہیر محمدی (م ۱۲۹۰ھ) حضرت مفتی صاحب کے شاگرد اور خلیفہ مجاز تھے۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم میں ماننے والوں، غایتِ رعب سے قدم اگلے نہیں پڑا ہے کہ ناگاہ میرے بہرامجد حضرت ماضی بلاتی رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر حضور حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ لے کر حضرت میاں بخش صاحبِ حشتی قدس سرہ کے حوالے کر دیا، اس وقت

لے قطب ربانی حضرت میاں بخش نور محمد بخش نوری قدس سرہ قطب وقت حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم صاحبِ ولایتی رحمۃ اللہ علیہ کے فیضِ عظیم و بخشش تھے۔ حضرت ولایتی شہید سہارنپور میں مسجد انبوی میں اقامت رکھتے تھے۔ انھیں تین بزرگوں سے انتسابِ بیعت و اجازت حاصل تھا۔ اول سلسلہ عالیہ قادریہ قیسیہ میں قطب زمانہ حضرت سید رحم علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۱۲ھ) سے شریف و مجاز ہوئے۔ پھر حضرت شاہ عبدالباری حشتی امرہوٹی (م ۱۲۲۴ھ) سے بیعت ہو کر نسبت و غلامتِ حشتیہ حاصل کی۔ آخر میں ماہ ذی الحجہ ۱۲۳۴ھ میں امیر المؤمنین امام المہدین مجددِ زمانہ سید رحیم حضرت سید احمد شہید (م ۱۲۴۶ھ) کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور مجاز ہوئے بلکہ حضرت میاں بخش نور محمد بخش نوری کو بھی لوہاری سے سہارنپور بلا کر حضرت تید صاحب سے بیعت کرا دیا۔ حضرت میاں بخش کو تید صاحب نے اجازت طریقہ سے بھی سرفراز فرمایا۔ (سیرۃ تید احمد شہید ص ۱۳۱)

حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب ولایتی، حضرت تید احمد شہید کی محبت میں ایسے وارفتہ ہوئے کہ اپنی مسندِ ارشاد چھوڑ چھاڑ حضرت تید صاحب کی معیت اختیار کر لی اور سفر و حضور و جاو میں ہمیشہ ساتھ رہے۔ حتیٰ کہ تید صاحب کے ہمراہ جہاد فی سبیل اللہ میں شہید ہو کر سرفرازی حاصل کی۔

جو تجھ بن نہ چھینے کو کہتے تھے ہم سو اس عہد کو ہم وفا کر چلے

انوار محمدی میں ہے،

”حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتی مجاہد غازی شہید کہ در شکرِ ظفر پیکر حضرت تید احمد صاحب

قبر در ولایت غراساں شربتِ شہادت نوشیدند قدس اللہ سرہ العزیز“ ص ۲۸

انوار العاشقین میں ہے: ”آپ نے ہمراہ حضرت تید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بمقابلہ سکھاں ۱۲۴۶ھ میں

ماہ ذی قعدہ کی تسخیر کو درجہ شہادت کبریٰ سے سرفرازی حاصل کی۔ رحمۃ اللہ علیہ“ ص ۲۹

تک بعالم ظاہر مینجیو صاحب سے کسی طرح کا تعارف نہ تھا۔ بیان فرماتے ہیں کہ جب میں بیدار ہوا، عجیب انتشار و حیرت میں مبتلا ہوا کہ یا رب، یہ کون بزرگ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں دیا اور خود مجھ کو اُن کے سپرد فرمایا۔ اسی طرح ایک عرصہ گزر گیا۔ ایک دن حضرت ہستادوی مولانا محمد قلندر محدث جلال آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے میرے منظر کو دیکھ کر کمال شفقت و عنایت فرمایا کہ تم کیوں پریشان ہو رہے ہو۔ موضع لوہاری یہاں سے قریب ہے وہاں جاؤ اور حضرت مینجیو صاحب سے ملاقات کرو۔ شاید مقصود دلی کو پہنچو اور اس جہنم سے نبات پاؤ۔ حضرت حاجی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت مولانا سے میں نے یہ سنا، متفکر ہوا اور دل میں سوچنے لگا کہ کیا کروں آخر بلا لحاظ سواری وغیرہ میں نے فوراً راہ لوہاری کی لی اور شدت سفر سے حیران و پریشان چلا جاتا تھا، یہاں تک کہ پیروں میں آبلے پڑ گئے۔ نہایت درجہ شش و کوشش سے آستانہ شریف پر حاضر ہوا اور جیسے ہی دور سے حضرت مینجیو صاحب کا جمال باکمال ملاحظہ کیا تو صورت انور کو کہ خواب میں دیکھا تھا، بخوبی پہچانا اور خود رنگی ہو گیا اور آپ سے گزر گیا، اور اُفتاں و خیزاں اُن کے حضور میں پہنچ کر قدموں پر گر پڑا۔ حضرت مینجیو صاحب قدس سرہ نے میرے سر کو اٹھایا اور اپنے سینہ نور گنجینہ سے لگایا اور کمال رحمت و عنایت فرمایا کہ تم کو اپنے خواب پر کابل و ثوق و یقین ہے۔ یہ پہلی کرامت منجیہ کرامات حضرت مینجیو صاحب کی ظاہر ہوئی اور دل کو کمال استحکام مائل بخود کیا۔ الحاصل ایک عرصہ حضرت مینجیو صاحب کی خدمت بابرکت میں حلقہ نشین رہے اور سلاسل اربعہ عموماً اور سلوک طریقہ چشتیہ صابریہ کی خصوصاً تکمیل کی، اور فرقہ خلافت ماترہ و اجازت خاتمہ و عامرہ سے مشرف ہوئے۔ (شائم امدادیہ ص ۱۰۷، امداد الشاق - ص ۹۶)

اجازت غیبی کا انتظار

ابتدائی زمانہ میں حضرت حاجی صاحب لوگوں کو بیعت کرنے میں تامل بلکہ انکار فرماتے تھے۔ ۱۲۶۲ھ میں جب حج اول سے وطن کو واپس ہوئے تو لوگوں نے بیعت کے لیے اصرار و کوشش سے کام لینا شروع کیا۔
اولاً حضرت حاجی صاحب نے انکار فرمایا اور کچھ اس پر اقام نہ فرمایا کیونکہ اجازت غیبی اور حکم الہی کا انتظار تھا۔

حاجی صاحب کے مہمانِ علمائے میں

مؤلف شائم امدادیہ کا بیان ہے :

”ایک بار حضرت حاجی صاحب نے تھانہ بھون میں خواب دیکھا کہ جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مع خلفاء

راشدین و دیگر اصحاب کرام رضی اللہ عنہم تشریف رکھتے ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت و شفقت بنے ہوتے ہیں حال پر مبذول دیکھی اور نیز دیکھا کہ زوہر شیخ فدا حسین، والدہ حافظ احمد حسین (مہاجر و امین حجاج، مقیم مکہ معظمہ، زادہا اللہ شرفاً و کرامتاً) حضرت کے لیے اپنے مکان میں کھانا پکا رہی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان مرحومہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تو اٹھ، تاکہ میں امداد اللہ کے مہمانوں کے واسطے کھانا پکاؤں کہ ان کے مہمان طلباء ہیں۔ یہ خواب بیعت لینے کی اجازت اور بشارت تھی۔ یہ حقیقت ہے کہ اُس دن سے علماء و طلباء کا ہجوم زیادہ سے زیادہ ہوا۔ پھر دوبارہ اشارت غیبی اس بشارت غیبی کی تائید میں ہوئی امداد باب معارف کی فوائش عموماً اور آپ کے دینی و عرفانی بھائی جناب حافظ محمد ضامن صاحب نور اللہ مرقدہ کی فوائش خصوصاً اس پر نوکدہ تر ہوئی۔ چار دن چار بیعت لینا شروع فرمایا۔ اولاً چند آدمیوں نے جو عوام سے تھے بیعت کی۔ بعد ازاں علماء میں سے جس شخص نے سب سے پہلے بیعت کی، وہ جامع فضل و کمال ممکنہ افراد انسانی حضرت ابی حکیم مولانا رشید احمد گنگوہی سلمہ اللہ تھے اور حضرت کے تمام خلفائے کالات باطنیہ میں گئے سبقت لے گئے۔ بعد ازاں وارث علوم دینی، مستفیض بغیضان حضرت اعلیٰ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کہ کشف اسرار و دقائق معلوم الیہ میں آیات اللہ تھے، سلسلہ بیعت میں خلسہ ہوئے۔

(شائم اداویہ ص ۱۵-۱۶۔ امداد المشتاق ص ۲۳، ۲۵)

جذبہ جہاد

یہ امیر المؤمنین حضرت سید احمد شہید قدس سرہ ہی کی نسبت باطنی کا اثر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی اور ان کے شیوخ و خلفاء کرام کے سینوں میں جذبہ جہاد موجزن رہا۔ اوپر کند چکانے کہ حضرت حاجی صاحب اپنے مرشد اول مولانا سید نصیر الدین دہلوی کے ہمراہ جہاد میں شریک ہونا چاہتے تھے لیکن والدہ ماجدہ کی بیماری اور وفات اور اس دوران میں پیر و مرشد کی شہادت سے ارادہ موقوف ہو گیا۔

۱۔ حضرت حاجی صاحب کے حقیقی بھائی فدا حسین صاحب کی اولیہ اور حافظ احمد حسین صاحب (م ۱۳۱۲ھ) کی والدہ۔
۲۔ امام اعاشیقین حضرت حافظ محمد ضامن شہید (م ۱۲۵۴ھ) خلیفہ ارشد حضرت میا نجیہ نور محمد بھنجانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۵۹ھ) حضرت حاجی صاحب کے مرنے اور پیر بھائی۔

میدان جہاد میں

آخر جذبہ جہاد و شوق شہادت رنگ لایا اور اسلاف کرام و پیران عظام کی سنت ادا کرنے کا وقت آگیا۔
 قدرت الہی نے ایک اور موقع فراہم کر دیا۔ چنانچہ حضرت حاجی صاحب $\frac{1304}{1305}$ کی جنگ آزادی میں فرنگی فوج سے برسرِ کا
 نظر آتے ہیں۔ حضرت حاجی صاحب اور دوسرے جانثاران اسلام نے تھانہ بھون، ضلع مظفرنگر کو دارالاسلام قرار دیکر
 متوازی حکومت قائم کر لی اور جہاد کا باقاعدہ اعلان کر دیا گیا۔

حاجی صاحب : امام المجاہدین

”نقشبِ حیات میں ہے :

”اعلان کر دیا گیا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کو امام مقرر کیا گیا اور حضرت مولانا محمد قاسم
 صاحب کو سپہ سالار افواج قرار دیا گیا اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب کو قاضی بنایا گیا اور مولانا
 محمد منیر صاحب نائب توحی اور حضرت حافظ ضامن صاحب تھانوی کو مہتمم اور میسرہ کا افسر قرار دیا گیا۔“ ۱۳۲

فرنگی حاکم کو نکال باہر کیا

”حیاتِ امداد میں ہے :

”چونکہ مذکورہ بالا حضرات نے جہاد کا فیصلہ کر لیا اور یہ صاحبان اپنی بزرگی، پرہیزگاری اور
 شخصیت کے اعتبار سے با اثر تھے، اس لیے چاروں طرف سے لوگ جہاد کے لیے آکر تھانہ بھون میں
 جمع ہو گئے۔ یہ اجتماع ان ہی امیر المومنین حاجی امداد اللہ صاحب کے گرد جمع ہو گیا تھا۔ چنانچہ ان حضرات
 نے تھانہ بھون اور اطراف و جوانب میں اپنی حکومت قائم کر لی اور انگریزی حاکموں کو نکال باہر کیا۔“ ۱۳۳

ایک دن معلوم ہوا کہ شاہی ضلع مظفرنگر میں جو تھانہ بھون کے قریب ہے اور سہارنپور سے تھانہ بھون کو چھوٹی
 لائن پر واقع ہے جو ان دنوں انگریزوں کا فوجی مرکزی مقام بھی تھا، انگریز اپنا توپ خانہ بھیج رہے ہیں۔ اس خبر سے
 مجاہدین کو تشویش لاحق ہوئی اور ان کے ہتھیار کے لیے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوٹی کو مقرر کیا گیا۔

حضرت گنگوہی کا چھاپہ

”نقشِ حیات میں ہے :

”شکر ایک باغ کے کنارے سے گذرتی تھی جب مولانا رشید احمد صاحب کو تیس یا چالیس مجاہدین پر حضرت حاجی صاحب نے افسر مقرر کر دیا تھا۔ آپ اپنے تمام ماتحتوں کو لے کر باغ میں چھپ گئے اور سب کو حکم کیا کہ پیسے سے تیار رہو، جب میں حکم کروں سب کے سب ایک دم فیر کرنا۔ چنانچہ جب پٹن مع توپ خانہ باغ کے سامنے سے گذری تو سب نے یکدم فیر کیا، پٹن گھبرا گئی کہ خدا جانے کتنے آدمی ہوں جو یہاں پچھے ہوئے ہیں، توپ خانہ چھوڑ کر سب بھاگ گئے۔ حضرت گنگوہی نے توپ خانہ کیسے کر حضرت حاجی صاحب کے سامنے لا کر ڈال دیا : ۳۳

معرکہ شامی ۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۷ء

اس فتح سے مجاہدین کے حوصلے بلند ہو گئے اور انھوں نے شامی کی طرف پیش قدمی کی۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد تقی صاحب نانوتوی اور حضرت حافظ محمد ضامن صاحب نے ایک لشکر کے ساتھ وہاں سخت حملے کیے اور تحصیل کے دروازے کو آگ لگا دی۔ مسلمانوں نے انگریزی فوج کے پچھلے چھڑا دیے۔ مجاہدین میدان جنگ میں غالب تھے کہ تقدیر نے پانا پلٹ دیا۔

حافظ محمد ضامن صاحب کی شہادت

”حیات امداد میں ہے :

”انگاہ ایسا پانا پنا کہ حضرت حافظ محمد ضامن صاحب کی ناف کے نیچے گولی لگی اور وہ شہید

لے امام العاشقین حضرت حافظ محمد ضامن صاحب کو یقین تھا کہ مجھے آج شہادت کا جام پینا ہے۔ انھوں نے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کو وصیت فرمائی تھی کہ بوقت شہادت یعنی نزع کے وقت میرے پاس رہنا۔ چنانچہ حضرت (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہو گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

اب انگریزوں کی فوج کا پلا بجاری ہوا اور مجاہدین کی پسپائی ہوئی۔ کمپنی کی قوت بہت زیادہ تھی۔ انگریزوں نے شامی کے بعد تھانہ بھون پر قبضہ کر لیا اور جو بھی ہاتھ لگا، اس کو قتل کر دیا اور ان کے گھروں کو آگ لگا دی گئی۔ خانقاہ امدادیہ جہاں بزرگوں کا اجتماع رہتا تھا اس کو بھی آگ لگا دی گئی۔ ۱۲۵ھ

وارنٹ گرفتاری

”مجاہدین کے وارنٹ جاری ہوئے۔ حاجی صاحب تین دن گنگوہ، پھر انبالہ، پھر بنجالہ میں مقیم رہے۔ یہیں راؤ عبد اللہ صاحب کے صہیل میں آپ کو تلاش کیا گیا لیکن آپ کراست سے پکڑے نہ گئے۔ پھر وہاں سے سندھ کو

گنگوہی آپ کو گولی گھنے کے بعد قریب کی مسجد میں لے گئے اور اپنے زانو پر حافظ صاحب کا سر رکھا اور اسی عالم میں یہ شہید اُلفت اپنے حقیقی محبوب سے جا ملا۔ یہ ۲۴ محرم الحرام ۱۲۷۴ھ کا واقعہ ہے (حیات امدادیہ ص ۱۷)

مولانا عبد الباقی صاحب بتیل راہپوری، مولف انوار سلطنت (م ۱۹۰۱ء) نے قلعہ تاریخی و نجات لکھا :

شہید ہو گئے ضامن ملی پاکس نہاد	جواب جن کا نہ تھا کوئی نسل آدم میں
ہوئے شہید مگر اک تماشہ دکھدا کر	بہو لہان کیا دشمنوں کو اک دم میں
نچھوڑی نام کو گردن کہیں نصاریٰ کی	گو بریدہ ہے سگہ بھی ان کا دم میں
جو مارے تیر تو سگتے ہی جایا گوشہ	ہزاروں کا فریب کیشس نے جہنم میں
خدا کو پیارے ہوئے آفرش شہید ہوئے	نہ دل میں تاب ہے باقی نہ کچھ تو ان ہم میں
جو پوچھا سن شہادت کنا ملک نے کہ ہے	ہوئے شہید وہ شاہ جری محرم میں

۱ ۲ ۳ ۴

مولانا بتیل نے ایک اور تاریخ بھی لکالی :

بیتل آن وقت کہ حافظ ضامن	رفت و آراست بہت مند
شاد ضوان شد و گفت این تاریخ	”حافظ مصعب ایزد آہ“

حیات امدادیہ ص ۱۷ بحوالہ مولانا مہر خان (نسخہ خطی مدد سرحدیہ کراچی)

ہوتے ہوئے کراچی پہنچے اور وہاں سے تدمر منظر پہنچ گئے۔ مولانا محمد قاسم صاحب تین دن تو گھر میں ٹھہرے۔ پھر باہر نکلے لیکن حکومت کے ہاتھ نہ آئے۔ ولانا انگلشی حکیم ضیاء الدین صاحب رام پورنی مندران منسلح سمار پور کے کان سے گرفتار ہوئے اور چھ مہینے جیل میں رہے۔ آخر ثبوت نہ ملنے کے باعث چھ ماہ کے بعد رہا ہوئے۔ ۶۵

مولانا رشید احمد کو کوئی پھانسی نہیں دے سکتا

مولانا ولایت حسین صاحب کی روایت ہے کہ ایک حکیم صاحب جو علینصرت (حاجی امداد اللہ صاحب) کے مریض انبالہ کے رہنے والے بندہ کے ساتھ سفر حج میں شریک تھے۔ فرمایا جس زمانہ میں مولانا گنگوہی جیل خانہ میں تھے۔ علینصرت حاجی صاحب ایک دن فرماتے گئے کہ میاں کچھ سنا، کیا مولوی رشید احمد کو پھانسی کا حکم ہو گیا؟ خدام نے عرض کیا کہ حضرت کچھ پتہ نہیں، ابھی تو کوئی خبر آئی نہیں۔ فرمایا، اُن حکم ہو گیا، چلو۔ یہ فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے حکیم صاحب کا بیان ہے کہ برسات کا زمانہ تھا۔ مغرب کے بعد علینصرت اور میں، غالباً مولانا منظر حسین صاحب کا نہ معلوم غرض تین آدمی چلے۔ شہر سے باہر نکل کر تھوڑی دور جا کر علینصرت گھاس کے قدتی بنر غلی فروش پر بیٹھ گئے اور کچھ دیر سکوت فرما کر گردن اُپر اٹھائی اور فرمایا، چلو، مولوی رشید احمد کو کوئی پھانسی نہیں دے سکتا، خدا تعالیٰ کو ابھی ان سے بہت کام لینا ہے چنانچہ چند روز بعد اس کا طور ہو گیا۔ (امداد اللہ صاحب ۱۶۲، ۱۶۳، تذکرہ رشید ص ۸۵)

باطنی تصرفات

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ فرماتے ہیں :

”یہ سب باطنی تصرفات تھے، ورنہ ظاہری حیثیت سے کسی صاحب کی ان میں سے بچنے کی کوئی صورت نہیں تھی مگر قدرت کو ان سے کام لینا تھا۔“ (نقش حیات ص ۱۱)

راؤ عبداللہ خاں صاحب کا کشف

جن دنوں حضرت حاجی صاحب پنجاہ میں روپوش تھے۔ راؤ عبداللہ خاں صاحب دُمریہ حضرت شاہ عبدالرحیم

صاحب ولایتی شہید کے مہمان تھے۔ وہ ایک صاحب کشف بزرگ تھے۔ حضرت حاجی صاحب ان کا ایک کشف بیان فرماتے ہیں : راوی مولانا احمد حسن کانپوری ہیں :

”فرمایا کہ راؤ عبد اللہ خان مغرب کی نماز پڑھتے تھے، اپنے بیٹے امیر خاں کو پکارنے لگے :

امیر علی۔ امیر علی ! میرے خاوند نے آج مجھ کو دکھایا ہے کہ حاجی میاں کو مسجد میں بند کر کے قتل کیا دیا ہے اور مولوی رشید احمد کے ہاتھ میں کتاب دے کر درس کو کہہ دیا ہے۔ یہ بات حاجی میاں کو کہہ دو کہ وہ اس کا مطلب سمجھ لیں گے، مینوں (بزبان پنجابی بمعنی مجھے) کچھ خبر نہ ہے۔ ان کا کشف پورا نکلا کہ مجھے تو مکہ مکرمہ میں کہ اشرف المساجد ہے، مقید کر دیا۔ بند کا خیال بھی نہیں آتا، مولوی رشید احمد صاحب کو کتاب دے کر درس بنا دیا۔ ہمیشہ احادیث نبویہ کا درس دیتے ہیں۔ فرمایا کہ راؤ عبد اللہ خان اپنے پیر حاجی عبدالرحیم صاحب کو خاوند سے تعبیر کرتے تھے اور زبان پنجابی بولتے تھے :

(شہادۂ امدادیہ ص ۹۲)

دارالعلوم دیوبند : سحرگاہی دُعاؤں کا ثمرہ

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد اکابر علماء دیوبند نے اچھی طرح محسوس کر لیا کہ اب فرنگی قوت اس قدر بڑھ چکی ہے کہ کھلی جنگ میں اس کا مقابلہ مشکل ہے تو انہوں نے زیر زمین (UNDER GROUND) کام کا فیصلہ کر لیا۔ دارالعلوم دیوبند کا قیام اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

قیام دارالعلوم ۱۲۸۲ھ کے بعد حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب حج بیت اللہ کے لیے مکہ معظمہ میں حاضر ہوئے تو وہاں مستیانا حضرت حاجی امداد اللہ سے عرض کیا : ہم نے دیوبند میں ایک مدرسہ قائم کیا ہے اس کیلئے دُعا فرمائیے، حضرت حاجی صاحب نے دیکھپ انداز میں فرمایا :

”شہان اللہ آپ فرماتے ہیں، ہم نے مدرسہ قائم کیا ہے، یہ خبر نہیں کہ کتنی پیشانیاں اوقات سحر میں سر بسجود ہو کر گر گزرتی رہیں کہ خداوند، ہندوستان میں بقائے اسلام اور تحفظ اسلام کا کوئی ذریعہ پیدا کرے۔ یہ مدرسہ انہی سحرگاہی دُعاؤں کا ثمرہ ہے۔ یہ دیوبند کی قسمت ہے کہ اس دولت گرانقدر کو یہ سرزمین لے اڑی۔“

(علائقہ حق ص ۸)

”فقیر سے اپنا ہی مدرسہ سمجھتا ہے“

۱۲۹۷ء میں قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کی وفات سے دارالعلوم کو غیر معمولی نقصان پہنچا تو شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی قدس سرہ نے اپنے مسترشدین کے نام ایک ہدایت نامہ جاری فرمایا۔ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی یہ تحریر گرامی دارالافتاء دارالعلوم دیوبند میں محفوظ ہے۔ ہدایت نامہ کا متن یہ ہے :

”بعد حمد و صلوة کے فقیر امداد اللہ عفا اللہ عنہ، ان کی خدمت میں جو صاحب اس فقیر سے علاقہ محبت اور ارادت اور قربت رکھتے ہیں، خواہ قربت جیسی ہو یا انسی، عرض ہے کہ مدرسہ عربیہ دیوبند جو اس وقت میں اپنی خوبی سے نہایت رونق اور شہرت پر ہے، فقیر کو اس سے ایک علاقہ خاص ہے بلکہ یہ مدرسہ اپنا ہی مدرسہ سمجھتا ہے۔ اس جہت سے سب صاحب اس مدرسہ کو اپنا ہی مدرسہ سمجھیں اور جو کچھ اعانت اس مدرسہ کی اپنی ذات سے ہو سکے یا سعی اور سفارش سے ممکن ہو، اس میں ہمیشہ سعی و جہد اور نگرانی اس مدرسہ کی اپنے ذمہ ضروری سمجھیں، کیونکہ اس آخری زمانے میں جو مقبولیت بارگاہ الہی میں کارخانہ علم کو ہے اور امر کو نہیں اور سب صاحب اس مدرسہ کے باب میں بلکہ ہر امر میں متفق و یکدل و یک جہت ہو کر تہمت فرمائیں کیونکہ اتفاق اللہ جل شانہ کے نزدیک نہایت مقبول اور ہر کام میں موجب انجام نیک ہے۔ فقط“۔ (آریخ دارالعلوم دیوبند، سید محبوب ضوی ص ۱۹۲)

ایک عالم کو رنگ دیا

اللہ تعالیٰ نے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی قدس سرہ کو بے پناہ مقبولیت سے نوازا۔ اطراف عالم سے خلق خدا انبوء و راہبہ ان کے حلقے میں داخل ہوئی۔

”انوار العاشقین“ میں ہے :

”حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایسا فیضان جلدی ہوا کہ اکثر مالک اسلامیہ ہندوستان عربستان و ترکستان وغیرہ میں آپ کے خلفائے پیچھے اور ارشاد و طریقت اور اشاعت اسلام و تعلیم سلوک سلسلہ عالیہ حقیقیہ صابریہ میں مصروف ہوئے، ایک عالم کو رنگ دیا۔“ (ص ۱۳۱)

حرمین شریفین میں تو ان کی شہرت کا آفتاب نصف النہار پر پہنچ گیا۔ مولانا مشتاق احمد صاحب انبٹھوی فرماتے ہیں :

”حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء جیشمار بہر دیار و اسصار میں ہیں۔ متاخرین چشتیہ صابریہ میں (باوجود قیام مکہ معظمہ کے کہ وہاں حاضر ہو کر شہرت کا ہونا اور ہے) حضرت ممدوح کے برابر مشائخ میں سے کسی کو اس درجہ شہرت نہیں ہوئی۔ مجملہ آپ کے خلفاء کے حضرت بقیہ السلف حمزہ الخلف مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی مستلم علماء اور ضلع ہارسے گزرے ہیں۔“ (الوارعاشقین ۱ ص ۸۷)

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑوی فرماتے ہیں :

”حاجی امداد اللہ صاحب کہ بزرگے ست کامل، زندہ است۔ بعد ازاں فرمودند کہ اکثر علمائے حیدرآباد دیوبند و دہلی و سہارنپور و گنگوہ از مریدان حاجی صاحب مستند و مولوی رشید احمد گنگوہی نیز مرید و خلیفہ اکبر مولوی موصوف است و دیگر خلفاء و سہم بسیار اند چنانچہ مولوی محمد قاسم صاحب و محمد یعقوب صاحب۔“ (مقائیس الہاس : ج ۲ ص ۲۳)

وصال

حیات عزیز کے تقریباً چالیس برس مکہ معظمہ میں گزارنے کے بعد شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲ یا ۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۹ء کو بروز بدھ صبح کی اذان کے وقت ۸۴ سال کی عمر میں رحلت فرمائی اور اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے۔ جنتہ العلوی مقبرہ اہل مکہ میں (جہاں اُم المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مزار مبارک ہے) مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی مہاجر مکی (زم ۳۲ رمضان المبارک ۱۳۰۸ھ یکم مئی ۱۸۹۱ء) کے پہلو میں سپرد خاک کیے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

تصانیف

حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے چند مختصر کتابیں اور رسالے بھی تحریر فرمائے تھے جن میں سلوک و تصوف کا رنگ غالب ہے۔ یہ سب آپ کے نامس اہتمام سے طبع ہوئیں۔

- (۱) مثنوی مولانا مودم کا ماثیہ فارسی زبان میں
- (۲) غذائے روح : اردو مثنوی ۱۲۶۴ھ
- (۳) جہاد اکبر : اردو مثنوی ۱۲۶۸ھ
- (۴) دردناک غناک : " " "
- (۵) تھخہ العشق : " " " ۱۲۸۱ھ
- (۶) ضیاء القلوب : فارسی ۱۲۸۲ھ
- (۷) ارشاد مرشد : اردو ۱۲۹۳ھ
- (۸) وعدۃ الوجود : فارسی ۱۲۹۹ھ
- (۹) فیصلہ محبت سلسلہ : اردو ۱۳۱۲ھ
- (۱۰) گلزار معرفت : اردو کلام
- (۱۱) مکتوبات فارسی و اردو

”ضیاء القلوب“ سلاسل طریقت حقیقہ قادریہ نقشبندیہ کے اذکار و مراقبات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب طالبان سلوک کے لیے خضر راہ کا درجہ رکھتی ہے۔ کتاب کے آخر میں حضرت حاجی صاحب نے قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی اور حجت الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کو خلافت عظمیٰ سے سرفراز کر کے اپنا جانشین نامزد فرمایا ہے اور بہت دُعائیں دی ہیں نیز اپنے تمام مُریدین و مشرشدین اور متوسلین و مستبین کو تاکیدِ اہدایت فرمائی ہے کہ وہ اس سلوک کو ان کی خدمتِ ابرکت میں حاصل کریں جو اس کتاب میں مندرج ہے۔ حضرت حاجی صاحب کی وہ الہامی تحریر ملاحظہ ہو :

ہر کس کہ ازین فقیر محبت و عقیدت و ارادت
دارد، مولوی رشید احمد سلمہ و مولوی محمد قاسم
جو صاحب اس فقیر محبت و عقیدت و ارادت
رکھتے ہیں وہ مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اور مولوی

خلفاء کرام

اللہ تعالیٰ نے حضرت حاجی صاحب کو بے پناہ مقبولیت و محبوبیت عطا فرمائی۔ اکثر مالکب اسلامیہ میں آپ کے خلفاء کرام پائے جاتے ہیں، جن کا اعطاء و شمار مشکل ہے۔ ذیل میں صرف برصغیر پاک و ہند سے تعلق رکھنے والے خلفاء کرام کی ایک فہرست پیش کی جاتی ہے۔ اول دو خلفاء عظیم کے بعد اسماء گرامی بلحاظ حروف تہجی مندرج ہیں :

○ قطب الارشاہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوٹی (م ۹ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ / ۱۱ اگست ۱۹۰۵ء مدفن گنگوٹ شریف

○ حجت الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۴ جمادی الثانی ۱۲۹۷ھ دیوبند

○ حضرت مولانا سید برکات احمد ہنسوی قلعہ پوری (نیز فیضیادہ حضرت گنگوٹی) (م ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ / ۱۲ مارچ ۱۹۱۱ء

○ حضرت مولانا سید محمد حسن صاحب امرہٹی (علیہ رشید حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی) (م ۲۹ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ امرہ

○ حضرت مولانا محمد حسن صاحب گانپوری (۱۰ سال تک مظاہر العلوم سہارنپور میں مدرسہ رہے پھر کانپور شریف لے گئے) (م ۱۳۲۲ھ کانپور

○ حکیم الامتہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲ رجب ۱۳۶۲ھ / ۱۹ جولائی ۱۹۴۳ء تھانہ بھون

○ حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب دیوبند (نیز مرید و خلیفہ حضرت میاں شیخ شاہ) (م ۲۲ محرم الحرام ۱۳۶۳ھ راندیر (گجرات)

○ حضرت مولانا انوار اللہ خاں صاحب حیدر آبادی رحمۃ اللہ علیہ (استاذ نظام دکن) (م ۱۳۳۶ھ حیدر آباد دکن

○ حضرت مولانا شاہ عبدالدین پھلواوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۶ صفر ۱۲۴۳ھ / ستمبر ۱۹۲۳ء پھلواوی

○ حضرت مولانا جلیل احمد صاحب

○ حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی (نیز مرید و خلیفہ حضرت محدث گنگوٹی) (م ۱۲ جمادی الاول ۱۳۷۷ھ / ۵ دسمبر ۱۹۵۷ء دیوبند

○ حضرت مولانا سید حمزہ دہلوی (علیہ حضرت محدث گنگوٹی) (م ۴ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ

○ حضرت مولانا حیدر حسن ٹوکی (شیخ الحدیث ندوۃ العلماء لکھنؤ) (م ۱۵ جمادی الاول ۱۳۶۱ھ ٹوکی

○ حضرت مولانا فیصل احمد صاحب سہارنپوری (نیز مرید و خلیفہ حضرت محدث گنگوٹی) (م ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ مدینہ منورہ

○ حضرت مولانا سخاوت علی صاحب انیسوی۔ ۱۲۸۳ تا ۱۲۸۹ھ مظاہر العلوم سہارنپور میں مدرسہ رہے۔

○ حضرت مولانا شیخ الدین صاحب نگیسوی صاحب کئی (حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری آپ ۷۷ھ / ۱۳۵۷ھ میں بیعت و مجاز ہوئے)

○ حضرت مولانا شرف الحق صدیقی دہلوی (علیہ حضرت قطب الارشاہ گنگوٹی) (م ۳ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ / ۲۸ جنوری ۱۹۳۶ء دہلی

○ حضرت مولانا حکیم ضیاء الدین صاحب پوری (استاذ مرید و خلیفہ حضرت غلام محمد خاں شید) (م ۲۸ رمضان ۱۳۱۲ھ رامپور منڈاں ضلع سہارنپور

- حضرت مولانا سید عبدالحی باگھائی (تمیز حضرت محدث گنگوہی) م ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ
- حضرت مولانا سید عبد الرحمن صاحب گاندھلوی ۲۹ ذیقعدہ ۱۲۷۷ھ کو ہجرت کی۔ کہ معتقلہ میں حضرت حاجی حسام کی حیات میں وفات پائی۔
- حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب امروہوی (تمیز حضرت مولانا سید احمد حسن امروہی) م ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۶۷ھ امروہہ
- حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم جبار پوری (سابقہ مرید خلیفہ حضرت شاہ عبد الرحیم سہارنپوری) م ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ / ۱۹ جنوری ۱۹۱۹ء راپور۔
انیز مرید خلیفہ حضرت تھن گنگوہی
- حضرت مولانا عبد الباقی صاحب بیدل راپوری رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۹۰۱ھ میرٹھ
- حضرت مولانا عبد اللہ صاحب انصاری انہونی (داماد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی) م ۱۳۲۲ھ میں زندہ تھے۔
- حضرت مولانا شاہ عبد اللہ صاحب جطل آبادی (سابقہ مرید خلیفہ حضرت شاہ عبد الرحیم سہارنپوری) م ۲۱ شوال ۱۳۳۳ھ / ۱۵ مئی ۱۹۱۴ء
- حضرت مولانا عبد الواد صاحب بنگالی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب دیوبندی (سابقہ مرید خلیفہ حضرت میر تقی الدین تھم دار العلوم دیوبند) م ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۳۷ھ دیوبند
- حضرت مولانا حمایت اللہ صاحب مالوی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۳۰۵ھ بمبئی
- حضرت مولانا فتح محمد صاحب قانوی رحمۃ اللہ علیہ (تمیز شیعہ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی) م ۱۳۲۲ھ قندھار بھون
- حضرت مولانا سید فدا حسین صاحب درہنگوی (انیز فیضیافتہ حضرت قطب الارشاد گنگوہی)
- حضرت مولانا قاسم بخش صاحب بھری (تمیز حضرت مولانا عبدالحی صاحب فرنگی علی) م ۱۳۳۷ھ
- حضرت مولانا کرامت اللہ خاں صاحب دہلوی (تمیز قاسم العلوم نانوتوی) م ۱۹۲۸ھ دہلی
- حضرت مولانا کرامت علی صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا محمد الدین صاحب ماجر کی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت حاجی صاحب کے بعد ایک عرصہ تک زندہ رہے) کہ معتقلہ
- حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب اجڑادی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا حافظ محمد امجد بن قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی۔ م ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ / ۱۹۲۹ء حیدر آباد دکن
- حضرت مولانا قاضی محمد اعلیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا محمد فضل صاحب بخاری تھیم اگرہ رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۹۳۲ھ اکبر آباد
- حضرت مولانا محمد حسین صاحب الزآبادی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۸ رجب ۱۳۲۲ھ اجیر شریف
- حضرت مولانا محمد فیصل الرحمن ندووی ماجر دینی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۷ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ جنت البقیع۔ دینہ پورہ
- حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب ٹھلواروی (سابقہ مرید خلیفہ شیخ علی حبیب ٹھلواروی) م ۳ صفر ۱۳۵۴ھ / ۲۱ مئی ۱۹۳۵ء پھلاری (بہار)

- حضرت مولانا حکیم محمد صدیق صاحب قاسمی مراد آبادی (نیز غلیظہ حضرت قطب الرشاد گنگوہی) حضرت قاسم العلوم نانوتوی (م ۳ شوال ۱۳۴۷ھ مراد آباد)
- حضرت مولانا محمد عبد حسین صاحب یوبندی (سابقہ مرید غلیظہ سیانگی کریم بخش ایسٹوی) م ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۲ء یوبندی
- حضرت مولانا محمد علی صاحب ٹیکری (بانی ندوۃ العلماء گھنسا سابقہ غلیظہ مرید غلیظہ حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی) م ۱۳ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۴ء غنٹا ٹیکری
- حضرت مولانا فاضل محمد قاسم نیاغی (مرید غلیظہ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی)
- حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۳ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ / ۲۱ دسمبر ۱۸۸۳ء نانوتہ ضلع سیانچو
- حضرت مولانا محمد یوسف صاحب تھانوی بن حضرت حافظ محمد خاں شہید رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا محمود حسن صاحب یوبندی (نیز غلیظہ حضرت مولانا رشید احمد تھک گنگوہی) م ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ / ۲۶ نومبر ۱۹۱۲ء یوبندی
- حضرت مولانا ابی الدین احمد خاں صاحب غازی مراد آبادی (تحفہ حضرت اقدس نانوتوی) م ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۴۷ھ مراد آباد
- حضرت مولانا امجد الدین صاحب خاطر صوری رحمۃ اللہ علیہ ○ حضرت مولانا منگھو احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت پیر میر علی شاہ صاحب گوروی رحمۃ اللہ علیہ (سابقہ مرید غلیظہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہ) م ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء گورہ
- حضرت مولانا نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت شاہ نیاز احمد صاحب کٹی۔ شوال ۱۳۵۲ھ میں حضرت مولانا قاری محمد قیاس صاحب کو دارالعلوم کے لیے چھ ہزار روپے کم کردیں اور طائفے
- حضرت مولانا شاہ وارث حسن صاحب گھنٹا (نیز مرید غلیظہ حضرت مولانا رشید احمد تھک گنگوہی) م ۱۶ ذی الاول ۱۳۵۵ھ۔ گورہ جہان آباد گھنٹا
- حضرت حاجی امجد اللہ صاحب مہاجر کی قدس سرہ بلاشبہ شیخ العرب والعجم تھے اور بالاجماع امام وقت اور سرآمد فدا گارش حضرت قیاس کے گئے آپ کے خلفا کرام بھی رجال عظیم اور اپنی اپنی جگہ مقبول عام تھے انھوں نے بزم صغیر پاک و ہند کو شریعت و تہذیب و تمدن اور سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے انوار و برکات سے معمور کر دیا۔ بالخصوص آپ کے خلفا عظیم قطب اللہ شاہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گھنٹا گنگوہی اور قاسم العلوم و الخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کے ذریعے اس سلسلے کے فیوض بزم صغیر کے حدود سے نکل کر دینکے کوٹے کوٹے تک پہنچے مسلمانوں کے سوا عظیم نے اُن کے دست حق پرست پر حجت کاشف حاصل کیا اور سعادت دنیوی و دُیلت اُخروی کی راہ پائی
- حضرت حاجی صاحب اور اُن کے خلفا کرام کا طغور اُعیان اُن کا مسلک حق و اعتدال ہے۔ انھوں نے مسلمانوں میں فرقہ بندی کے تعصبات کو ہمیشہ نفرت کی نظر سے دیکھا اور اتحاد بین المسلمین کے لیے عرب بھر کو شاں رہے۔ ان کا نصب العین کافر کی نہیں مومن کی تھا۔ انھوں نے اُمت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو عشق و محبت اور باہمی اُلفت و یگانگت کا درس دیا۔ لاکھوں کروڑوں بندگان خدائے اُن سے خشیت الہی اور حُب نبوی کی نصبت بے بہا اور دولت لا زوال پائی۔ بلاشبہ ان مقبولانِ بارگاہِ خلدونی نے اس دور میں اپنے علم و عمل سے مروجائے متمدنیت اور علماء سلفِ صالحین کی یاد گاہ کر دی۔ وہم اللہ تعالیٰ علیہم مہمیں۔
- اختر فیض حسینی
- یکم صفر ۱۳۰۰ھ



حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رشتہ کے روحانی رشتے



○

یہ ۱۲۳۲ھ کے اواخر کی بات ہے۔ امام المجاہدین حضرت سید احمد شہیدؒ دہلی سے دو آبے کے دوئے پر روانہ ہوئے۔ ”مرشد وقت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ (۱۲۳۹ھ) نے اپنے جواں سال مسترشد و خلیفہ اعظم کو اپنا لباس خاص پہنایا اور بڑی خوشی سے رخصت کیا۔“

(سیرۃ سید احمد شہیدؒ ص ۱۲۳)

غازی الدین نگر، ٹراونگر، میرٹھ اور اُس کے نواح و اطراف، سرودھن، بڑھانہ، پُھلت، ہنظرنگر، دیوبند، سہارنپور، اور اُس کے نواح، انیسٹھ، گنگوہ، نانوتہ، تھانہ بھون اور کاندھلہ وغیرہ مقامات و قصبہ میں جگہ جگہ قیام ہوا۔ ”سیکرٹوں خاندانوں اور ہزاروں آدمیوں نے حضرت سید صاحبؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور شرک و بدعت اور قریبی خلافِ شرع رسوم سے توبہ کی۔ حضرت سید صاحبؒ کا یہ سفر بارانِ رحمت کی طرح تھا کہ جہاں سے گزرتا، سرسبزی و شادابی، بہار اور برکت چھوڑ جاتا ہے۔“

(سیرۃ سید احمد شہیدؒ ص ۱۲۳ تا ۱۲۴)

لے از اولاد سید شاہ علم الشریعہ نقشبندیؒ (د ۱۰۹۶ھ) خلیفہ حضرت سید آدم بنوریؒ (خلیفہ حضرت مجدد الدین گمانیؒ) کی طرف سے

ذوالحجہ ۱۲۰۱ھ بمقامِ مکہ مکرمہ ریلوے سٹیشن، ٹھیکہ ۲۲ (ملاو ہزارہ) ۲۲ ذی قعدہ ۱۲۲۹ھ

اس مبارک سفر میں غالباً تھانہ بھون یا نافو تہ کے مقام پر ایک کسبہ تجر بھی جسٹول برکت و سعادت کے لیے حضرت سید صاحب کی گود میں دیا گیا۔ آپ نے اسے بیعت تبرک میں قبول فرمایا، اقبال و فیروز مندی نے اس سجدہ پتے کے قدم چمے۔ وہ اپنے سن شعور کی منزلیں طے کرتا ہوا عالم شباب میں آیا تو مقتدا فی عمار و صلیار بن گیا۔ رحمت خداوندی نے اُس کے سر مبارک پر سروری و سرداری کی کلاہ افتخار رکھی اور شیخ العرب والجم "بنا دیا۔ یہ طالع دار جہند اور رفیع و بالا بلند شخصیت تارینخ میں شیخ العرب والجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب فہاجر کی کے نام نامی سے زندہ جاوید ہے۔"

بالائے سرکش نہ ہوشمندی ی تافت ستارہ بلندی
حضرت حاجی صاحب بچپن کے اس تبرک واقعے کو اپنی مجلس میں بیان فرمایا کرتے تھے مولانا صادق الیقین راوی ہیں :

"فرمایا، میں تین سال کا تھا کہ سید صاحب کی آغوش میں دیا گیا اور انہوں نے مجھ کو بیعت تبرک میں قبول فرمایا۔" (شہام امدادیہ ص ۹۹، امداد الشان ص ۱۱)

یہ ایک عجیب قدرتی اتفاق ہے کہ حضرت سید صاحب کے اسی مبارک سفر کے دوران حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کے دادا پیر حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتی اور پیر مرشد حضرت میانجو نور محمد صاحب جھنجھانوی بھی حضرت سید صاحب کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتی نے حضرت سید صاحب سے شرف بیعت اُس وقت حاصل کیا جب سید صاحب سہارنپور میں رونق افروز ہوئے۔ اس تمام سفر میں شیخ الاسلام حضرت مولانا عبدالحی صاحب

لے قطب وقت حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب شہید ولایتی رحمۃ اللہ علیہ سہارنپور میں مسجد النبی میں اقامت رکھتے تھے۔ انیس تین بزرگوں سے اقباب بیعت و اجازت حاصل تھا۔ اول سلسلہ عالیہ قادریہ قصبہ میں قطب زمانہ حضرت سید رحم علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۱۳ھ) سے مرید و مجاز ہوئے۔ پھر حضرت شاہ عبدالباقی چشتی امرہ ہوئے (م ۱۲۲۳ھ) سے بیعت ہو کر نسبت و خلافت چشتیہ حاصل کی۔ آخر میں ماہ ذی الحجہ ۱۲۳۳ھ میں امیر المؤمنین امام المجاہدین مجدد زمانہ سید رحم حضرت سید احمد شہید (م ۱۲۳۹ھ) کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور مجاز ہوئے۔

اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید ہمرکاب تھے۔ ان کے مواعظ سے بہت اصلاح و انقلاب ہوا۔ اس ایک سفر نے وہ کام کیا جو بڑے بڑے مشائخ کا تزکیہ باطن اور بڑے بڑے علماء و مصلحین کی برسوں کی تربیت ظاہر کرتی ہے۔ ہر برجہ سینکڑوں آدمی متقی، متورع، عابد، متبع سنت اور ربانی بن گئے۔
(سیرۃ سید احمد شہید ص ۱۳۲)

سہارنپور میں حضرت سید صاحب کا والہانہ عقیدت سے خیر مقدم کیا گیا۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی منظومہ السُّدَّار کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں :

”سہارنپور سے باہر ایک جہم غفیر استقبال کے لیے موجود تھا۔ آپ نے مغرب کی نماز مسجد ابونبی میں پڑھی۔ اس کے ایک حجرے میں حاجی عبد الرحیم صاحب ولایتی رہتے تھے جو بڑے مشائخ میں سے تھے، سینکڑوں آدمی ان کے مُرید تھے۔ انھوں نے اپنے تمام مریدوں کے ساتھ بیعت کی اور اپنے تمام نیاز مندوں کو بلا کر کہہ دیا کہ سب آپ سے بیعت ہو جاؤ ایسا مُرشدِ کامل پھرنا مشکل ہے۔ تھائی رات تک بیعت کرنے والوں سے آپ کو فرصت نہیں ہوئی۔ دو روز تک انہیں کے گھر دعوت رہی۔“
(سیرۃ سید احمد شہید ص ۱۳۳)

حضرت حاجی عبد الرحیم ولایتی نے قاصد بھیج کر حضرت میانجو نور محمد

سید صاحب سے حضرت میانجو کی بیعت و اجازت

صاحب جھنجھانوی کو لوہاری سے سہارنپور بلایا اور اپنے سامنے حضرت سید احمد شہید کے دستِ حق پرست پر بیعت کرایا۔ اسی مجلس میں حضرت میانجو صاحب کو اجازت و شجرات عطا کئے گئے۔ حضرت شیخ محمد مُدَّثِّت تھانوی (خلیفہ حضرت میانجو صاحب جھنجھانوی) اپنی تالیف ”انوارِ محمدی“ میں رقمطراز ہیں :

حضرت حاجی صاحب دادا پیر، حاجی عبد الرحیم مصدر الادب صاف بھڑت شیخ المشائخ میانجو صاحب پیر و مُرشد م تحریر فرمودہ از سہارنپور بمقام لوہاری ارسال داشتند ہنگام رونق افروزی انجناب نزد میر صاحب حضرت سید احمد صاحب و قبلہ دادا پیر قدس سرہ رحم در بلدہ سہارنپور، و در ہمان زمان حاجی صاحب قبلہ ممدوح قدس سرہ پیر مُرشد میانجو صاحب قبلہ را روبروی خود بیعت از سید صاحب ممدوح کنا نیدند و اجازۃ و شجرات

بہت خوش تھا اور میرے شہر میں بعض بعض صاحب تاشیر تھے۔ باوجود ان سب باتوں کے جب اللہ تعالیٰ نے ان سید صاحب کو سزا پور پہنچایا اور مجھ سے ملایا اور مجھ کو توفیق دی کہ میں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور آپ کا طریقہ دیکھی۔ اس وقت اپنے نزدیک مجھ کو یہ خیال ہوا کہ اگر میں اس حالت میں مرجاتا تو میری بڑی موت ہوئی۔ میں نے اپنے سب شہریدوں سے کہا کہ اگر تم اپنی عاقبت بخیر چاہتے ہو، تو ان سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت یا اس عقیدے سے میری ہی بیعت کر دو اور جو نہ کرے گا وہ جانے۔ میں نے آگاہ کر دیا ہے۔ اس کا مواخذہ قیامت کے روز مجھ سے نہیں بھر سب نے دوبارہ بیعت کی۔ سو میں نے تمام عیش و آرام اور ناموس و نام چھوڑ کر سید صاحب کے یہاں کی محنت و مشقت اور تنگی و کلفت اختیار کی۔ انہیں بھی بنانا ہوں، دیوار بھی اٹھانا ہوں، گھاس بھی پھیلانا ہوں، لکڑی بھی چیرنا ہوں اور ہر طرح کے کام کرنا ہوں، مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کاروبار کی بدولت جو نعمت دی اور خیر و برکت عطا کی، اس کے دسویں حصے کے برابر اول معاملات کی تمام خیر و برکت کو نہیں پاتا ہوں اگر ایسا نہ ہوتا، تو اس راحت کو چھوڑ کر یہ محنت کیوں اختیار کی؟ سو میری صلاح اس بارے میں یہی ہے کہ تم اپنا سارا کاروبار حضرت پر چھوڑ دو۔ وہی جو کچھ بہتر جان کر تم کو فرمائیں، اسی کو مانو اور اپنی بہتری اسی میں سمجھو اور اپنی ناقص اسے کو اس میں دخل نہ دو۔ ” حاجی صاحب چونکہ فن مسکوک اور قوت نسبت میں مسلم تھے اور مشہور شیخ اور عارف تھے، اس لیے ان کی تقریر سن کر سب لوگ خاموش ہو گئے اور مقدمات جہاد میں دل و جان سے مشغول ہو گئے۔ دن رات یہی مشغلہ تھا۔ بھر ماری، تیر اندازی کرتے۔ جو رنگ لگاتے اور فوٹوں سپر گری کی پوری مشق کرتے تھے۔“

میرزا محمد متین ۱۹۵۷ء (کود وفاق احمدی سن ۱۳۷۶ھ)

حضرت حاجی عبدالرحیم صاحبؒ تو حضرت سید احمد شہیدؒ

کی محبت میں ایسے فریفتہ و دارفتہ ہوئے کہ حضرت شمس

ترے ساتھ جینا ترے ساتھ مرنا

تبریزیؒ اور مولانا رومؒ کے جذب و عشق کی یاد تازہ کر دی۔ انہوں نے مسند خاتما و سہارنپور کو خیر باد کہا اور حضرت سید صاحب کی مستقل سمیت اختیار کر لی۔ سفر و حضر میں ہمیشہ ساتھ رہتے۔ ہجرت و جہاد میں بھی مردانہ وار ہر کام رہے حتیٰ کہ سید صاحب کے ہمراہ جہاد فی سبیل اللہ میں شہید ہو کر سرفرازی حاصل کی

جو تجھ بن نہ بیٹنے کو کہتے تھے ہم سو اس عہد کو ہم دست کر چلے

حضرت شیخ محمد تھانوی قدس سرہ "انوارِ محمدی" میں تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب ولایتی مجاہد غازی شہید کہ در لشکر ظفر پیکر حضرت سید احمد قبلہ دو جہاں مصدر البیان در ولایت خراسان شہرت شہادت فرماید۔ تھانوی قدس سرہ العزیز

صفحہ ۲

"تحفۃ الابرار" میں تاریخ شہادت ۲۱ رمضان المبارک مندرج ہے۔

جدول ثالث صفحہ ۱۸

"انوار العارفین" میں لکھا ہے :

"حاجی شاہ عبد الرحیم در بست و سقیم ذیقعدہ سنہ یک ہزار و دودصد و چل و شش (۱۲۴۶) ہجری جناب سید احمد و مولوی محمد اسماعیل مرحوم و مغفور در جہاد و سکھان شہید شدند۔

صفحہ ۵۲۱

حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ تحصیل علم تھا اور ابھی علوم

ظاہری کی تکمیل نہ ہونے پائی تھی کہ ولولہ خدا طلبی حضرت کے دل اخلاص

منزل میں جوش زن بوا اور آپ نے سر حلقہ مجاہدین حضرت مولانا سید نصیر الدین غازی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کر لی۔ اُس وقت عمر عزیز اٹھارہ برس تھی۔

(شفا نامہ امدادیہ ص ۱۱، امداد المثنی ص ۱)

بیعت سے پہلے حضرت حاجی صاحب کو خواب میں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سید احمد شہید

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت باطنی

رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت سید صاحب نے حاجی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر حضور اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں دے دیا۔ مولانا احمد حسن صاحب کانپوری، حضرت حاجی صاحب

قدس سرہ سے اس خواب کی روایت کرتے ہیں :

"آپ نے فرمایا کہ ظاہر میں اول بیعت میری طریقہ نقشبندیہ میں حضرت مولانا نصیر الدین

دہلوی خلیفہ حضرت شاہ محمد آفاق سے ہوئی اور باطن میں بلا واسطہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم سے اس طرح ہوئی کہ میں نے دیکھا کہ حضور ایک بلند جگہ پر رونق افروز ہیں اور حضرت

سید احمد صاحب شہید کا ہاتھ آپ کے دست مبارک میں ہے اور میں بھی اسی مکان میں برج ادب کے دور کھڑا ہوں۔ حضرت سید صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر حضور کے ہاتھ میں دے دیا خدا نے مجھ کو کچھ اور بھی دکھایا ہے۔ اگر ظاہر کروں تم لوگ کچھ کا کچھ کہو گے (پھر وہ کیفیت مجھ سے خفیہ بیان فرمائی) فرمایا کہ بیعت باطنی پہلے ہے، اور ظاہری اُسی روز ہے یا ایک دو روز بعد۔

(شام امدادیہ ص ۱۲۳، امداد الشاق ص ۱۵۲)

حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلوی جامع کمالات بزرگ تھے۔ انھیں مجدد و شرف کی متعدد نسبتیں حاصل تھیں۔ آپ حضرت سید

ناصر الدین تھانیسری ثم سونی پتی کی اولاد سے تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۲۹ھ) کے شاگرد عزیز، حضرت رفیع الدین صاحب (م ۱۲۳۳ھ) کے نواسے، حضرت شاہ محمد اسحق محدث دہلوی (م ۱۲۶۲ھ) کے داماد، حضرت شاہ محمد آفاق مجددی (م ۱۲۵۱ھ) کے مرید و خلیفہ اور حضرت سید احمد شہید (م ۱۲۴۶ھ) کی تحریک جہاد کے رکن رکن اور ان کی شہادت کے بعد اٹھ کے جانشین اور امیر المجاہدین تھے۔ حضرت حاجی امداد اللہ نے اپنے خواب کی تعبیر لی اور حضرت سید احمد شہید کے جانشین کے ہاتھ پر بیعت ہوتے۔

جس زمانہ میں حضرت سید احمد شہید صوبہ سرحد میں مصروف جہاد تھے۔

فراہمی زراعت حضرت مولانا نصیر الدین جماعت مجاہدین کے لیے امدادی رقوم مہیا کرتے تھے۔ ”سرگزشت مجاہدین“ میں ہے کہ ۱۲۴۰ھ میں شاہ اسحق و عطا فرماتے تھے تو مولانا نصیر الدین مدرسے کے قیاداز سے پرفراہمی زراعت میں مصروف رہتے تھے۔ آخر آپ نے خود جہاد کا عزم کر لیا۔ (ص ۱۳)

سانڈہ بالا کوٹ (۱۲۴۶ھ) کے بعد سید صاحب کی تحریک جہاد کے کارفرماؤں کو ضرورت محسوس ہوئی کہ دوبارہ ایک

بڑی جماعت تیار کر کے آزاد علاقے میں بھیج دی جائے جس سے سید صاحب کے شروع کیے ہوئے کام میں جوش و خروش کی نئی روح پیدا ہو جائے۔ اس اہم فرض کی بجا آوری کا شرف روز اول سے مولانا سید نصیر الدین دہلوی کے لیے مقدر ہو چکا تھا، جنہوں نے سید صاحب کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ملک کے مختلف حصوں کا دورہ کیا۔ دعوت جہاد سے ایک جماعت تیار کی اور سید صاحب کی طرح

وطن مالوف سے ہجرت کر کے کاروبار جہاد کی تجدید کا انتظام فرمایا۔ (سرگزشت مجاہدین ص ۱۱۱)

مرکز دہلی میں حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلویؒ کو امیر الجہاد منتخب کیا گیا۔ ان کے دست مبارک پر بیعت جہاد ہوئی۔ اور حق تو یہ ہے

جانشین سید احمد شہید

کہ مولانا سید نصیر الدینؒ نے حضرت سید احمد شہیدؒ کی جانشینی کا حق ادا کر دیا۔ نواب وزیر الدولہ والی ٹونک بالکل بجا فرماتے ہیں کہ سید صاحبؒ کی شہادت کے بعد خلق خدا کی ہدایت، شریعت کے احبار اور جہاد کا کاروبار بے آب و تاب ہو رہا تھا، خدا کی رحمت سے مولوی سید نصیر الدینؒ کی بدولت اس کاروبار میں بے اندازہ رونق اور جلا پیدا ہو گئی۔ (وصایا الزیر ص ۱۱۱)

نواب وزیر الدولہ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ میں نے بہت سے درویشوں کو دیکھا جو فیض سید صاحب سے پایا وہ کسی دوسری جگہ سے حاصل نہ ہوا۔ مولوی سید نصیر الدینؒ میں اسی فیض کا پرتو نظر آتا ہے۔

(حالات مولانا سید نصیر الدین دہلوی جانشین سید احمد شہیدؒ - مخطوطہ)

سرحد مجاہدین حضرت مولانا سید نصیر الدینؒ نے ۳ ذی الحجہ ۱۲۵۰ھ کو دہلی سے جہاد

ہجرت

کے لیے ہجرت فرمائی۔ اُس وقت حضرت مولانا محمد اسحاقؒ محدث دہلویؒ (م ۱۲۶۲ھ) اور آپ کے پیر و مرشد حضرت شاہ محمد آفاق مجددیؒ (م ۱۲۵۱ھ) دہلی میں موجود تھے، ظاہر ہے کہ ان بزرگوں کی اجازت و ایما سے ہی ہجرت فرمائی۔

پنجاب، سندھ اور افغانستان میں سکھوں اور انگریزوں سے بہت معرکے آ رہے

ستخانہ میں

کے بعد حضرت مولانا نصیر الدینؒ مرکز مجاہدین ستخانہ (علاقہ سرحد) پہنچ گئے جہاں سب مجاہدین نے ان کے دست مبارک پر بیعت امامت و جہاد کر لی۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کو اجازت نقشبندیہ

اللہ علیہ فرماتے ہیں :

”میں حضرت مولانا نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بہت کم رہا۔ میرے والد ماجد بیمار ہو گئے تھے۔ انہوں نے دہلی سے اپنی تیمارداری کے لیے طلب کیا۔ میں حضرت سے رخصت لینے گیا۔ حضرت نے مجھے سینہ مبارک سے لگا کر بہت دوا دی اور طریقہ نقشبندیہ کی اجازت فرما کر رخصت کیا۔ میرے والد ماجد کئی مہینے مریض رہے۔ بہت علاج ہونے

کچھ مفید نہ ہوا اور دنیا سے رخصت فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اسی وجہ سے میں اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں دوبارہ حاضر نہ ہو سکا اور اس در بیان میں حضرت بغرض جہاد افغانستان کو چلے گئے۔ میرا ارادہ تھا کہ میں بھی حاضر حضور ہوں گا مگر اس مابین میں شہر غزنی سے حضرت کے رحلت فرمانے کی خبر آئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

(امداد الشاق ص ۱۵۲)

حضرت مولانا سید نصیر الدینؒ نے مرکز مجاہدین ستخانہ میں ۱۸ شعبان ۱۴۵۶ھ کو وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر ص)

مرشد صادق حضرت مولانا نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب دوبارہ تحصیل علم کی طرف راغب ہوئے۔ چنانچہ انہوں نے الہام غیبی کی بنا پر اور لذت کلام نبویؐ کے جذبے سے مشکوٰۃ شریف کا ایک رُبَعِ قرآن عاشقِ بابر رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مولانا محمد قلندر محدث جلال آبادیؒ پر گزرا نا اور حسن حصین و فقہ اکبر قرآن حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نانوتویؒ سے اخذ کیا۔ یہ دونوں بزرگ ارشد تلامذہ عارف مستغرق حضرت مولانا مفتی الہی بخش صاحب کاندھلویؒ کے تھے۔

(شہام احادیث ص ۱)

حضرت مولانا مفتی الہی بخش صاحب کاندھلویؒ (۱۲۲۵ھ) حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۳۹ھ) کے مایہ ناز شاگرد اور مرید تھے۔ حضرت سید احمد شہیدؒ کے دورہ دہلی میں ۱۲۷۱ھ ربیع الاول ۱۲۳۲ھ کو ان کے دامن فیض سے وابستہ ہوئے۔ اُس وقت مفتی صاحبؒ کی عمر ۷ سال کی تھی۔ سیرۃ سید احمد شہیدؒ میں ہے :

”کاندھلوی میں مفتی الہی بخش صاحب جو حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے نامور شاگرد اور مرید تھے، بیعت ہوئے اور ان کے خاندان اور قصبہ کے اکثر اہل علم اور شرفاء بیعت میں داخل ہوئے“ ص ۱۱۱ حضرت مفتی صاحبؒ ”طہات احمدیہ“ میں لکھتے ہیں :

”سنہ الف و مائتین و اربع و ثلاثین و رماہ ربیع الاول بتاریخ ہفت و ہم ہلازمت آل برگزیدہ جناب الہی مجتہد و طریقہ رسالت پناہی فائز گردانید“ (سیرۃ سید احمد شہید ص ۱۱۱)

استفاضہ ثنوی | حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نے ثنوی مولانا روم کا فیضانِ علمی و
بروہانی حضرت مفتی الٰہی بخش صاحب کے ذریعے حضرت مولانا شیخ

عبدالرزاق جہنجانی سے حاصل کیا تھا۔ شام امدادیہ میں ہے۔

حضرت حاجی صاحب نے ثنوی مولانا روم مولانا شاہ عبدالرزاق سے پڑھی۔ انہوں نے حضرت
شیخ ابوالحسن سے اور شیخ ابوالحسن نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کا مددِ علمی رحمۃ اللہ
علیہ خاتمِ دفتر ششم سے سماع و قرأت ثنوی شریف پڑھی تھی۔ حضرت مفتی صاحب مددِ عالم
رؤیا میں مولانا روم سے ثنوی سنوئی پڑھی تھی۔ ثنوی کے دفتر ششم کا خاتمہ بھی مفتی صاحب نے مولانا روم
کے ارشاد پر لکھا۔ (شام امدادیہ ص ۱۳۱)

تخیل سلوک کا داعیہ | الحاصل، حضرت حاجی صاحب نے مطالعہ ثنوی کو بطورِ درد کے معمول
فرمایا، جس سے خاطرِ اقدس کو ایک حرکتِ بلخ پیدا ہوتی تھی اور جوش
و غروشِ باطنی چہرہ مبارک سے صاف ظاہر ہوتا تھا۔ چنانچہ تخیل سلوک کا داعیہ رہ رہ کر ٹیلے لگا۔

(شام امدادیہ ص ۱۳۱)

حضرت میاں نجو نور محمد جہانوی کے سپرد | حضرت تید احمد شہیدؒ کے ایک تلیف حضرت میاں نجو
نور محمد جہانویؒ کو جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اللہ تعالیٰ

نے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کا مُرشد ثانی مُتقد فرمایا۔ شام امدادیہ میں ہے :
ایک دن آپ نے خواب میں دیکھا کہ مجلسِ اعلیٰ و اقدس حضرت سرورِ عالم، مُرشدِ اتم، صلی اللہ علیہ
و علیٰ آلہ و اصحابہ و ازواجہ و اتباعہ وسلم میں حاضر ہوں، غایتِ رُعب سے قدم آگے نہیں پڑتا ہے، کرنا گاہ
میرے جدِ امجد حضرت حافظِ بلاقی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر حضورِ حضرت نبوی صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم میں پہنچا دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ لے کر حضرت میاں نجو صاحبِ جنتی قدس سرہ
کے حوالے کر دیا، اس وقت تک بعالمِ ظاہر میاں نجو صاحب سے کسی طرح کا تعارف نہ تھا۔ بیان فرماتے ہیں
کہ جب میں بیدار ہوا، عجیبِ اختصار و حیرت میں مبتلا ہوا کہ یارب، یہ کون بزرگ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے میرا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دیا اور خود مجھ کو ان کے سپرد فرمایا، اسی طرح ایک عرصہ گزر گیا ایک
دن حضرت اساذی مولانا محمد طہند محدثِ جلال آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے میرے اضطراب کو دیکھ کر کمالِ شفقت

و نہایت فرمایا کہ تم کیوں پریشان ہوتے ہو، موضع لوہاری یہاں سے قریب ہے، وہاں جاؤ اور حضرت میانجو صاحب سے ملاقات کرو۔ شاید مستود دہلی کو پہنچو اور اس جہیں وہیں سے نجات پاؤ۔ حضرت حاجی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت مولانا سے میں نے یہ سنا، متفکر ہوا اور دل میں سوچنے لگا کہ کیا کرو آخر بلا کا خط سواری وغیرہ میں نے فوراً راہ لوہاری کی لی اور شدت سفر سے حیران و پریشان چلا جاتا تھا، یہاں تک کہ پیروں میں آبلے پڑ گئے۔ نہایت درجہ کشش و کوشش سے آستانہ شریف پر حاضر ہوا اور جیسے ہی دُور سے حضرت میانجو صاحب کا جمال بالکل ملاحظہ کیا تو صورت انور کو کہ خواب میں دیکھا تھا، بخوبی پہچانا اور مجھ خود فٹکی ہو گیا اور آپ سے گزریگی، اور اُناتال و خیزات اُن کے حضور میں پہنچ کر قدموں پر گر پڑا حضرت میانجو صاحب قدس سرہ نے میرے سر کو اٹھایا اور اپنے سینہ فوراً نجینہ سے لگایا اور بکمال رحمت و عنایت فرمایا کہ تم کو اپنے خواب پر کامل وثوق و یقین ہے۔ یہ پہلی کرامت منجملہ کرامات حضرت میانجو صاحب کی ظاہر ہوئی اور دل کو بکمال استحکام مائل بنو دیا۔ الحاصل ایک سروسہ حضرت میانجو صاحب کی خدمت بابرکت میں حلقہ نشین رہے اور سلاسل اربعہ عموماً اور سلوک طریقہ چشتیہ صابریہ کی خصوصاً تکمیل کی اور فرقہ خلافت تامرہ و اجازت خاصہ و عامہ سے مشرف ہوئے۔ (اشامہ املادیہ ص ۱۵۱۳، امداد الشاق ص ۹۷)

حضرت میانجو صاحب نے ۲ رمضان المبارک ۱۲۵۹ھ کو وفات پائی۔ مزار مبارک جھجیانہ ضلع مظفر نگر میں ہے

حضرت میانجو صاحب کے خلفاء کرام میں شیخ العرب والہم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی حضرت حافظ محمد ضامن صاحب شہید جنگ شمالی (۱۸۵۷ء) اور حضرت مولانا محمد محمدت تھانوی قدس سرہ رحم مشہور زمانہ ہوتے یہ قینوں قطب زمانہ امام عصر حضرت سید احمد شہید قدس سرہ کی عقیدت و محبت سے سرشار تھے۔ رابطہ سلاسل طریقت کے لیے حضرت شیخ محمد تھانوی کی مولفات ”انوار محمدی“ اور ”ارشاد محمدی“ نیز حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کی ”ضیاء القلوب“ ملاحظہ فرمائی جائیں۔ القصہ مندرجات بالا سے قارئین کرام پر یہ نہایت واضح اور روشن ہو جاتا ہے کہ شیخ العرب والہم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمت اللہ علیہ بنفس نفیس، نیز اُن کے مُرشد بول حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلوی مزید برآں مُرشد ثانی حضرت میانجو نور محمد جھجیانہ تھانوی اور دادا پیر حضرت حاجی عبدالرحیم دلائی شہید رحمہم اللہ تعالیٰ سب کے سب حضرت امام المسلمین امیر المجاہدین حضرت سید احمد شہید قدس سرہ کے حلقہ عقیدت و ارادت اور سلسلہ بیعت و ارشاد سے وابستہ ہیں۔

ایں سلسلہ طلسمائے ناب است ایں خانہ تمام آفتاب است

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں حضرت سید احمد شہیدؒ کا مقام کی تعالیٰ اس کا آغاز ان کے حسب ذیل طغون سے ہوتا ہے۔ حضرت مولانا صادق الیقینؒ صاحب راوی ہیں :

”ذکر وفات و حیات و مجد و تہمت حضرت سید احمد صاحبؒ کا ہوا۔ فرمایا کہ معتقدین ان کو مجتہد اس صدی کا کہتے ہیں اور بعضوں کا اعتقاد ہے کہ وہ زندہ ہیں مگر قرآن و آثار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شہید ہوئے ہیں۔“

شام امداد بہشت

خلفاء کرام

اللہ تعالیٰ نے حضرت حاجی صاحب کو بے پناہ مقبولیت و محبوبیت عطا فرمائی۔ اکثر مالک اسلامیہ میں آپ کے خلفاء کرام پائے جاتے ہیں، جن کا احاطہ و شمار مشکل ہے۔ ذیل میں صرف برصغیر پاک و ہند سے تعلق رکھنے والے خلفاء کرام کی ایک فہرست پیش کی جاتی ہے۔ اول دو خلفاء عظیم کے بعد اس بارگراہی بلحاظ حروف تہجی مندرج ہیں :

○ قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوٹی۔ م ۹ جلدی ثانی ۱۲۲۳ھ / ۱۱ اگست ۱۹۰۵ء مدفن گنگوہ شریف

○ حجت الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ م ۳ جمادی الثانی ۱۲۹۷ھ دیوبند

○ حضرت مولانا سید ابوالکلام حسینی قسطنطنیہ (نیز فیضیائے حضرت گنگوٹی) م ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ / ۱۲ اگست ۱۹۱۱ء

○ حضرت مولانا سید احمد حسن صاحب امر وہی (علینہ رشید حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی) م ۲۹، ۲۸ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ اروپہ

○ حضرت مولانا احمد حسن صاحب کانپوری (۱۰ سال تک مظاہر العلوم سہارنپور میں مدرس رہے پھر کانپور شریف لے گئے) م ۱۳۲۲ھ کانپور

○ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۹ رجب ۱۳۶۲ھ / ۱۹ جولائی ۱۹۴۳ء تھانہ بھون

○ حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب دیوبندی (نیز مرید و خلیفہ حضرت میاں بیگم شہناز) م ۲۲ محرم الحرام ۱۳۶۲ھ راندیر (مگھرات)

○ حضرت مولانا انوار اللہ خاں صاحب حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ (استاذ نظام دکن) م ۱۳۳۶ھ حیدرآباد دکن

○ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز پھلواوی رحمۃ اللہ علیہ م ۱۹ صفر ۱۲۴۳ھ / ستمبر ۱۹۲۲ء پھلواوی

○ حضرت مولانا جلیل احمد صاحب

○ حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی (نیز مرید و خلیفہ حضرت محدث گنگوٹی) م ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ / دسمبر ۱۹۵۵ء دیوبند

○ حضرت مولانا سید حمزہ دہلوی (علینہ حضرت محدث گنگوٹی) م ۳ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ

○ حضرت مولانا حیدر حسن ٹونکی (شیخ الحدیث ندوۃ العلماء لکھنؤ) م ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۱ھ ٹونک

- حضرت مولانا فیصل احمد صاحب سہارنپوری (نیز مرید و خلیفہ حضرت محدث گنگوٹی) م ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ مدینہ منورہ
- حضرت مولانا سخاوت علی صاحب انیسویں ۱۲۸۳ تا ۱۲۸۹ھ مظاہر العلوم سہارنپور میں مدرس رہے۔
- حضرت مولانا شیخ الدین صاحب یگینوی ماجر کی (حضرت مولانا سید محمد یوسف بخاری آپ ۱۳۵۷ھ میں بیعت و کھڑ ہوئے)
- حضرت مولانا شرف الحق صدیقی دہلوی (خلیفہ حضرت قطب الارشاد گنگوٹی) م ۲ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ / ۲۸ جنوری ۱۹۳۶ء دہلی
- حضرت مولانا حکیم ضیاء الدین صاحب رامپوری (سابقہ مرید و خلیفہ حضرت خذیمہ خاں شید) ۶۸ رمضان ۱۳۱۲ھ رامپور سندھان ضلع سہارنپور
- حضرت مولانا سید عبدالحی پانگائی (خلیفہ حضرت محدث گنگوٹی) م ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ چانگام
- حضرت مولانا سید عبدالرحمن صاحب گاندھلوی ۲۹ ذیقعدہ ۱۲۷۷ھ کو ہجرت کی۔ مکہ معظمہ میں حضرت حاجی محمد کی حیات میں وفات پائی۔
- حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب امرہ پوری (خلیفہ حضرت مولانا سید احمد حسن امروہی) م ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۶۷ھ امرہ
- حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رامپوری (سابقہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ عبد الرحیم سہارنپوری) م ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ / ۲۹ جنوری ۱۹۱۹ء رامپور
- حضرت مولانا عبد الباقی صاحب بیدل رامپوری رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۶۰۱ھ
- حضرت مولانا عبد اللہ صاحب انصاری انیسویں (والدہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی) ۱۳۲۲ھ میں زندہ تھے۔
- حضرت مولانا شاہ عبد اللہ صاحب بھل آبادی (سابقہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ عبد الرحیم سہارنپوری) م ۲۱ شوال ۱۳۳۳ھ / ۵ مئی ۱۹۲۴ء
- حضرت مولانا عبد الواد صاحب بنگالی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب دیوبند (سابقہ مرید و خلیفہ حضرت مولانا فاضل الدین حکیم و العلوم دیوبند) م ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۳۷ھ / ۱۹۲۸ء دیوبند
- حضرت مولانا حفایت اللہ صاحب الموی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۳۰۵ھ
- حضرت مولانا فتح محمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ رشید حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی) م ۱۳۲۲ھ
- حضرت مولانا سید ذوالحسین صاحب دہلی گنگوٹی (نیز فیضیائے حضرت قطب الارشاد گنگوٹی)
- حضرت مولانا قاسم صاحب سہری (خلیفہ حضرت مولانا عبدالحی صاحب فرنگی علی) م ۱۳۳۷ھ
- حضرت مولانا کرامت اللہ خاں صاحب دہلوی (خلیفہ قاسم العلوم نانوتوی) م ۱۹۲۸ء دہلی
- حضرت مولانا کرامت علی صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا محمد الدین صاحب ماجر کی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت حاجی صاحب کے بعد ایک عرصہ تک زندہ رہے) مکہ معظمہ
- حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب اجراوی رحمۃ اللہ علیہ

- حضرت مولانا حافظ محمد احمد بن قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی - م ۳۳ ہجری الاولیٰ ۱۳۳۷ھ / ۱۹۲۹ء حیدر آباد
- حضرت مولانا قاضی محمد اہل صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا محمد فضل صاحب بکری تھیم اگرہ رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۹۲۲ء اکبر آباد
- حضرت مولانا محمد شمسین صاحب الزابادی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۸ رجب ۱۳۲۲ھ اجیر شریف
- حضرت مولانا محمد فیصل الرحمن ندکوی صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۷ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ جنت البقیع، مدینہ منورہ
- حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب ٹھکانہ دہلی (سابقہ مریضہ شیخ علی حبیب ٹھکانہ دہلی) م ۳ صفر ۱۳۵۴ھ / ۲۱ مئی ۱۹۳۵ء پھلوری (سبار)
- حضرت مولانا حکیم محمد صدیق صاحب قاسمی مراد آبادی (نیز خلیفہ حضرت قطب اللہ شاہ گنگوہی) حضرت قاسم العلوم نانوتوی (م ۳ شوال ۱۳۳۷ھ مراد آباد)
- حضرت مولانا محمد عبد حسین صاحب یوبندی (سابقہ مریضہ خلیفہ سیاحی کریم بخش ایسٹوی) م ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء دیوبند
- حضرت مولانا محمد علی صاحب ٹھکانہ دہلی (بانی ندوۃ العلماء کنہوا سا بن خلیفہ مریضہ خلیفہ حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی) م ۱۳ ستمبر ۱۹۲۹ء / ۱۳ ستمبر ۱۹۲۹ء
- حضرت مولانا غنی محمد قاسم نیامی (مرید و خلیفہ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی)
- حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۳ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ / ۲۱ دسمبر ۱۸۸۳ء نانوتہ ضلع سوات
- حضرت مولانا محمد یوسف صاحب تھانوی بن حضرت مولانا محمد فاضل شید رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا محمد حسن صاحب یوبندی (نیز خلیفہ حضرت مولانا رشید احمد تھک گنگوہی) م ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ / ۲۰ نومبر ۱۹۲۰ء دیوبند
- حضرت مولانا نواب محمد حسین صاحب روتی مراد آبادی (خلیفہ حضرت آقدس نانوتوی) م ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ مراد آباد
- حضرت مولانا محمد الدین صاحب خاطر جیسوری رحمۃ اللہ علیہ ○ حضرت مولانا منظور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت پیر محمد علی شاہ صاحب گوروی رحمۃ اللہ علیہ (سابقہ مریضہ خلیفہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی آقدس روتی) م ۱۲ ستمبر ۱۳۵۶ھ گورہ
- حضرت مولانا نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت شاہ نیاز احمد صاحب کٹی۔ شوال ۱۳۵۳ھ میں حضرت مولانا قاری محمد حبیب صاحب فاضلہ کو دارالعلوم کے لیے چھ ہزار روپے مکہ مکرمہ میں طواف کرنے
- حضرت مولانا شاہ ولیت حسن صاحب گنگوہی (نیز مریضہ خلیفہ حضرت مولانا رشید احمد تھک گنگوہی) ۱۹ ہجری الاولیٰ ۱۳۵۵ھ۔ گورہ جہان آباد کنہوا
- حضرت حاجی امجد اللہ صاحب مہاجر کی قدس سرہ جلا شیعہ العرب و العجم تھے اور بالاجماع امام وقت اور سرآمد و مددگار شیخ طریقت تسلیم کیے گئے آپ کے خلفاء کرام بھی رجال عظیم اور اپنی اپنی جگہ مقبول عام تھے انھوں نے بزم صغیر پاک و ہند کو شریعت محمدیہ اور سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے انوار و برکات سے سیر کر دیا۔ بالخصوص آپ کے خلفاء عظیم قطب اللہ شاہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی

اور قائم العلوم و انجرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کے ذریعے اس سلسلے کے فیوض برصغیر کے حدود سے نکل کر دینکے کوئلے کوئلے تک پہنچے مسلمانوں کے سواہ علم نے ان کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور سعادتِ دینی و نجاتِ اخروی کی راہ پائی۔
 حضرت حاجی صاحب اور ان کے خلفاء کرام کا طرہٴ امتیاز ان کا مسکب حق و اعتدال ہے۔ انھوں نے مسلمانوں میں فرقہ بندی کے تصورات کو ہمیشہ نفرت کی نظر سے دیکھا اور اتحادِ بین السلین کے لیے عمر بھر کوشاں رہے۔ ان کا نصب العین کافر گری نہیں ہوس گئی تھا۔
 انھوں نے امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو عشق و محبت اور باہمی الفت و یگانگت کا درس دیا۔ لاکھوں کروڑوں بندہ گناہ نے ان سے خشیت الہی اور حبِ نبوی کی نعمت بے بہا اور دولتِ لازوال پائی۔ بلاشبہ ان قبولانِ بارگاہِ خداوندی نے اس دور میں اپنے علم و عمل سے موصوفیائے متقدمین اور علماء سلف صالحین کی یاد تازہ کر دی۔ جو ہم راہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔
 احقر نفیس حسینی
 یکم صفر ۱۴۰۰ھ

مآخذ :

- حالات مولانا سید نصیر الدین ڈیلوی جانشین حضرت سید احمد شہید : مولانا ابوالاحد علی مخطوطہ پنجاب یونیورسٹی لاہوری۔
 نقیض حیات : حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی : مطبوعہ المکتبۃ پرینس ڈبلی ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۴ء
 انوار العارفین : مولانا حافظ محمد حسین مراد آبادی : مطبوعہ غشی نوکلشور کھنڑ ۱۸۷۶ء
 شامِ اداویہ : محمد مرتضیٰ خاں قنوجی : قومی پریس کھنڑ ۱۳۱۴ء
 سرگزشتِ مجاہدین : غلام رسول بھر : علمی پرنٹنگ پریس لاہور۔
 سیرۃ سید احمد شہید : مولانا سید ابوالحسن علی ندوی : گلزار عالم پریس لاہور ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۸ء
 انوارِ محمدی، ارشادِ محمدی : مولانا شیخ محمد محمدت تھانوی : مطبع ضیائی میرٹھ ۱۲۹۱ء
 انوار العاشقین : مولانا مشتاق احمد انبھوی : مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۳۳۲ء
 امداد المشتاق : حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی : فائن پریس ڈبلی ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء
 تحفۃ الابرار : محمد نواب مرزا بیگ چشتی : مطبع رضوی دہلی ۱۳۲۶ء
 وصایا الوزير : نواب وزیر الدولہ والی ٹونک : مطبع محمدی ٹونک ۱۲۸۳ء
 نزہۃ الخواطر جلد ہفتم : مولانا حکیم سید عبدالحی ندوی : مطبوعہ حیدر آباد دکن
 ضیاء القلوب : حضرت حاجی امداد اللہ بہا جرنکی : مطبع مجتبیٰ ۱۴۸۲ء

121

موج

خطبات حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ علیہ

جو لشکر اسلام میں ارشاد کئے گئے۔

رب ربہ بسم اللہ الرحمن الرحیم و تم بحسبہ

خطبہ جمعہ

الحمد لله على الذات عظيم الصفات ستمى السموات كبر الشان جليل القدر رفيع الذكر مطاع الامر
جلى البراءان فحنيم الاسم عزيز العلم وسيع الحكم كثر العفوان جميل الشارب جزيل العطاء مجيب الدعاء
عظيم الاحسان شديد العقاب للعلم العذاب سريع الحساب عزيز السلطان واشهد لا اله الا الله
وحده لا شريك له فى الخلق والامر واشهد ان سيدنا و مولانا محمد اعبده ورسوله المبعوث الى
الاسود والاحمر المنفوت بنوح الصديق ورفيع الذكر العظيم صل وسلم على سيدنا محمد وعلى آل سيدنا محمد
كما صليت وسلمت على سيدنا ابراهيم وعلى آل سيدنا ابراهيم ثم حميدنا ما بعد فيا ايها
الناس وخذوا الله فان التوجه اساس الحسنات وراس العبادات وراعبه واد الله فان العباد
دافعه للسيئات ونايته عن الشكرات وعلكم بالسنة فان السنة تهدي الى الاطاعة وبعيد
الله ورسوله فقد رشدوا به وياكم والله فان البعد تهدي الى العصية ومن عصى الله
ورسوله فقد ضل وغوى وعلكم بالصدق فان الصدق ينجي والكذب يهلك وعلكم بالان
فان الله يحب المحسنين وعلكم بمراقبة الله فلا تملوا من الغافلين ولا تحبوا الدنيا فتكونوا
من الخاسرين ولا تقنطوا من رحمة الله فانه ارحم الراحمين قال الله عز وجل واذ اقرئ القرآن
فاستموا له والفتوا له فكم ترجون اعوذ بالله من الشيطان الرجيم آمل انما احيوه الدنيا
احب اليهم وزيته وتفاخر بينهم وتكاثروا فى الاسواق والا ولا وكمثل غيث اعجب الكفا رجا به ثم

هیچ خراهِ مصغراً نم کیون خطایا ذنی الاغرة غدا نبی بد و مغفرة من الله در صندان و ما اجرة
 الدنيا الاتباع الغرور ساقبوا الی مغفرة من ربکم و جنبه عرض السار و الارض احدث
 آمنوا بالله و رسوله و کتب فضل الله بریتة من نثار و الله ذو الفضل العظیم بآرک الله لنا و کلم فی
 القرآن العظیم و تفننا و ایاکم بالآیات و الذکر الحکیم انه تعالی جواد کرم ملک برزوق رحیم
 خطبہ نائبہ احمد بن محمد و شتعیته و شتغفرة و زوم من یه و شتوکل علیه و توفوا بالله من
 شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یهدی الله فلا مضل له و من یضل الله فلا هادی له و انشد
 ان لا اله الا الله و حده لا شریک لہ انشد ان محمد آخیه و رسوله صلی الله علیه و علی آله و صحبه
 وسلم اما بعد فان اصدق محدث کتاب الله و اوثق العری کلمة التقوی و خیر الملل لله ابراهیم
 علیه السلام و خیر السن سنة محمد صلی الله علیه وسلم و اشرف الحدیث ذکر الله و له السن العظیم
 هذا القرآن و خیر الامور اذها و شر الامور محدثاتها و من الناس من لا یاتی الصلوة الا دبراً
 و منهم من لا ینکر الله الا بجزاء و اعظم اخطایا اللسان الکذب و خیر الغنی غنی النفس و خیر
 الزاد التقوی و خیر ما وقر فی القلوب البعین و الا رتیاب من الکفر و النیاحه من عمل اجهالیه
 و العلول من شقاء جهنم و اکثرکی من النار و الشر من مزامیر البیس و اکثر جماع الاثم و النساء
 جباله الشیطان و الشباب ثبته من الجنون و شر الکاسب الربوا و شر الماکل بال یتیم و السبیه
 من و عطف بغيره و اشقی من شقی فی بطن امه و انا یصیر حکم الی موضع اربته اذرع و ملاک ملک
 خواتمه و سبابه من صدق و قتاله کفر و اکل لحمه من معصیه الله و حرمه ماله کحرمة دمه و من
 نیال علی الله ینکبه و من یکظم البیضا یجوه الله و من یصیر علی الرزیه یوفیه الله و من یستغفیر یغفر
 قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اسمی باسمنی ابوبکر و انشدیم فی امر الله عمر و اخیام عثمان و
 اقنایم علی و سیدہ اشباب بل خبیه الحسن و بن سیدہ نساء اهل الجنة فاطمه و سیدہ الشهداء حمزة

اللهم اغفر للعباس ودله مغفرة ظاهرة وباطنة لاتعذر ذنباً وخير القودن قرني ثم الذين
 يلونهم ثم الذين يلونهم آية الله في اصحابي لاتخذوهم غرضاً من بعدى من اجسهم فنجي جنهم
 ومن اتبعهم فنبضى انفسهم واسلطان على من اكرمه اكرمه الله انما الله الله العظيم
 انما الاسلام المسلمين نبوة قدوة المهاجرين وعظيم المجاهدين امام الزمان خليفة الرحمن
 الامام الامجد امير المؤمنين السيد احمد تقي الله المسلمين بطول قباية وازوق وجهه المجاهد بن
 بقره عداية اللهم الضر من ضر دين محمد واخذل من خذل دين محمد اللهم اغفر لجميع المؤمنين
 المؤمنين والمسلمين والمسلمات برحمتك يا ارحم الراحمين عباد الله رحمتك الله ان الله امر
 بالعدل والاحسان وايما ذى القربى وحق من الغنى والمكرو البغى تعظكم لعظمتكم تذكرون
 اذكر الله العظيم وذكرا الله تعالى اعلى الاول والاعلى واكمل واكبر ايضا خطبته

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذى خلق السموات والارض وجعل الظلمات والنور ثم الذين كفروا بربهم لعل
 هو الذى خلقكم من طين ثم قضى اجل اهل سمي عنده ثم انتم تموتون وهو الله فى السموات
 فى الارض يعلم سركم وجهركم ويعلم ما تكسبون وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها الا هو ويعلم ما فى البر
 والبحر وما تسقط من ورقه الا يعلمها ولا حجة فى ظلمات الارض ولا رطب ولا يابس الا فى كتاب مبين
 من يرد السموات والارض انى يكون له ولد فلم يكن له صاحبة وخلق كمشى وهو كمشى عليهم فكلم
 الله ربكم لا اله الا هو خالق كل شئ فاعبدوه وهو على كل شئ وكيل لا تدركه الابصار وهو يدرك
 الابصار وهو الطيف بغير واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له خالق السموات والارض
 الذى من المبتدئ يخرج الميت من احيى ذكركم الله فاني ترون انكم تدعون الله ورسوله
 الذى امره رب ان يقول انى وجهت وجهي للذى فطر السموات والارض خفيافاً وانا من المسلمين

يدعون ينعون الى ربهم الوسيطة اليهم اقرب ويرجون رحمته ويخافون عذابه ان عذاب ربك
 كان محذورا واعلموا انه من طيع الرسل فقد اطلع الله عليهم صل على محمد النبي الامي وآله
 ائمتنا المؤمنين وذرية اهل بيته وصاحبه في الغار ابي بكر الصديق وآله على الكفار
 الفارق وآلنا انت انا النبي لا اله الا انت انا عثمان ذي النورين وآلنا ابي بكر الصديق
 ائمتنا علي المرتضى وآلنا امين الشهيد الحسن والحسين وآلنا سيدة النساء وفاطمة الزهراء وآلنا
 الصحابة الذين آمنوا به وعزروه ونصروه وآلنا النبي الذي انزل معه آياتكم لعلكم
 ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا انك
 رؤوف رحيم اللهم آية الاسلام والمسلمين نبوة قدوة المهاجرين وعظيم المجاهدين امام الزمان خليفته
 الامام الامجد مير المؤمنين السيد احمد متشيع ائمة المسلمين بطول نبيه وزيين وجوده المجاهدين بغير
 اعداء الله ارحمنا واغفر لنا ما كنا نأثم استغنا وطلب آياتنا وآيةنا ودرنا عذابنا والآفة
 من نصرة دين محمد وآجلنا منهم واخذل من خذل دين محمد ولا تجعلنا منهم واغفر لنا ولجميع المؤمنين و
 المؤمنات والمسلمين والمسلمات الاحياء منهم والاموات انكم محسبون الدعوات برحمتك الرحيم
 الراجين ولكم السلام اعلى واولى واجل واكبر خطبة سيدهم بسم الله الرحمن الرحيم
 الحمد لله الذي له ما في السموات وما في الارض وله الحمد في الاولى والاخرة وهو الحكيم الخبير يعلم
 ما يلج في الارض وما يخرج منها وما ينزل من السماء وما يرجع فيها وهو الرحيم الغفور واشهد ان لا اله الا الله
 الحى القيوم لا تأخذه سنة ولا نوم له ما في السموات وما في الارض من ذا الذي يشفع عنده الا باذنه يعلم ما بين ايديهم وما خلفهم ولا يحيطون بشئ من علمه الا بما شاء وسع كرسيه السموات
 والارض ولا يؤوده حفظهما وهو العلي العظيم واشهد ان محمد عبده ورسوله النبي الامي الذي يكيدون
 كتموا عندهم في التنزيل والاخبار يا مريم بالمعروف وينهيهم عن المنكر وكمل لهم الطيبات وحرم عليهم

احبايت وفتح منهم امرهم والاعلال التي كانت عليهم الله صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت
 على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انهم حميد مجيد اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على ابراهيم
 وعلى آل ابراهيم انهم حميد مجيد ما بعد فيا ايها الناس اعبدوا ربكم الذي خلقكم والذين من قبلكم لعلكم تتقون
 الذي جعل لكم الارض فراشا والسماء بناء وادنازل من السماء ماء فاخرج به من الثمرات رزقا لكم
 فلا تجعلوا لله اندادا وانتم تعلمون وكيف تكفرون باسمه وكنتم امواتا فاحياكم ثم يميتكم ثم يجيئكم
 اليه فتشرون هو الذي خلقكم ما في الارض جميعا ثم اسنوي الى السماء فسدقهن سبع سموات
 وهو كاشفي عليم اعوذ باسمه من الشيطان الرجيم قال ربكم ادعوني استجب لكم ان الذين يستكبرون
 عن عبادتي سيدخلون جهنم داخرين اسم الذي جعل لكم السبل لتسكنوا فيه وانها ربي ان الله
 ليد فضل على الناس اكثر الناس لا يشكرون ذكركم اسم ربكم خالق كل شيء لا اله الا هو فاني اذكركم
 كذلك يترك الذين كانوا بايات اسم مجدون اسم الذي جعل لكم الارض فراشا والسماء
 بناء وادعوا ربكم فاستجب لهم من ربهم من الطيبات ذكركم اسم ربكم قبارك اسم رب العلمين هو حي
 لا اله الا هو فادعوه مخلصين له الدين الحمد لله رب العلمين قل اني نهيت ان اعبد الذين ترمون
 من دون اسم كما جاء في البينات من ربي وامرمت ان اسلم لرب العلمين هو الذي خلقكم من
 تراب ثم من نطفة ثم من علقه ثم يخرجكم طفلا ثم تسبغوا الشدة ثم تمسكونوا شيئا فادعوا ربكم
 يترقى من قبل وتسبغوا اجلا مسمى لعلكم تعقلون هو الذي يحيي ويميت فاذا قضى امر امة فانا
 لبقول له كن فيكون رجا لا تنزع فله بناء بعد اذ هربنا وذهب من ذلك رحمة الله انت الوهاب
 فاليه الحمد فاطر السموات والارض جاعل الملائكة رسلا اولي اجنحة مثنى وثلاث ورباع يرفع
 في خلق ما يشاء ان اسم على كل شيء قد ير ما تفتح اسم الناس من رحمة علامكم لساو ما يكمل
 من عبده وهو العزيز حكيم وانشهد ان لا اله الا الله الذي ليس له سموات والارض ان تزداد

ولئن زلتا ان اسكهما من احد من عبده وانه كان حليفا غفورا واشهد ان محمد عبده ورسوله
 النبي الامي الذي يرسل الله بكلماته اللهم صل على محمد وعلى آل محمد وبارك وسلم يا ابا عبد فيا ايها
 الناس اذكروا نعمته الله عليكم كل من خالق غير الله يرزقكم من السماء والارض لا اله الا هو فاني انظرون
 واعلموا ان الله قد امركم بامر قد بدو فيه نفسه وثني بملكته قدسه فقال فر من قائل ان الله وملكته
 يعملون على النبي يا ايها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما اللهم صل وسلم على محمد النبي الامي وازواجه
 امهات المؤمنين وذريته واهل بيته وعلى خليفته آبي بكر الصديق واماير المؤمنين عمر الفاروق
 واماير المؤمنين عثمان ذي النورين واماير المؤمنين علي المرتضى واماير المؤمنين الشهيدين الحسن
 وسبيته النساء فاطمة الزهراء وعلي سائر الصالحين الذين آمنوا به وعزروه ونصروه واتبعوا النور
 الذي انزل معه اولئك هم المفلحون ربنا اغفر لنا ولإخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل
 في قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا انهم شفيعنا الله شفيعا غفرانا وطلبنا آية انما
 دوت اعداؤنا اللهم آية الاسلام والمسلمين منيرة قدوة المهاجرين وعظيم المجاهدين اللهم الزنا
 خليفة الرحمن الامام الامجد امير المؤمنين السيد احمد متع الله المسلمين بطول بقائه ودرتين رحمه
 المجاهدين تقيهم اعدائهم انصر من نصر دين محمد واخذل من خذل دين محمد واعفونا ولجميع المسلمين
 والمؤمنات والمسلمين والمسلمات آلا حيا منهنم والاموات انهم محبي الدعوات برحمتك يا ارحم
 الراحمين وصلى الله على محمد وآله اجمعين خطبة چهارم بسم الله الرحمن الرحيم
 الحمد لله رب العالمين الرحمن الرحيم مالك يوم الدين واشهد ان لا اله الا الله عالم الغيب والشهادة
 هو الرحمن الرحيم واشهد ان محمد عبده ورسوله الرؤف الرحيم اللهم صل على محمد وعلى آل محمد وآل
 محمد وعلينا وعلينا يا ارحم الراحمين انهم محبي محمد وعلينا يا ارحم الراحمين انهم محبي محمد وعلينا يا ارحم
 الراحمين انهم محبي محمد وعلينا يا ارحم الراحمين انهم محبي محمد وعلينا يا ارحم الراحمين انهم محبي محمد وعلينا يا ارحم

من قبضه الله تعالى من عباده نفع في امته قويم على الاسلام للجنة ترين في الاعتصام بسنة عليك
 بالاعتصام في معارك القتال واما باك وان توتر النفس والمال على الامر كبحك لكثير المتعالي سرتن
 لك شيك ذوال آثاره المعال الاولان هذا هو الله الامتحان والامتحان من سنة الله في معي
 الايمان ولا تحسب ان ركب يدعي المؤمنين على ما يدعون احسب الناس ان يتركوا ان يقولوا
 آمنا وهم لا يفتنون واما باك وان تزل قد مكث في الامتحان فتخلص عن رقبك رغبة الايمان
 وترجع حائياً خائراً وكنب عند الله كاذبا والكاذب بسيد طريقه وتكون في الكتاب عليه وحلف
 عن هذا الامر العظيم فان المختلف موعود بالعذاب الليم قال ربنا حكما حكما الا تغفوا عنيكم
 غدا يا ايها الذين آمنوا ليقولن هذا زمان ظهور صدق الاخلاص واليقين وامين لمحبين هذا اولن
 تصديق القادة والذين آمنون ان تلكوا مقعد الصدق في جوار الله الكثير المتعالي من غير ان
 يتبلى الاجار ويهراق الدماء دون سرادقات العز وجلال كلاله امدان سولاكم حقيق بان
 يرغم له الاناف ويبلغ له الرأس ويغني له الجوارح وتبلغ له النفس وامين العلماء قد حان
 ان تخلصوا ما كنتم تفعلون كبر مقتا عند الله ان تفلحوا بالافعلون وقوموا الى جبهاد في الله جبا
 ايها المؤمنون لتكلم تفلحون وترتبه اترصدوا ايها المختلفون المنافقون قال الله تبارك
 وتعالى من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر وما بدلوا
 تبديلا يخبرني الله الصادقين بصدقهم بعذاب الله المنافقين ان شاء الله ويرب عليهم ان الله
 غفور راحيا وردد الله الذين كفروا ليعذبهم لم ينالوا خيرا وكفى الله المؤمنين القتال وكان الله
 قويا عزيزا تبارك الله لنا ولكم بالقران العظيم وتغنا واياكم بالآيات والذكر الحكيم انه تعالى جبار
 كريم ملك بلاؤف رحيم رادف الحمد الذي اوقد مصابيح الرسالة بقدرته وزيينا
 بقدره وريالامته بحكته خلق الانبياء شمس ساطعة اشرفت بها الاكران وحبل اوصيائه

وعلی از واجبات المؤمنین و ذریتہ و کمال بیتہ کما صلیت علی ابراہیم وعلی ال ابراہیم الخ
 مجید و صل وسلم علی جمیع اخوانہ من الابرار و المرسلین و علی جمیع اتباعہ من الصالحین و الشهداء
 و الصالحین و سایر المؤمنین الی یوم الدین بخد صاعلی اولہم و افضلہم امیر المؤمنین ابی بکر الصدیق
 و ثانیہم امیر المؤمنین عمر الفاروق و ثانیہم امیر المؤمنین عثمان ذی النورین و ثالثہم امیر المؤمنین
 علی المرتضی و علی الامین الشہید بن ابی محمد الحسن و ابی عبد اللہ حسین و علی سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء
 و علی سایر الایۃ الاطہار و الاعلام الاحیاء حصراً علی امام الزمان خلیفۃ الرحمن قدوس المہابون
 عظیم المجاہدین السید الامجد امیر المؤمنین السید احمد آغا اسلام و المسلمین نبضۃ احباب و
 زین و جہ المجاہدین بقر اعدایہم النضر من نصر دین محمد و اخذل من خذل دین محمد عباد اللہ
 تعالی و اعلی البر و التقوی و کما تعاونوا علی اللہم و العدوان ان اللہ یأمر بالعدل و الاحسان و
 یتارذی القربی و ینہی عن الفحشاء و المنکر و البغی یتلکم لعکم تذکرون و اذکر اللہ العلی العظیم بکرم
 و ادعہ یتجب لکم و تذکر اللہ تعالی اعلی و اولی و اجل و اعظم و اہم و اکبر

رساله اشغال کا خطی نسخہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی رسولہ محمد وآلہ وصحابہ اجمعین اما بعد پس این رسالہ
اشغال مشتمل بہت برتہ باب و ہر تہہ باب متعلی بہت بر در فصل باب اول در ذکر اشغال
طریقہ قادریہ فیصل اول در اذکار طریق ذکر یکہ ضربی آنست کہ دوزانو بطریق نماز نشست
اسم ذات را از وسط سینہ برآمد و پیش روی خد ضرب کند و چنان تخیل نماید کہ ہر او این اسم
نہدی از دہشت برآمد و بعد از ان نور سادہ خیال خود متہ نماید و چنان تخیل کند کہ نور مذکور پدید
عز و یشکل چادر نورانی تمام بدن او را فرا گرفته باز ان صورت خیالی ہم سکوت کردہ چنان
تخیل کند کہ چادر نورانی مذکور در تمام بدنش فروزہ و فراہم آمدہ و در وسط سینہ مجتمع شدہ و شکل
گرہ گردیدہ باز اسم مذکور بطریق مسطورہ بگوید و در انتہای این ذکر لحاظ خود را بذات بحت متوجہ
و جبہ ریز فرادست ہین ذکر کند و طریق دو ضربی آنست کہ دوزانو بطریق نماز نشست اسم ذات
بطریق مسطورہ ضرب کند و متصل آن از خیالی بجانب راست متوجہ شدہ بر قلب ضرب کند
و چنان خیال نماید کہ نور درون قلب فروزہ اندرون تمام بدن ساری گردیدہ و طریق ذکر
تہ ضربی آنست کہ چارہ زانو نشستہ ضرب اول و دوم بطریق مذکور و سیوم در قلب بطریق
ذکر چارہ ضربی آنست کہ چارہ زانو نشستہ یک ضرب بجانب راست و دیگر بجانب چپ و سیوم در قلب
و چارہ پیش رو فیصل ثانی در مراقبات مراقبہ وحدانیت آنست کہ چنان تصور کند کہ ذات
آہی در ہر مکان و ہر زمان موجود است باین معنی کہ در ہر چیز سرائت کردہ است جگہ یا بھمنی کہ تہیم
ہر چیز بہت مراقبہ صورت کنت کہ انعامات آہیہ را اجالہ و تخیلاً ملاحظہ کند و صفت خود
اور تصور نماید یعنی نیم شیار عطا بنواید و حال آنکہ موصول بہ صفت و صفت از طرف مخلوق تا
در بارگاہ او تہی تصور نیست و صفت محموم فیض او المسموہ دارد و تہی انعام او ہر کس میرسد

در جمیع عبادات و معاملات و امور معاشیه و معادیه بطریق خاتم الانبیا محمد رسول الله صلی الله علیه و آله
را کمال قوت و ملوکیت باید گرفت و آنچه مردمان دیگر بعد پیغمبر صلی الله علیه و آله از قسم رسوم ختراع
نموده اند مثل رسوم شادی و ماتم و خجل قبور و بجای عمارت بر آن و اسراف در مجالس اعراس و تزیینات
و آتشال و کک هرگز پیرامون آن نباید گردید حتی الوسع سعی در محو آن باید کرد و اول خود ترک باید کرد
از این هر مسلمانی را دعوت بسوی آن باید کرد و چنانچه اتباع شریعت فرض است تعیین امر بالمعروف و نهی
عن المنکر نیز فرض است آنچه بعد از امانت که کرم بر حق و در جمیع مطلق مکرر عظیم این عاقل و خاک روزه عقیده
بسی سید احمد را بدرجه اعلی از درجای توحید فائز گردانید و بر تبه فصولی از مراتب اتباع سنت رسانید
و معاملات و محبت ریز و مکالمات محبت انگیز خواسته و بهدایت طالبین را در شاخه کمالین باور
ساخته پس بجا آوردن محبت طریقت بر دست این بنده درگاه رب العزت درمان بیاوردن این
و مجرای آن و کادی درشت نوردان با دیه طلب و حرمان پس اعلی دانش حق اصحاب طلب پس است
که این اکسیر اعظم در میان مجربان از دست ندهند و در راهیکه این غیر دعوت نیاید که قدم بهت
نهند اگر بنا بر بعد مسافت ادای این محبت نیت نمایند پس بر دست خلفای این غیر سعیت بجا آورده
تا در غایت خاصه و بانیه که بحال اتباع غیر متوجه است شریک شوند اما سبب امامت پس بایش
آنکه نقل و قتال و جنگ و جدالی که باطل کفر و ضلال واقع میشود اگر محض بنا بر تحصیل مال و عزت در دنیا
و حکومت باشد عند الله اصلاً اعتباری نمیدارد و اگر بنا بر نصرت دین و اعلامی مکرر و بعضی دیگر
سنت سید المرسلین علیه افضل الصلوة و التسلیم تحقق گردد و آنرا در عرف شرع جهاد و سیکونید و افضل
عبادات و اکتل طاعات است که هیچکس از عبادت در باب آفرین در جهاد و کفر سیئات مصادی آن
نمیشود اندیشه چنانچه کریمه فصل اسم الحجابین علی القاعدین احوال عیال در جانش و مغفوره و رحمت بر آن
الطائف میبارد پس آنرا بر هیچی ادا باید کرد که موافق قانون شرع شریف باشد تا در بعضی سبب حاجات

در دنیا شمر برکات باشد باعث نزول رحمت نیردانی و نماید آسمانی گردد و از اعظم شرف و طهارت
 منصب امام است چنانچه کریمه الطیبه و الطیبه الرسول و اولى الامر مسلم و کریمه و لورده الی الرسول
 و الی اولى الامر منهم و حدیث من لم یعرف امام زمانه فقد مات میتة جاهلیة و حدیث صلوات الله علیهم
 شهرکم و الطیبه اذا امرکم تم خلوا جنة ربکم و حدیث من قتل تحت راية عمية فقد مات میتة جاهلیة و دیگر آیات
 و احادیث بسیار بران دلالت میکند پس نصب امام واجب و مکره است آنکه بعد از ائمه که ماکت
 و ملک استحقاق این زاده پیشین فقر و خاک نشین عجز از آلاء بشارت غیبی و اهل کمال لاری بی نیات
 خلافت منتهی گردانیده و نمایان با نیف طلب جمعی کثیر از اهل اسلام و جمعی غیر از خواص و عوام باین
 منصب است مشرف ساخت چنانچه تاریخ در از دهم مجادی الثانی روز پنجشنبه ۱۲۸۳ بکشد بکشد
 و چهل و دو و جری و دسی جمعه از سادات کرام و علمای اعلام و مشایخ عظام و صاحبزادگان و بی
 الاختشام و خواصین عالمیقام مسج جامع خواص و عوام از اهل ایمان و اسلام بردست انجانبیت
 امامت بجا آورده امام خود قرار دادند و امامت بردست انجانب مسلم داشته رتبه اطاعت در
 گردن انداختند و از انروز تا حال بیعت مذکوره بردست این نیز جاری است و در میان جابرین اسلام
 ساری پس موئین غایبین را هم لازم که بیعت مذکوره بردست نمایان انجانب بجا آورند و از انروز
 جنس ادای واجب شرعی نمایند و از معصیت ترک نصب امام رگای مابند و با امانت سنت
 متواتره ثواب بند از بسکه خباب است تا بکلمات کتاب کتاب انتساب به احکام
 رب العالمین تا شریعت سید المرسلین محمد و آل محمد و آل محمد و آل محمد و آل محمد و آل محمد
 و اعظم رفیعان این بحیث اندکی است نیابت این خود را خدایت طریقت و امامت سید دارند
 بجا آورده اند از انجانب جمعی قرار داده بجا برتر غیب نیست غایبین با قطار عبیده فرستاده
 لازم که هر که از موئین مخلصین رغبت انتساب باین نیز داشته باشد بردست این بیعت نماید

تعلق باشد با حق آنان باشد یا حیوان تحریر باشد یا شیخ ملکی باشد یا علی شیطان باشد یا چون
 طریق شغل دوره است که چنان تصور کند که روح او مجتمع شده در مکان خاص مثل کوزه کرده
 بعد از این لفظ **اللَّهُ سَمِيعٌ** را چنان تصور کند که لفظ **اسم** بالای آن روح است و سمیع زیر
 آن باز بقوت خیال این هر دو اسم را همه روح نکودار مقام نافه کشیده تا لطیفه ستر پیارد
 و آنجا بجای لفظ سمیع لفظ **بصیر** نماید و از لطیفه ستر کشیده تا بلطفیه اخفی رساند و در مقام
 لفظ قدیر را بجای لفظ **بصیر** نماید و از آنجا کشیده تا آسمان چهارم رساند و آنجا بجای لفظ
 قدیر لفظ **علیم** نماید و از آنجا کشیده تا بر سرش رساند و در مقام روح را دور و سیر دهد
 بعد از آن بهیون لفظ **اللَّهُ عَلِيمٌ** تا به آسمان چهارم فرود آرد و از آنجا همراه لفظ **اسم** قدیر
 تا بلطفیه اخفی هر دو آرد و از آنجا همراه لفظ **اسم** بصیر تا بلطفیه ستر فرود آرد و از آنجا همراه
 لفظ **اسم** سمیع بلطفیه نفس فرود آرد این یک دوره شد بعد از آن بارها همین شغل دوره بعمل
 آرد تا آثار آن تترتب شود یعنی نورانیت روح و ملاقات با روح اینها و ادولیا و ملائکه و
 سیرت و آثار و امثال آن به دست آید طریق شغل نفی آنست که همه موجودات ممکنات را
 نفی کند اول نفی بدن خود با مطلق نماید که چنانکه نفس را به دست نکند همچنین فوت خیالیه بخود
 بدن خود متوجه سازد اگر دقت نفی تمام بدن به دست آید نه با آلا اجزای بدن خود را متفرقی
 نفی کند و چون نفی بدن خود حاصل شد نفی تمام عالم حاصل کند تا اینکه بجای جمیع ممکنات
 یک خلوت تحلیل شود و در این خلوت نوری نمایان گردد و آن نور بر وجهی درست بگیرد که بجای تمام عالم
 قائم شود بعد از آن آن نور را هم نفی کند تا نوری دیگر نمایان شود و همچنین برود تا که تمام حجب
 نورانی برانداخته شود و همراه همین شغل شغل باید داشت پس گرد یعنی خیال خود را در هر حال غیب
 حضرت احدیت متوجه سازد و در ایام این توبه نماید طریق شغل نفی آنست که خیال خود را

که آن نفعی تمام عالم بگیرد و آن از او در آن نشیند و او را هم نفعی کند و هر چیزیکه بر او منکشف شود
 او را هم نفعی کند تا آنیکه حالت ربوبی و غفلت مثل حالت نوم بر او عارض شود و بعد از آن ساکت
 بکرم عظیم حضرت حق بقیام مشایده غایز میشود و مراتب سلوک متعارف با مقام منتهی میشود و باب دوم
 در ذکر اشغال طریقیه چشمتیه فصل اول در اذکار اولیایه که دوازده بطورهای شصت و سه
 را و دوازده گویید باین وضع الله الله چون بار اول شدت و بهر گویید چنان تخیل کند که نوری از
 وسط سینه برآورده تا لب سینه و چون بار دوم بیان شدت و بهر گویید و چنان تصور کند که
 همراه لفظ مذکور نور مسطور از زمین برآمده بقدر یکدست بالای سر رسیده تا زانو بار دوم همین اسم
 مکرر را بطریق مذکور گویید و چنان تخیل کند که نور ثانی همراه نور اول ملحق گردید باز بمجموع فراوانت
 نماید تا آنکه چنان در خیال او مستغرق گردد که نور مسطور تو بتو شده مثل ستونی نورانی گردانیده
 تمام بدن را در و مشغول گردیده و بعد از آن ذکر لفظ الا الله شدت و بهر شروع کند چنان
 تخیل نماید که نوری از وسط سینه همراه این لفظ برآمده تا بر قدم بقاصه یکدست و در زیرین
 رفته و بر همین ذکر چندان مداومت نماید که از نفع مذکور از زیر سیاه رفته بانفعه ذکر اعلیٰ مزج گردد
 بعد از آن ذکر لفظ اسم بدون شدت و بهر چکبه پسبکی گویید و چنان تصور کند که این اسم مبارک
 مثل جامه و بی همان ستون نورانی میگردد و بسبب گردش آن ستون مذکور در شان گرد و در
 نفعی و اثبات آنست که لا اله الا الله بخيال خود کشیده محیط زمین و آسمان سازد و هر چکبه لفظ
 لا اله نفعی خود و نفعی تمام عالم ملاحظه کند و لفظ الا الله بجانب فوق بالای عرش مجید ضرب کند و همین
 شغل را بار بار بعمل آورد تا آنیکه نوری نهایت وسیع از بالای عرش فرو داید و تمام عالم حتی که
 جسم خود ساکت اگر در آن نور گرم گردد و فصل و دهم در مراقبات باید دانست که مراقبات
 این طریقیه هم همان است که در باب اول مذکور شد پس مراقبات مذکور ابتدای از شغل نفعی است

را انتهای آن بشماره مشغول باید گردید و طریق مشغول در هجرتیه است که ذکر حاجی با تسبیح یا تسبیح
 نماید که کلمه حاجی را بخوبی از وسط تا سب آرد و روح خود را همراه آن سازد تا از لفظ تسبیح را از پس آن
 بجهی بر آرد که بعد از دست یمن اسم روح خارج شود سپس روح را بقوت همین هر دو اسم تا بر سر محمد
 و در ان مقام قدری توقف نموده سیر و دور نماید تا امور غیبیه مثل ارواح ملائکه و جنت و نار و مثل آن
 بشکست گردد و بعد از آن وقتی که خواهر این ذکر تمام کند بلفظ حاجی را در دعا متعال کند و بلفظ ایترم
 بهین خود در آید و برای کشف قبور ذکر سبع قدوس رب الملائکه و الروح با نیویجه باید کرد که سبع
 را از ناف تا دماغ باید رسانید و لفظ قدوس را از انجا بر سرش محمد و لفظ رب الملائکه و الروح از
 عرش تا قبله آورده و تا به در فوقانی آن داخل کرده و در تحتانی آن خارج نموده بقبر مشهور سازد
 است و بعد از فراغت این مشغول کشف قبور حاصل خواهد گردید باب ثالث در ذکر اشغال طریقه
 نقشبندیه فصل اول در اذکار مقامات لطایف ششگانه این است که لطیف قلب زیر پستان
 چپ در روح زیر پستان راست دست بر میان هر دو نفس در مقام ناف و خفی در پیشانی و
 اخفی بتمام کام پس لطایف ششگانه را بدگر خیالی زا که باید کرد و در ابتدا علیحده علیحده هر
 لطیف را ذکر باید نمود و در انتها مجموع ششگانه دفعت ذکر باید کرد و بعد از آن نفی و اثبات نفس
 با نظیرین باید کرد که او را از روی تعبیه ششگانه دم خود را باند کرده و زبان را یکبار چسبانیده لفظ
 لا را از لطیف نفس کشیده بر لطیف ستر را خفی گفته ذکر کرده تا با خفی رسانند و آله را از اخفی بلیطه
 روح رسانیده الا الله را در لطیف قلب ضرب کنند و این ذکر را بوجهی او کند که هیچ اثر آن بر
 اعضای ظاهره نمایان نگردد بلکه بعضی نمایان باشد بعد از آن سلطان الله را عمل آورد یعنی چنانکه
 ذکر از مقامات لطایف متعدد دیگر در همین در نامی رگ و بی درین سوی از سر تا قدم ذکر سر تا
 که فصل ثانی در ذکر مراقبات بهمان ترتیب که در باب اول مذکور شد بجا آرد اگر خواهد که کدام

واقعه از وقایع این بنده مشکشف گرد پس احسن و اعلیٰ آنست که در پائین سیوم از شب بیدار شد
بکمال آداب و مستحبات و حضور قلب طهارت بجا آورد و آیه منون که کفیر سیات بعد از چهار
مستعین فرموده اند بکمال خلوص و التوا بجز آنکه بعد از آن صلوة الشبیح بکمال آداب و رعایت سنن
و مستحبات و بکمال حضور قلب ملاحظه شروع و خضوع بوجهی ادا نماید که در ته دل او طلب مغفرت از
درگاه رب العزت بکمال التوا و الحاح کمون باشد بعد از آن بکمال حضور قلب از جمیع معاصی تمیز نماید
و در آداب التوا و الحاح بجا آید و بکمال رساند بعد از آن بتغلی از اشغال مذکوره مشغول شود
و در آغای آن شغل بکمال غیبه بجهی توجه باشد که خواست انکشاف واقعه مذکوره از ان مقام دارد
آتش آید بطریق الهام یا بطریق مشاهد و حقیقت آن واقعه بر مشکشف خواهد گردید اگر صد بار
همین عمل بجا آورد و حقیقت واقعه بر مشکشف نگردد بوقت مذکور یعنی پائین سیوم از شب بیدار شود و کتب
اداناید در هر حرکت سه بار سوره فاتحه و سه بار آیه الکرسی و پانزده بار سوره احلام بخواند
بعد از آن سر سجده بنماید بکمال خشوع و خضوع یکصد و یکبار کلمه یا حشر آخرتی بخواند بعد از آن
سر را سجود برداشته دعای انکشاف ارفع مذکور بکمال حاح و التوا بخواند و در جواب برود آن
آمدن حقیقت آن در مقام مشکشف خواهد گردید : فقط ثلاثت

بسم الله الرحمن الرحیم محمد رب العالمین و الصلوة والسلام علی رسول محمد و علیته الطاهین
و علی آله و اصحابه و ابائهم و بنوهم و من تبعهم باحسان و من کفر بعد من هذا فمأواه النار
خسته زفا درید و نقش بندید و محمد درید و محمد به توسط فقیر سید احمد مشککست و این فقیر را در
اخذ برکات این طرق در وجه است و وجه اول ادرسیه دآن در طریق خسته از روح مقدس
حضرت خواجه قطب الاقطاب خواجه قطب الدین نجفیار کاکلی و در فادریه از روح مقدس حضرت
غوث الغلین حضرت سید عبدالقادر جیلانی و در طریق نقش بندید از روح مقدس حضرت امام الشافعی

آدرسیه

و همچنین شیخ عبدالرحیم راقه من سره انتساب بیت و اجازت در طریقه قادریه بسید عبدالکریم آباد
 است و آیت از ابسید آدم خوری و آیت از انجناب امام ربانی قدیم زمانی محمد دالغ ثانی حضرت
 شیخ احمد سرهنندی است و آیت از انجناب الداماد خود شیخ عبدالاحد و آیت از اب کمال
 و آیت از اب فاضل و آیت از ابسید که از الرحمن و آیت از ابسید شمس الدین عار و آیت از
 بسید که الرحمن بن ابی الحسن و آیت از اب شیخ شمس الدین صحرانی و آیت از ابسید عقیل و آیت از
 بسید بیاد الدین و آیت از ابسید عبدالکلام و آیت از ابسید شرف الدین قالی و آیت از ابسید
 عبدالرزاق و آیت از انجناب غوث الاعظم سید محی الدین عبدالقادر جیلانی و آیت از اب شیخ
 ابوسید محمدری و آیت از اب شیخ ابی الحسن الغریبی و آیت از اب شیخ ابی الفرج طرطوسی و آیت از
 شیخ ابی الفضل عبدالواحد علی و آیت از اب شیخ عبدالغزینی و آیت از اب شیخ ابی بکر شیبلی
 و آیت از ابسید الطایفه جنید بغدادی و آیت از اب شیخ ابی الحسن سری سعلی و آیت از اب شیخ
 معروف کرخی و آیت از اب شیخ علی رضا و آیت از اب امام سوسی کاظم و آیت از اب امام جعفر صادق
 و آیت از اب امام محمد باقر و آیت از اب امام زین العابدین و آیت از ابسید الشهدا حسین رضی الله
 و آیت از ابسید الاولیاء خاتم خلفاء حضرت علی مرتضی کرم الله وجهه و آیت از ابسید الانبیا محمد
 رسول الله صلی الله علیه و سلم و همچنین شیخ عبدالرحیم راقه من سره انتساب بیت و اجازت
 در طریقه نقشبندیه و محمد دبه بسید عبدالکریم آبادی است و آیت از ابسید امام خوری و آیت از
 اب شیخ احمد سرهنندی محمد دالغ ثانی و آیت از ابخواجه باقی باه و آیت از ابخواجه انگلی و آیت از
 اب لانا و درویش محمد و آیت از اب لانا زاهد و آیت از ابخواجه عبید الله احرار و آیت از اب لانا
 بعقد جعفری و آیت از اب امام الشریعه و الطریقه خواجه بیاد الدین نقشبند و آیت از ابخواجه
 محمد باساسی و آیت از ابخواجه رامینی و آیت از ابخواجه محمود الخیر الغفوری و آیت از ابخواجه

ریگری و آیت زاهد خواجگان خواجہ عبدالحق عودانی و آیت زاهد بریسفہ الی
 و آیت زاهد ابی علی فارمدی و آیت زاهد ابی القاسم شیرازی و آیت زاهد ابی علی دقاق
 و آیت زاهد ابی القاسم نصیر آبادی و آیت زاهد ابوبکر شبلی و آیت زاهد الطایفہ جنید
 بغدادی و آیت زاهد ابی الحسن سری سقطی و آیت زاهد شیخ معروف کرخی و آیت زاهد ابی
 علی رضا و آیت زاهد ابی موسی کاظم و آیت زاهد ابی جعفر صادق و آیت زاهد ابی القاسم
 و آیت زاهد ابی محمد و آیت زاهد ابی صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلمان فارسی و آیت زاهد
 ابی میرالمؤمنین سید المسلمین افضل الخلفاء الراشدین ابی بکر الصدیق و آیت زاهد ابی بکر
 امام المتقین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نماز چکانہ ادا نمودن فرض است
 و ترک آن کفر لازم است هر کس را که بجان و دل حکم خدا بجا آورد و تحت الشجرة فقام
 بسم الله الرحمن الرحيم طریقه نقشبندی امیرالمؤمنین سید احمد دام فیضهم حضرت شاه
 عبدالعزیز شاه ولی الله شیخ عبدالرحیم سید عبداللہ سید آدم تبریزی شیخ احمد سرحدی
 محمد الغفانی خواجہ باقی بالله خواجہ المکنلی مولانا درویش محمد مولانا زاهد خواجہ عبداللہ حرار
 مولانا یعقوب چرخ حضرت خواجہ جناب بہاؤ الدین نقشبند خواجہ محمد یاساسی خواجہ سیتی
 خواجہ محمد و انجیر غفوری خواجہ عارف ریگری خواجہ خواجگان خواجہ عبدالحق عودانی
 خواجہ بریسفہ الی خواجہ ابوعلی فارمدی خواجہ ابوالقاسم شیرازی شیخ ابوعلی دقاق
 ابوالقاسم نصیر آبادی ابوبکر شبلی سید الطایفہ جنید بغدادی ابوالحسن سری سقطی معروف
 کرخی امام علی رضا امام موسی کاظم امام جعفر صادق قاسم بن محمد سلمان فارسی ابی بکر
 ابوبکر صدیق سید المرسلین امام المتقین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم و امیرالمؤمنین
 آجاست نامہ بسم الله الرحمن الرحيم - احمد سدرت العین والصلوة والسلام علی رسولہ محمد

و سید الطائیفین

و سید العالمین و علی که ما صاحب آیه الکرسی الکلین اکابر پس برادر دینی بردست این
 خیرخواه کافه مؤمنین سید احمد شرف بیعت و توبه مشرفه گردیدند و قدس سلک طریقه حقیقت
 ده دریه نقش بندید و محمد دیر و محمد یه توسط اینجانب سنگ نشسته است و قلی نمتهای این طریقه
 نصیب ایشان گرداناد و در آجایع شریعت غرر استقامت عطا کند آمین. مورخه هفتم ذی الحجه
 ۱۲۴۲ هجری من مقام نموده شد. شقه خاص بنام نواب احمد علیخان رامپوری
 در جواب از امیر المؤمنین سید احمد پنجاب خطاب تملی القاب تحت آیت شوکت انتساب
 محمدا کتساب نواب احمد علی خان صاحب کتساب و اقباله و مضامین اجلاله بعد از سلام سنون در
 دعای اجابت مفرد و واضح آنکه نام نامی مدتی که گرامی مستطیر بر انتساب و اختلاص و خارج حدود
 و اختصاص غرور و فرمود علاقه صداقت در شسته مدت را حکم تر نمود و آید و را نوری و دل را سرور
 بخشید آنچه بنوک قلم خلقت شیم رقم فرموده بودند که بخیر است بابرکت جناب آیت مآب افاضات انتساب
 شرف بارگاه رب نوری مولانا سید حمید علی صاحب تحلیله سنون بجا آوردند از استماع آن حضرت
 برافزود احمد مدد الهی که حق جل و علا بکرم عظیم خود کن جنت مآب این نویسنده رفیق خیر و رفیق گرامی
 اکثر تجربه کرده شده که هرگز از مؤمنین غفلتین به نسبت پاک اینجانب ادا میکند آیت ابرار آیت برادر
 او منتفع میشد آمیز نوی است که حق جل و علا بکرم عظیم خود بیکرکت ادای امر سنون در سنگ نشسته گان
 خاص و مقبولان ذوی الاختصاص منسک خاها گردانید و احوال اینجده و دیگر رب سب و برینو اکت
 که قادر علی الاطلاق و ملک الاستحقاق این عاقل خاک را زوره ببقدر ارفع بکرم عظیم خود برچی
 نواخت که محبت ماسوی ذات خود را پس پشت این صنیف انداخت و فقط تحصیل رضای خود را
 قبله هست این صنیف ساخت و کفالت پرورش این خیر نبات پاک خود پرداخت و شکر نعمت علی
 بجناب آن سب و دیگر بکرام جوارح ادا تو انکر کرد و حمد این علیه ببری سیارگاه آن محمد و کیدام زیبا بجا آورد

”انوار العارفین“ سے اقتباسات

ذکر سید احمد صاحب نقشبندی در بیانہ صراط المستقیم است از بکشتن از شش

عالی حضرت ایشان بر کمال مشاجرت جناب سالت مآب در بند فطرت مخلوق شد و بنا علیہ
لوح فطرت ایشان از نقوش علوم و مایہ و ماہ دانشمند ان کلام و در نور بر تقریر مصفی مانده بود
و آنچنانست اولادش از علم اللہ ساکن رای برایی بودند گویند شاہ عالم اللہ بد ریافت آنکہ رسا
چاہ در تبیین فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سنگ بسیار زمین داده بودند یا بالا ببردیند رفته بودند
وقتی راقم در سہانہ شور بخدمت مولائی و مرشدی حاضر بود حکیم منیر الدین ساکن شہر مذکور
کہ بائی وی گفت کہ یزد در میان اینہ سید احمد صاحب نقشبندی بودند و حق بود کہ از آنجا کہ در آنجا
در فوت ہمراہ مولانا حاضر بود و حکیم صاحب نقشبندی کہ در وقت کہ تر بودند ہم دہم و ماسی کہ وہ بودند کہ
انہ اولاد مرا پندیردینا ندی کہ ترا یاد داری و فرمودند کہ در وی من مراقب شستہ بودم انخانہ مرالمیہ
داشتند گمان کردم کہ شاید برای خیر روز نید طالب میراند و دل گنہم کہ دعای حبیبی آستان ایشان
رسید کہ از افلاس و نیاز فرصت عبادت امیر من آید بخانہ فرختم و سبزار استخیر رنمہ مراقب شدم و دہم کہ
حسب حدیم نصف از قبر بیرون برآمد و روایت کرد دست بکشد آتش و رحت من دعا فرمودند از انوار اللہ تعالی انوار
و نیا از من برداشت انقی در او اہل حال جناب سید احمد در غلبہ شوق طالعہ علی از رای برایی در زبلی اشیرت
آوردند و در سجد اکبر آبادی آمدہ بخدمت شاہ عبدالقادر صاحب شہرہ و پیغمبری از علم صرف و نحو خوانندہ انانہ
شوق در تکمیل علم باطن مشیر بود پس بخدمت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ رسیدند و مرید شدند و وی مرید پر خود شاہ
ولی اللہ دوی مرید پر خود شاہ عبدالعزیز بودند احوال فضل کمال یک ہر نرنگہ از انوار نقیفات ایشان انہر
الشمس حاجت بہ بیان نیست و در قول جمیل شاہ ذی اللہ صوفیہ شایع الاہل شاہ عبدالرحیم صاحب ہر
شہر ذاکثر عالم مانہ اولم جو اجہر و عمیق الشیخ احمد السہری و الشیخ الہداد و خواجہ حسام الدین و خواجہ جہان
و شایخ السید عبدالعزیز صاحب الشیخ آدم البزوری صاحب الشیخ احمد السہری صاحب جہان بقی و شایخ الخلیفہ عبدالقادر

[illegible]

که پیش از آن جناب به دران معرکه ایستاده بود معلوم گردید که از ضرب سید و قی که بر رکبه آفتاب برین جنگ
رسیده بود به درین میدان جنگ گشته و پیوسته و بعد از آنکه گردیده شخصی افغانان از قوم که درین جنگ
نمود سوار کرده بود و این معرکه در سبب و نهتم و فیکره مسخره کنیز و دو و سوار و چهل و شش واقع شد
نشد و در خانه کتاب ضراط المستقیم این عبارت مذکور است باید دانست که انوار سعادت
جبرئیل ایشان یعنی سید اسحق صاحب غلام و پسر بود آنکه حضرت ایشان را بمحفل انوار الشیخ عبدالحق
در لایحه نقشبندیه شریف بیعت حاصل شد و ازین معنی و توجیهات او شان معاملاتی
پیشگاه یافت نمود که بسبب آن کمالات طریق نبوت و مقامات طریق ولایت بر احسن وجه جلوه گردید
اول آنکه آن معاملات نیست که حضرت ایشان جناب سالت تا با در تمام دیدند و آن جناب
سند با بسته به یک خود حضرت ایشان را می خوانند و بعضی که یک یک خوابت بسیار شود گرفته
و درین حضرت ایشان می نهادند و آنکه سپار شدند و رفتن خود از آن - و ایامی و محفلها می یافتند
و همین واقعه ابتدای سلوک طریق نبوت حاصل شد و بعد از آن روزی علی و نقی که هم آمد و همه
و غلامه را هزار رضی الله عنهما را بخوابیدند پس علی و نقی حضرت ایشان را با بسته نمود و غسل دادند
و نشو و ندش شست و نشو کردن آبار و اطفال خود را جناب سیده لباسی بسیار خوبه خود ایشان را
پوشانیده پس پس به این افعه کمالات نبوت نهایت سلوک گردید و عنایت رحمانی و تربیت سید و امی را
و اسلحه ای مشکفل حال ایشان شد تا آنکه روزی حضرت جل و علا دست راست ایشان را به نقشبند
شمار خود گرفته و چیز را از امور قدیمی پیش بردی ایشان کرده فرمود که ترا انجیل داد و ام و چیزهای دیگر
نواهم داد و حضرت ایشان را نسبت و لوقه نامه یعنی چشمتی و قادریه و نقشبندیه حاصل شده اما به نسبت
قادریه و نقشبندیه پس سالتش آنکه بسبب بیعت و این توجیهات آنجناب است و این روح مقدس و بیست
غوث الاقوالین جناب به بابا و الدین نقشبند متوجه حال حضرت ایشان گردید و تا قریب یک ماه فی الجمله تا آنکه
در باین رویداد مقدسین در حق حضرت ایشان ماند و نیز که هر دو امام تمام مقامی خود را
ایشان تمام مسوی خود می فرمودند تا آنکه بعد از قرائت نامه تنازع و وقوف معاصی حضرت را کثرت

والطریقه حضرت خواجه بیاد الدین نقشبند بخاری متحقق گردد و در طریقه مجددیه و مجددیه پس ملا و اسطوخودوس
 احدی از جناب حضرت حق مستفید گردیده و آیین حصول مقام اولیسیه اگر چه ممکن بغضیل الهی متحقق نشود
 لیکن آنرا بسببی در اسباب ظاهره عزیزی باید دانست سبب در حق این فقیر دعای حضرت پروردگار شد
 خود دست و دجه ثانی انسلک بطریق بیعت و اجازت در سلک شایخ طریقی مذکوره و آن برین وجه است
 که آیین فقیر را انساب بیعت و اجازت بجناب قدوده العلاء و المحدثین و داررک الانبیاء و اکملین و حجت
 الله علی العالمین و مولانا و مرشد ما شیخ عبد العزیز است و آیت از جناب الدماجد و شاه ولی است
 است و آیت از جناب الدماجد و شیخ عبد الرحیم و آیت از در طریقه حبشیه سید ابوالفتح و شیخ
 رفیع الدین و آیت از ابوشیخ قطب عالم و آیت از ابوشیخ نجم الحق جابین توده و آیت از ابوشیخ
 عبد العزیز و آیت از ابوقاضی خان در سفینه صبحی و آیت از ابوشیخ حسن طاهر و آیت از ابوشیخ
 و آیت از ابوشیخ حسام الدین مانک مهدی و آیت از ابوخواجه نور قطب العالم و آیت از ابوشیخ علاء الحق
 و آیت از ابوشیخ اخئی سراج و آیت از ابسلطان الاولیا حضرت نظام الدین و آیت از ابامام
 الزاهدین حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج و آیت از ابوخواجه قطب قطب الدین بختیار کاکی
 و آیت از ابایک سول الله حضرت خواجه معین الدین حبشی و آیت از ابوخواجه عثمان کاردلی و
 آیت از اباجی شریف زندلی و آیت از ابوخواجه داود حبشی و آیت از ابوخواجه یوسف حبشی و
 آیت از ابوخواجه محمد حبشی و آیت از ابوخواجه ابوالحسن حبشی و آیت از ابوخواجه ابوالسحاق حبشی و آیت از
 ابوشیخ علودین درمی و آیت از ابایک سیریه بصری و آیت از ابندلیف مرشی و آیت از ابسلطان
 ابراهیم اوهم و آیت از ابغضیل ابن عیاض و آیت از ابجد الواحد بن زید و آیت از ابخیر النعمین
 حسن بصری و آیت از ابامام الاولیا و قدوده الاتقیاء حضرت علی مرتضی کرم الله وجهه و آیت از
 بجناب سید الانبیاء و المرسلین محبوس ابوالعین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی الله علیه و آله و اصحابه و
 اجمعین

نزدیکی هر دو روح مقدس بر حضرت ایشان جلوه گر شدند و تا قریب یکپاس هر دو امام بنفس نفیس
 ایشان توجه قوی و تاثیر زود را در فرمودند تا آنکه در همان یکپاس حصول نسبت هر دو طریقه یغیب
 ایشان گردید اما نسبت چشمتی پس پایشان گنجد و در حضرت ایشان بسوی مرقد نور حضرت
 خواجه خواجگان خواجه قطب الدین بنیمیار کاکلی قدس سره العزیز تر نشین فرما شدند و بر قدم مبارک
 ایشان مراقب نشستند و درین اثنا روح پر فتوح ایشان ملاقات متحقق شد و آنجناب بر حضرت
 ایشان توجهی پس قوی فرمودند که بسبب آن توجه ابتدائی حصول نسبت چشمتی متحقق شد
 بعد بروردن ازین واقعیه و در مسجد اکرابادی واقعیه لمیع و دلی در جماعت از استفیاد
 خواستند و در آنجا شیخ کاشف الحروف هم در مکان عقبه بوسان محفل برایت منزل منکلب بود
 همه شماران محفل را یکسب مراقبه فرموده بودند و حضرت ایشان برهم استفیاد از توجه فرمودند
 بعد از آنکه آن محفل ملائکه انیس بکاتبه الهی را متوجه فرمودند که امر در حق دلی و ملائکه کجفر و تیار
 خود بلاد اسلامیه ای اخذ شتم نسبت چشمتی یا از زانی داشت من بعد آن در تعلیم طریقه چشمتی
 با زودی هم کشادند و شیخ قطب الدین شاه ولی الله و شیخ ابوالفیض شاه عبدالرحیم فاروقی بودند و
 نسبت ایشان از طرف ما و با امام موسی کاظم میرسد و گویند خواجه قطب الدین بنیمیار کاکلی در حاله ای بسیار
 فرمودند بر بسیاری خواهر شد و اقله الدین نامی در سنه کثیر از راه پیر و پنهان و چهار وفات یافت و غلام
 حاتم تارخی در شاه عبدالعزیز در سنه کثیر از راه و منده سی و سه کیشیمه نفتم وفات یافت و کسر شاه
 از راه کاکلی امام شریف سید محمد است و ایشان شباهت نشین شد و بود و در انتساب نسبت با کثیر
 ایشان بسیار و واسطه بسینه حضرت عبدالعزیز شد و فرزند حضرت غوث الاعظم قدس سره امام سید
 مراد سید عبدالعزیز و در صبه اگر است که از ایشان در سنه فرستاده است گویند از قضا که ایام ایشان از زمانی
 که بود از غایت آن فرزند از چند غربت سفر اخراج کرده از آنجا و در سنه ایشان از شریف شریف
 آورده و اهل طریقه ایشان میگوشید چون در شاه ایران آباد رسیدند و ملائکه انیس الدین و مراد از آنجا

شرفنامه پوره بعدد حاجی صاحب بوقت نماز این صبح پیش از آنکه در نماز جمعه در آنجا
 خشک بر طرف جوی باشد نسبت عشقیه چشیده است از حضرت شاه عبدالباری امر به فرزند شاه عبدالباری
 صابری امر می تفصیل نمودند و بعد از انتقال ایشان مصداق این بیت بود و معنی چشیده
 به یاد آر کرد و دلیران نگرند و چو مستمندی از ده جبهه سیر به بیت بهاد با در اقیقت با بنای سید احمد
 کردند حضرت حاجی مولوی محمد قاسم در مجلسی بار اقامت نقل به غیر نمودند که چون هر روز است با برکات
 بعد فراغ مراقبه با هم می نشستند و اثر بهمت قوی ایشان بر بنای سید احمد صاحب ای
 قوت که خواص اثر نسبت چشیده است ظاهر می شد و اثر قوی به بنای سید بر ایشان غلبه
 می کرد و می داد و رحمة الله علیه هم هم مولوی صاحب به معرفت با اقامت و با و به سلسله از اهل
 نقل به غیر نمودند که بعد از آنکه خان رئیس پنجلا سا هر چند قیامت کیش شاه محمد علی قدس سره
 برای در دزدان سر یاه دم می کرد و بعد از قبول از قولده می بود که اسپر خوا به آمدن و دختر فرزند
 کیفیت آن خبر از وی می پرسیدند می گفتند که مرشد من از حضرت و حضرت می دانند که می دانند
 به به بلو فرزند زکریا نوش باوقات بودند از اینجا تصرف ارجح بر دشمنان در عالم اهل تابست و به
 مثالی به معانیه یکسانند حاجی شاه عبدالرحیم و سید احمد و سید احمد و سید احمد و سید احمد و سید احمد
 و شش به راه جناب سید احمد مولوی محمد اسمعیل هر دو هم و سید احمد و سید احمد و سید احمد و سید احمد
 رحمة الله علیه و که حضرت می دانستند که در آنجا مولود و مولود ایشان قشقه به بهانه است نسبت
 طریقت از حاجی عبدالرحیم شمسید استند و از اولاد و احفاد حضرت شاه عبدالباری و از اولاد و احفاد
 بودند و اهل بکرید و نفرید و یکمال تجرد خود را نسبت باطن بر پا کردند که از حاجی صاحب
 با ایشان رسید به بود اخفا می کردند و بر اتباع سنت است حضرت علی الله علیه و سلم نه می بود و نه چنان
 نمی سنال که یکبار به لی قصدا نکردند اهل نسبت و صاحب است قوی بود و در قصبه بوماری به ابدی انتقال
 آشته نال می نمودند بلو می که کسی را به حال ایشان اعلان نمی نمود و مگر صاحب حاجی بعد از آنکه صاحب

و ناصر علی شاه و شاه آبادانی و میران ناکو و میر فتح علی کمال تعلیم و تکریم نمود و پاکی ایشانرا بر دوش
 نهادند و اهل طریقه اخوندی و غیر صاحب بگویند که ایشان هم پاکی شاهانند گوی را بر دوش می نهاده
 حضرت شاه عبدالعزیز حلقه ذکر از مریدان ایشان شنیده فرمودند که اخوندی با شاهان این طریقه
 از اهل طریقه ماسینه گرفته اند قدس بعد اسرار هم دگویند تصرفی داشتند که در هر شهر و قریه که میرفتند
 رئیس و غریب آن شهر را یکی ایشانرا بر دوش نهاده نذرانه میشد پس آوردند چون در بند آمدند
 رسیدند نواب فیض الله خان غفر الله له رئیس شهر مذکور سماعت و آری بر خود داشتند مکلفات
 شهر خود گردیدند و دانا پور ایشانرا احیا کرد و او نیز زیاده ازین هم ایشانرا اقوام عیسیه کشیدند و کثیر
 میرسد تا خرج بر فقر و مساکین میکردند و اوقات راوی اند که کمال توجه و مناسبت روح غوث پاک
 اکثر امور دینی و دنیوی از آنحضرت برایشان نمائش میشدند باشد که برکشند و اهل طریقه آن مجاز باشند
 و عروه دوازده ساله مرید پرور کو از خود شاه عبدالباری شده بودند بعد انتقال پدرش تا نیمه
 ابا جبار از هم خود شاه دوست محمد و غلام محمد خود سید حاتم علی شاه یافتند و اقامت زیارتش شرف
 شده بود و مرد بزرگ و خوش اوقات بودند و در آخر عمر سکر و سهو و بی ادبانه و قبح و زانی
 حیات خود را در مشغولی نماند و او را و سر بردند و در سبب و همیشه محرم حسن بیکر آمد و بعد از آن
 بر جریح حق پیوستند و بنو لا پسرش شاه غلام مصطفی سجاده نشین و می هستند و در اول عالم
 و در عالم بر گردان لغوی نقشهای نفسی و اخمیدارند و در طریقه پدری و جدی مردم را تعلیم
 و تلقین می نمایند و هر سال عرس آباء گرام در امریه با جماع فقر میکنند که الله تاسا
 تو که حضرت حاجی عبدالرحیم از سادات روه یعنی افغانستان بودند به اقتضا
 استعدا و جمعی از وطن خود در هندوستان بطلب مولی شریف آوردند اول آنجا
 نسبت باطن طریقه عالییه قادر به از شاه رحم علی که از آنجا و حضرت شاه تمیم ساوهور و آنجا
 از کائناتان هندوستان بودند میرا شدند و اقامت زیارت شاه رحم علی که در فیه تخیلات

طریقت آنکه شیخ هر چه فرمایا صفا است و اگر حرکات و سکناات شیخ در فهم مرید بگذرد معنی
حضرت موسی و خضر علیهما السلام قیاس کند شعر بی سجاوه نگین کن بکرت پیرمغان گداز
که سالک به بنجر بود ز راه و رسم منزلها و شرط پیر در کتب قوم مرقوم آتایا بنظر مولیٰ
موصوفت بر عسارت و بیان افتاده است و باز هم مبولو یصاحبان حاجت و حساب
نقل میفرمودند طالبی بزرگ عرض کرد چندان ریاضتها کشیدم بمقصدی نرسیدم آن بزرگ
گفت ازین زندگانی مردن به طالب صداق بود سنگ برداشت خواب که بر سر زنده طوطو
رو نموده آواز داد که بگوئید آن رهبر را که طالبان مارا هلاک میکند آن طالب و از خواب
بان بزرگ چنانکه بود بیان نمود آن بزرگ رقص میکرد و میگفت این شهر سه بدست می
و خورشید هم عفاک بشدنگو گفتی جواب تلخ میزد لب لعل شکر خارا به انشی میدان
ارادت آن طالب سبع بود چنانکه شعر شیخ سعیدی رحمه الله تعالی علیه است
و خوبت میدار این ارادت بسیار تا نازند و شمع کوی کوی به و لوله عشق و محبت حاجت
بوش سینه پر شود و بهر جگر سوزد الم جان و زو کز دل غمناک از رساله در دغناک ایشان
بنا و دگانی از سینه بکند ایشان بجز قوسه نیز خوش میزد و موجزن بشد چنانچه میفرمایند
سویار و محبت همه بهار به بیان کز تاهون جوین نمک مالایه مراک و لر باسی ملک یا دل
بواشنگ نکه سه مسکلی بسمل به اشک کز لعل رخ پند کدایا به بلایین عشق کی مجک پندایا
جوین غمنا بر کردن سوز جگر به کرون شربنده و دوزخی شرکوبه لکی ایست و شکرست مری لود
نشان الفت کی جسکی دلیین کپه بود خدا کیو است ای تو کرم کرد نه مجه عجزیه لواتما ستهم کرد
این هر صورتی درد و غم دلدایا دلی بیاری نه بجگو رحم آیا بهو تو نزد یک سیر میجی بهی
خسته به تسبیح بی ملنا هو شوا به به مجین او بچین ببط ایسا دروان بهو و بدخین غمنا
اجی کسکی هر چون انتظار ای به به کیستی تر سپ او بقراری به فریاد تنایا او زبرداریا
نمین املنا ای به به دلی کیسا به به پرداد و ترک بشد کرد تو به مجور اس به به سکه آگاه کرد تو

طالعها به عسارت و بیان افتاده است و باز هم مبولو یصاحبان حاجت و حساب

مکاتیب سید احمد شہید

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نصب العین صرف اور صرف اعلاء کلمۃ الحق اور
نصرۃ دین محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تھا۔ تحریک جہاد فرنگی اقتدار اور سکھ
حکومت دونوں کے خلاف تھی۔

با نادره فیوضات فائز گردانیده چنانچه از اعلام بزرگواران این صنیف مقرب بارگاه آرسید
 علم اسرار از خلفای کبار حضرت سید آدم نبوری در احیای سنت محمدیه قدسیان جمیع اقران علم
 بوده اند و در انشای طریقه مجیدیه از همه اخوان پیش قدم آید و عبودیت شعار بنایست
 قادر مختار در سماعت لیل و نهار بر طریقه رضیه اسلاف کبار و توفیق تربیت جماعه طالبین مشغول
 و در بیان کائنات ساکنین مقبول چنانچه جمیع کثیر و جمیع غفر از مسلمین انقیاد کیش در مسکن غلام
 از انشای تحویل قدرت رب قد بر توبه اسطه این فقیر خیر از درگاه واپس استعطیات و بارگاه خالق
 البریات مورد الطاف و کرم گردیدند و بر صراط مستقیم راسخ القدم سینه صفا گنجینه ایشان
 از غلطات شرک و بدعت خلاص یافت و در دول اخلاص منزلت ایشان از در خورشید توحید و
 سنت تافت تعبیرت که طه فار علی الاطلاق و حول در قوه ماکمل استحقاق آجای این نبی
 صنیف با بنام منعم جمعی مشمول شدند و آندای این نجیف با مقام منعم تحقیقی شکوفه و مغدول
 ترغیبات این عارف خاک ار در میان همت این ابرار محمول گشته در ره بیات این ذریع
 در حق مبتدین اثر از سیف مسلل اصحاب نیستند و اخلاص فائز به ابرار و غزوات اقبال گردید
 و آری بابت و نفاق گرفتار گشت و دایم هزاران هزار جگر غلای معیة و شارب شرف
 بیعت شرف شدند و در منامات و مساملات با انواع بشارت مشبه جاسوس اسلام
 و شاهپرخا و دعوا و آزار و اذیت انعام مطهر و پاک گشته و مدعی مایع نقوی و روح
 چست و چالاک جاسوس مسلمین کامل الانقیاد و در انصار شریعت محمدیه مشکک گردیدند و در
 زمره فخلسین راسخ الاعتقاد در انوار طریقه مجیدیه به شک جگر صد عا ذلک حد اکثر انگین
 از مدت چند سال تغییر بر قادر فعال حال حکومت و سلطنت این ماکک بر بنیوال گردیده
 که انصارائی نکره سیده خضالی و شرکین بد مال بر اکثر بلاد هندوستان از در بریای آسمان

ناما حل در یابی شود که تخمیناً شش ماه راه باشد تسلط یافتند و در آن شکب دزد و ربا بر
 اخیال دین رب خیر را یافتند و تمامی آن اقطاع را بطلان ظلم و کفر منکون گردانیدند و عزت
 رؤسای کبار را با انواع ذلت مقرون و جاسوسان را عداوت شاه حکم را خصوصاً
 با انواع تکالیف بجا نیندازد و بر مساجد و معابد اهل اسلام دست تقدی رسانیدند و در مقدمات
 ریاست و سیاست و معاملات قضا و عدالت قوانین شیخ را بر باد داده و آئین کفر را بنیاد
 نهاده و بجهل در آن بلاد و اصناف و اقطاع رسوم کفر مقهور گردیده و شعار اسلام مستور
 در آیات ظلم مضد شده و اعلام عدل منکوب حق پرستی منقود گشته و هر چه پرستی معبود بنیاد
 سینه بی کینه بلا خطر این حال پر از زنج و دلال بود و دول اخلاص منزل از شوق محبت لال مال
 غیرت ایانی به بنیانخانه دل در جوش بود و آورنده لغات جهاد به کینه سرور و خوش درین شهر
 این صنیف را بر کاسی دیگر برانگیختند و غم اندامی حج در خاطر ریختند آنکه مد که موعجهی از
 مؤمنین مخلصین که تخمیناً هشت صد مردم باشند بآن مقام فیض انعام رسیدیم و بزیارت حق
 ترغیبین مشرف گردیدیم و دست عقیدت و اخلاص با کینه متبرکه رسانیدیم و چشم اشتیاق
 بر مواضع معطر مالیدیم و سر نیاز بر آستانه آن بی نیاز رسانیدیم و آیین جان توان را نشان
 خانه جان جان گردانیدیم سبحان الله چه دریای رحمت بکافات این اخلاص نیست و حسی است
 سرج زن گردید و چه ملاطفت در برابر آن مقام دلکشای در مجازات این صدق و صفا
 بنیاد ثمار و معاملات خارج از حد حصار بر منصف ظهور رسید زهی الطاف نهانی و انعام
 مهربانی که جان شائقین را شایسته و زلفه گردانید و جنی انعام بکیران و اکرام بی پایان که
 امتیاز خاک نشین تا بروج عرش برین رسانید بستی اگر هر بن سوس با صد زبان کند شکر
 این نعمتش را بیان به تحسیر الفاظها میسر نباشد کمی از هزاران هزاره بجهل آنچه از مشاهد

به تلمون در مکالمات گوناگون در آن مقام دیده و شنیده ام بیدار خیال دوم نیکو به نظر
 می آید و فهم نمی رسد آری این عطیه روحانی است که هرگز از دست نمی افتد و می تواند در هر
 هرگز امید آنکه آن مشرف می نمایند اللهم لا مانع لما أعطيت ولا منعه لما منعت ثبت قلبی
 نشاء و از اعظم معاملات آن مقام این است که از درگاه در دست طایفه حضرت و حاضر
 خیر البرایا علیه افضل الصلوة والتحية در مقدمه اقامت جهاد و از آن که کفر و فساد و بطریق ایمان
 ربانی و کلام روحانی با اشارات غیبی در باب اقامت مشرف ساخته و در اشارات ربانی
 در باب فتح و ظفر مشرف در معاملات حق با علای کلمه رب العالمین و آجین می نیست سید کرمین
 و استیصال کفر و متردین مأمور ساخته و در مواجعه صادق و غیب مظهر و مفسر و مفسر و مفسر
 پس بنا بر اقامت همین رکن رکن حق تعالی قدرت دین متین و شکست روحی اعلامی دین از
 حرم محترم و آن مقام معظم معاودت نمودم و الا که ادم عاقل که از مثل آن مقام و کلمات و مکان و
 افراد جان خود را کشیده در کشش صاحب ارباب کفر و فساد و اصحاب عبت و جد
 اندازد و قطع نظر از این اشارات و اشارات انبیا و این است که هرگاه جاد و اهل علم
 در دست کفار لیام افند بر جا سیر اهل اسلام عمل نماید و متاسف است که حکام و صاحب مکر و بکر
 که سعی در کوشش در مقابل و مقابل آنها بجای آورده و متفکرم و از قبضه ایشان بران
 و الا اثم و کتب که میبندند عاصی و شکار و از درگاه قبول میگردند و از راحت و قرب
 منظر و دنیا و اعلیه چند روز در وطن خود اقامت نمودم بعد از آن راه حیرت پیورم و در بلاد
 هند و سند و خراسان دور رسبر کردیم و این تحفه شب رت پیش از شربل صلی و خیرم
 و این دعوت حق را بگوشش پیش مجید مسلمین رسانیدیم و اکثر مومنین مخلصین را در بنیاده
 رفیق خود گردانیدیم و خواهی در از اوطان و رفیقانی سید مخلصین شب از رفیق خود دانستم

چنانچه تمامی سرگزشت این عاجزان و تنگدستانان و دستار از جمیع بیت معلوم و تجارت
 اهل اسلام داشت نوردان اقالیم سیاحت و در آستان بلاد و در دست تقصیر فرایند تحقیق
 احوال مختلف گردد و از یک آنجناب و اسلاف بزرگواران آنجناب بیزاری ایامی و رحمت اسلامی
 موصوف اند و با علایم اسلام دین و احیای سنت سید المرسلین سود و در دینت و عدالت
 مسلم طوائف نام است و عظمت و کثرت ایشان زبان زنده هر خاص و عام جابیه ترین
 آن دیار و مشاییر متدینین آن اقطار غیرت ایانی و رحمت اسلامی در جمیع اقالیم مشهور اند
 و کلام ایشان با خلاص نیست و حسن طریقت سود و حتی که بخارای شریف در مقدمات دینت و کلام
 ضرب المثل شده در رسوم مردم آن عده شریف و رحمت جابیه مسلمین مسلط عمل گردیده و بنا بر این
 بر طبق منطق لازم الوثوق و جوهر المؤمنین علی الصالح کبریت رفیع در حجت آن عالمی از ار
 ملت بیچاره و حاجی آنها راجع به ظلم و آزار احکام رب العالین قاهر و اعدای دین متین نگارش
 کرده میشود که حق جل و علا کبریم خود آنجناب را منصب با عز و اسی در کشور کشای که آعلای مقام
 ارباب عزت و اقصای نام رب اهل و عبادت است شرف گردانیده پس در بنگار این نمک طلی
 لازم که همه اسباب راحت و رفعت و سامان عظمت و کثرت در تحصیل رضای رب العزت و جود
 کرده شود و در آعلای کلام رب العالین و احیای سنت سید المرسلین داد و کوشش داده آید که
 رؤسای بلاد دهند و فراسان در مقدمه اطاعت و اعتقاد و تعاضل در زیر و در بار بایست
 جهاد و تکامل و از مقتضای محبت عاقل گردیده و از حقوق عبودیت باطل آتی نموده که بنابر
 محبت ماسوی اعدا از امتثال احکام الهی بیگانه می نماید فی حقیقت بنده نیست و مومنی که عزت
 ایانی ندارد و در نفس امارت مومن فی و مخلص که مرغوبی را از مرغوبات نفائی و امثال احکام
 ربانی ترجیح دهد مخلص سبحان الله که اینکه خوشبختی را اسلام از دست نگارایم می بیند و می شنود

باز غیرت ایانی در دل ایشان جوش نغیزند و محبت اسلامی در سینه ایشان خروشان نیکند
چگونه ادعای ایمان بنمایند و جان خود را در زمره محمدیان می شمرند آری محبت حق با محبت دنیا
مخالفت میدارد و حق پرستی با هوا پرستی معادلات تجویز اجتماع این هر دو امر در یک طبخالی است
بر اختلال و دومی است سر باطل محال الدنیا و الاخره ضرمان لا یتجمعان حدیثی است مابین دو
تجمع بین صیقله و المجاز نسلی است مشهور است هم خدا خوانی و هم دنیائی اند و این اصل است محال است
چنانچه رؤسای بلاد مسطور سپا داشتن این کردار رسیده و گرفتار نذرت ادب اگر دینداران
و صرل این اخبار درشت انما یحصل حلاوت منزل مشکوک بود بنا بر اعلیٰ احکام کتب مالی تحریفه
فرنگ و نقدی شکر کن هند بیع مبارک رسانیده و شد تا غیرت ایالی که مورد کرامت اسلام است پیش
آید و اساس اهل کفر و ضلال را از پا براندازد و جمعیت خود ابلیس لعین را بر زمین زد و در حق باز
اهل کفر و شرک نکند هر چند ضلع او طمان بر یغ نری که فرد گاه این عاقل خاک رست و سوز
کو بهار تجدیدار که هبط انوار اقبال و محفل مرکب اجلال ترانده شد چه آن جناب از انواع کار
در مقامات انظار بنندگان پروردگار در پیش است و ضلع مذکور از دار اختلاف مبارک است
در اقطار و جابیر معین رعایا و مشایر جنود مشرکین نصاری با بجانب عقد جمعیت بسته اند
و مستعد طاعت و انقیاد و مستطاعات جهاد نشده در مقصود است اگر سعادت عظمی از عظمای
دین دست ارکست علی انا علام کرم بین نیست ایشان متحقق شود هر گزین علم است و نور است
ایشان در بالا کرد و بنا بر اعلیٰ مناسب وقت چنانست که جمیع صفار و کبار را از علای می شنیدند
و از اکین معتبرین و سپاهیان شجاعت شعار و رعایای انقیاد را در ترغیب فرمایند و جمعی را از
شکر غفر یکدین نمایند و از غزاهای عامه پرورش مجاهدین کنند تا مشارکت آن جناب در
اعلای دین رب الارباب و استیصال اهل کفر و ارتباب با حسن وجه متحقق گردد و تمام

مذکورین را تقویت قلبیه است آیه و چنانچه سلطنت این جهان فانی مشرف شده اند و میمان
 توجیه عالی اصول دین نیست در سوم شرح مبین در آن دیار و انظار مروج و در نشر انوار علو
 معصوم اند و چه پرورشش از باب هدایت مشغول همچنین اگر استخلاص بلاد مرزین از تصرف کفر
 ملائین بدست عسکر فیروزی اثر صورت بند و هر آنکه حمایت سابقه بحکمت لایحه منتهی گردیده
 بنابر نور علی نور بر انظار مخلصین مودت ظهور جلوه گر شود و عاقبت منتفی از رضا جوی مولی
 حاصل گردد و در درجه اعلی از مایع جنت نعیم در جوار رب کریم مقصد صدق بدست آید
 علاقه برین آنکه خزائن شیار و کلاکها رتبه در تصرف انصار و اخبار آئینیه ان غلبت
 سببه مختار و آیه آیین فقر و تبیل مال و مال و تصرف بلاد و انصار غرض میزد و هرگز از احوال
 مرزین و انحراف مخلصین بلاد مسلمین را از دوست کفره منتر دین استخلاص نموده توانست شمع بین
 در ریاست و سیاست و قضایا و عدالت کما حقہ مرعی دارد مقصد دین نفیر حاصل گردد که
 تسلط سلاطین عادلین را بر تمام روی زمین بهتر از تسلط خود میسارم زیرا که سلطنت
 را بخیال هم می آید و آنکه لغت دین مبین و استیصال کفره منتر دین تحقیق از این تیر سخی
 بر هر طرف مراد رسید و در بقدر میسر تا مل نایند و فکر عمیق را که دوزخ میزد که سرداران ملک
 خراسان بچین و نامردی موصوف اند و بظلم و تعدی موصوف بنابر اعلیه و مایه ای است این
 از حکومت ایمان بیزارانه و خرد و ایشان بیکار و کفار فرنگ که بر بند همستان تسلط
 اند نهایت تجزیه کار و همو شیار اند و حیل باز و کار اگر بر اهل خراسان پیانید سید تمام
 جمع بلاد آن بدست آرند باز حکومت آنها مجدود و ولایت آنها متصل گردد و اطراف
 با طراف اسلام متحد شود انواع مفاسد در میان مسلمین و از اسلام بحلیه و کفر خواهند انداخت
 و علم مخالفت آنجناب خواهند افروخت اگر فی محال و مکر فیروزی اثر بر آنها نداشت خواهند

و خود آنها را زیر دژ بر ناید البته از خیال تسلط بلاد سلیمان دست بردار نونند و در کار خود
 گرفتار این صنمون را مثل مضامین شعریه با لطافت شریه تصور نمایند بلکه اگر فی الحال در دست
 ابواب در آید آن ملائین و بایر خراسان تغافل خواهند و آنچه در عرصه قریه از طرف ایشان
 در حق اهل خراسان بطور خواهر رسیدگی شود خواهند فرمود که آن ملائین قرائیم بسبب
 و خیالات نهایت دور دست میدارند و قطع نظر از مراعات این تدبیر مذکور پس انقدر ضرورت
 که بلاد هندوستان از اصل دارالحرب نیست بکل کوفه هندی فرنگی با بغل بران مسلط گردید
 پس استخلاص بلاد مذکوره از دست آنها بر ذمه جابریل اسلام عمده ما و مشایخ حکام هندوستان
 واجب این تقویت استطاعت خود که شش منبایه انجانب لازم که تقدر طاعت خود فرستند
 که با دنی مصادقت انجانب بکلیه مجوز نام مشارکت آن و الا قیاب قلبه دین ترقی میگردد و کار و بار
 مجاهدین رزقی می پذیرد زیرا که غنایت لطیف خیر و اعانت رب قدر بر توبه لای قیام جهاد کمال
 استعدا در سیده و داده علو دین و اجتماع خود و سرین آماده گردید و همین که همت عالی سرحد
 گردد و بسبب است تمام سرانجام صورت این امر عظیم بر منصفه ظهور جلوه سیما و آیه و اختتام این مهم تخم
 رو منبایه آمیده سر رشته دست قادر مختار شاه اول درنا سیس انجانی تدبیر سماعی جمیل
 بر روی کار دارند و کار از عبادات جمیله شمرده بجهت تمام مجاهدان و تقید از ان در تعذیب و بوجها
 تقدیر همت عالی بگمارند و کار از عبادات جمیله فرار داده بر الراج طوبی بگمارند که آیه و شایع
 فی الامر ما اذعزت موکل علی احد نصرت از کلام ملک غلام و کلمه السنی منی و الا نام من الله
 نوی است زبان زور خاص و عام است گفت پیغمبر با و از غنیه بر تر کل زانوئی استر به
 این است بعضی مقصود این نصیر و منع کنون افی النصیر لیکن از انجا که تشریح اجمال فصل
 این اجمال تجریر خاصه بریده زبان متعسر ننمود و بتقریر لسان انسان حسیتر بنا را علیه

تجانبه مطابۀ آیت تاب متعرب بارگاه رب قوی سولانا عبدھی ہدی اسد بکل غی غو
 و متع اسد بکل غلن و ذکی را اگر برزاد توحید انبیاء است راسخ القدم اند و در مقدمہ ترغیب
 و ترہیب و وعظ و تذکرہ علم در برافقہ علم اقیانی بحر ذرا خواند و در رشاقہ بیان ایانی سحاب طر
 و در ارشاد ساکنین بہ منیر اند و در افادہ طالبین بی نظیر در ہدایت راہ کم کردگان باد یہ ضلالت
 نجم ثاقب اند و بر استیصال خشت اہل شرک و بدعت غیر و ذغال و در مراعت این فقرہ ہزار
 و در دست کشیدہ از دگر و دشت نور دیدہ و در ملازمت این خیر شیب و در از ترنہ گمانہ و بجانہ
 دیدہ و از دگر و دسر دوزمانہ چشیدہ و مع اعلام ہدایت النبیام شتہ بر غیر علم تقدیمت جامعہ اسلام
 بحضور المرحۃ النور و دلائل گردانیدم و بر اسطوتہ نوت لسان و غزوت بیان ایشان تفصیل مافی الضمیر
 بسبح اشرف رسانیدم آنچہ از کلام ہدایت النبیام آن مجمع حسنات و منج برکات فائز گردانرا
 بوقف قبول آرد و مصاحب ہدایت الگین آرا از جنس توانم علم معقول و منقول شمارند و از
 باعث سعادت دارین و جالب برکات نشأتین تصور فرمایند و زیادہ از سلام مع الاکرام

بسم الله الرحمن الرحيم. از امیرالمومنین سید احمد نجف خلیف آقا علی القاب
 رونق افزای اورنگ جلالت فراموشی کند شهادت مستند آرای محافل سیاست و کیاست مکرر
 پیرای میادین صولت شجاعت عقلت آفتاب استانت استاب تراز بسکندر جاه و جلال و جنگ بیاد
 زاد انبار و صاعقه جلالت و دفعه اسد لما یجب برضاه و آرد صلا الی غایت مانتاه و بعد از ادای
 آداب بنیادیت سنون و تحیات اخلاص شمعون برکای جلالت پیرای دروغ ذکر از اینجا که حبیب
 متین خار بندگان عبودیت کمین است و حمایت نبی حسین و ارمحمدیان خیر اندیش نه لیل کفره و نجر
 از علل صولت ایانی است و تحفیر ظلمه تنهایی از اقامات سلطنت سلطانی آگات اشرا و شرف و کمال
 عبادت اسلام است و اعانت جبار مجاهدین افضل عبادت حکام گاو کشی از منتهات غیرت دین است
 و لشکر کشی از منتهات سیرت سلاطین مخالفت اعدای دین متین عین رعای اعلام نبوت است
 و در آفت انصار شرع بسین اهل مقتضای اخلاق فطرت تأیید ادیان نبوت سیف رسان
 نمره قوانین انبیا کبار است و کسر شوکت اهل ساد باستقبال ارباب نبی و رضا و توحید آمین و ساد
 ذوی الاقدار و آری که دو دمان عالیشان آن عظمت نشان از امتداد و زمان متوجاه و جلال
 و مرکز فرداقبال آمده و بعد از عالی اخلق و هم و شیخ نیایح و دو دو کم و ترج ارباب بیغم
 بوده از غایت سلطنت ارکان آن خاندان طوبی بکبرین زمین و زمان میلزید و آری نهایت
 صولت اعلام آن دو دمان زهره و نجرین دورین نیز فیه کتین از چند سال بقدر بر فاد و فعال
 غلبه شکر کین هند و کفار و ملک بر ملک اکثر ارباب موسی و ملک صورت سینه جاده و جلال
 ارباب بیغم دو دمانت بر هم گشته و فرداقبال اصحاب حکم دریاست و در هم شده و با او اعلیٰ خدای
 قیاب نکار شش کرده و شد که آفرین جان ما توان و مال سریع از دال و تساع طیل الانواع
 و جاده و جلال فنا کمال و دوزی که شش و گز شش است و در ملک حساب و کتاب و در ل و جوار و کفیر

دلبدار با طاعت نشدنی هر چند آمد ز در حفاظت کمال چه و چه بجای آوریم تسکین لابد روزی
 آنرا را بگذریم و بچند غزرائیل و اعوان ملک الموت سپاریم پس چو کمال علمیت و نور صفا
 در غیبت بدست خود ظاهر مولای عز و امر و زکیمیم که فردا کمال مشکنت و ذلت و حسرت دیدار
 بغیر خود بریم دستماع نکبت و نکال و مصیبت و وبال همراه بریم پس بهترین است که امروز
 کلمه رب العالمین و آجای مست سید المرسلین و استیصال کفر و سر دین که بسته سازیم و حکم فاش
 مبین و اقامت مجاهدین و مصادیقین و مشارکت مؤمنین مخلصین برافرازیم هر چند اقامت جهاد و
 ازاد کفر و فساد بر زمین جا پیرای اسلام عموماً واجب است اما بر مشایخ حکم خدا و حبس
 بنابر آملی نگارش کرده میبود که این عارف خاک رفته بمقدار مقتضای حجت اسلام و دعا
 نمایند دین خیر الانام با چندی از مؤمنین مخلصین از وطن مالوف خود به نیت استیصال عت
 و اقامت جهاد برخاسته در بلاد هندوستان و خراسان دور و سیر نموده و گاه در مؤمنین را
 بسوی اوراک این خبر ترغیب داده با و طمان بر سف زنی رسیدیم و در اینجا بر نیت مؤمنین
 آن دیار و اقامت مخلصین آن اقطار مقدمه جنگ و پیکار و عروب کارزار را بکارگونگی
 کردیم احمد مدد المنت که ملا شمع و نصرت بر طبق وعده حضرت رب العزت آبی در کان حق
 علیاً نصر المؤمنین مغفود و منقذ گردیدیم گو که در بعضی اوقات بنابر مشارکت چندی از مؤمنین
 یک گانه گزندی بکنند و مؤمنین رسیده قافلاً اصل شجره اقامت جهاد و اساس بیان استیصال کل کفر
 و عناد و توجیهی محکم گردید که از فردا بخت چندی از بزرگ و بار بنابر مصداقست هر صر نورش بخانه هزار
 بانجا شدن چندی از کلمه و سنگ بنابر تزلزل یعنی از نامردان بی ناموس و جنگ آصل میل
 و اساس سرس نمی جنبه بکنند مؤمنین مخلصین را عوق غیبت ایمانی و حجت اسلامی پیش از پیش در
 جوش اند و بر زبان مسلمین مصادیقین نمره سخن انصار آمد از چار سوی در خودش هزار آن هزار

غلام بن سید و شما حلقه اطاعت در اختیار در گوش و کاشیه استقامت و سداد برداری
 انداختند و باج غارت و محبت بر سر دخلت شجاعت و شهامت در بر ساختند و از محبت
 جان و مال و اهل و عیال و عزت و نامش در راحت و آسایش دست افشانده که کریمت چشیده
 و در میدان اعلیٰ اعلام دین و آفتاب است سید المرسلین چون شیر غران بر چشیده و از
 پیجوی کلام ملک اعلام است سید الامام و ممدای علمای کرام اقامت این عمده ارکان سلطنت
 نصب کلام بر وجه شروع صورت نمی چند و با آعلیه جمعی از رسادارت کرام و علمای اعلام و قضاة
 و مشایخ عالیهام و خواص ذوی الاحشام و مجامیر خواص و عوام بردستان این فقرتیت را
 نموده اند آنکه بعد از آنکه بعد از در و در مقابل اهل کفر و عناد و معتصبین مع داعیاد بر وجه
 صورت است هر چند این بنده ضعیف و محمول این منصب شریف اولاد به ثبات غیبی سیر
 و دنیا با اتفاق مجامیر مومنین مشرف گشت تا عالم السرا و رخصیات گواه است که از تمام این
 معرکه پیرانی و عریده آرائی غیر از آعلی کلمه رب العالمین و آجای سنت سید المرسلین و سید
 بلا و مومنین از دست کفار و مشرکین امری دیگر مقصود ندارم و از روی تسلط بر بلاد
 و امصار و ملکات این بشمار سلطنت سلاطین و الایا و در ریاست و رسای عالیهام
 و آتیا ز خود از بنده گان پروردگار و امتبان سید الاجر و ارگای بنیال هم نمی آرم و در گزین
 شعبه و سر شیطانی و شایبه برائی غسانی با بره اعیان را محمول گردیده و از سد علی باغی
 پس هرگاه این غافر خاک لرد و ذره بقیه را با وجود که خانه نشینی کار است و خلوت گزینی
 شعار با مقتضای غیرت ایمانی و محبت اسلامی خالصا لوجه الله و تحقیر ابتداء الارضات است
 که محبت چیست بسته به بار نفرت دین نشین و حمایت شرع مبین بعد از استقامت قدم ثابت
 میادیم و بعد از جهاد طاعت و ادکوشنها دادیم یقین داشتیم که آنرا آگاه که غیرت است

و حمیت خاندانی بر صوف اند و بکسرت عساکر گشتی و آعدا گشتی هر دو در اعلامی اعلام دین و
 افشای سنت خاتم النبیین و استیصال کفر و منور دین و استخلاص بلاد اسلام از دست کفار و
 مشرکین و اجرای احکام رب العالمین و انتظام مجاری سیاست و عدالت بر قوانین شرع پسین آتیه
 هست و الانست خواهند ساخت و علم شجاعت و شهابت و لواهی صولت و استقامت خواهند
 اخذت بکن اگر توجیه مرکب جلال برین دیار و انظار متعده و دشوار نماید لازم که جمیع معارف
 و کبار و علمای اختیار و آرا گشتن خودی الاعتبار و سپاسیان شجاعت شعار و عایای تقیاد آثار
 را ترغیب نمایند و جمعی را از لشکر طغریکتر متوجه این سمت نمایند و در اعانت مجاهدین لفظ از عمار
 بالی است که نایب تشارکت و الا قیاب به اعلامی دین و عدالت و استیصال اهل کفر و
 از نیاب با حسن و جود بر منصف ظهور گیرد و حتمی دانی از منطبق آیه فضل الله المجاهدین با هم
 و انفسهم علی العالمین در جبهه برت آید چنانکه بر است و امامت اینچنان مناسب نوعی خواهد
 همچنین بر رجا عالیست غنیم و مقصد مسوق در جوار رب کیم میای امثال شوند و آتش آرا و
 طبق مواجیه صادره کلام ربانی و کان خالق علیا نصر المؤمنین و ان تنفردوا احد بضم کم و میت کلم
 دهم بوجوب اشیاء غیبی و بشارات الهی که این فقیران مشربست فقر سبب فتح و نصرت ظهور
 ظهور خواهد داد و عز این پیشار و بلاد کفار و کفران از دست تصرف انصار اختیار خواهد افتاد
 این فقیر تحصیل مال منال و تصرف بلاد و معارف غرضی ندارد هر که از اخوان مؤمنین استخلاص
 بلاد از دست کفار و مشرکین نموده در اجرای احکام رب العالمین و احیای سنت سید المرسلین
 کوشند و قوانین شریعت و عدالت مرعیه داشتند مقصود فقیر حاصل گشت و تیرسی
 بر دوش نیست در مقدمه نیکو نیل فرمایند و عقل و در بین را کار فرمایند دولت و جهانی
 در تعادلت جاد و دانی هست آرنده

سُلطان محمد خاں کی شکرکشی

دُزانیوں کا شکر ہوتی کو | وقائع میں ہے کہ موضع تورو سے دلیل خاں نے اطلاع کی کہ احمد خاں، جو دُزانیوں کا لشکر سپاہور لینے گیا تھا، اب لشکر لیے ہُرم، آتا ہے۔ رسالدار عبدالحمید خاں نے سردار فتح خاں کے مشورے سے سید صاحب کو اس خبر کی اطلاع کی۔ سردار سلطان محمد خاں نے ملک سمنہ کے خوانین کو دُرایا دھمکایا کہ تمہارے ملک میں ہمارا بھائی یا محمد خاں مارا گیا ہے اور مردان اور ہوتی کو بھی تم نے چھڑا دیا ہے۔ اب ہم آتے ہیں تم سب سے سمجھیں گے اور اپنا عوض لیں گے۔ لشکر کے ساتھ سردار سلطان محمد خاں، سردار پیر محمد خاں، سردار سید محمد خاں اور عظیم خاں کا بیٹا حبیب اللہ خاں بھی تھا۔

خوانین کا مشورہ | رسالدار عبدالحمید خاں نے سردار فتح خاں کے ذریعے علاقے کے تمام خوانین کو جمع کروایا اور مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے۔ ان سب کا یہی مشورہ ہوا کہ سید صاحب کو اس کی اطلاع دینی چاہیے۔ آپ کا تشریف لانا ضروری ہے۔ چنانچہ ان سب کی طرف سے اس مضمون کی ایک عرضداشت لکھی گئی کہ دُزانیوں کا لشکر ہماری طرف آتا ہے، ہم سب نے مشورہ کیا ہے کہ آپ یہاں تشریف لائیں اور ہم رگ آپ کے لشکر کے ساتھ اُن کے مقابلہ کے لیے بڑھیں۔

سید صاحب پنجاب میں | سید صاحب نے رسالدار صاحب کو لکھا کہ تم اپنے سوار لے کر امان زئی کی گڑھی میں ڈیرہ کرو۔ اس میں اس علاقے کے لوگوں کو تقویت اور تسلی ہوگی اور ان خوانین کے سوال و جواب میں فتح خاں کو لکھا کہ تم سب خوانین کی تسلی کرو کہ کسی امر کا اندیشہ نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ سب طرح سے خیر کرے گا۔ ہم نے رسالدار عبدالحمید خاں کو لکھا ہے۔ وہ تمہارے یہاں کوچ کر کے امان زئی کی گڑھی میں جا کر ڈیرہ کریں گے۔ ہم بھی جلد انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے یہاں آتے ہیں۔

آپ نے امب سے کوچ کی تیاری کی۔ مولوی خیر الدین صاحب شیر کوئی کو چھتر بانی میں برقرار رکھا۔ حافظ مصطفیٰ کاغذ حلوی کو اُن کی مدد کے لیے دیا۔ مولانا اسماعیل صاحب اور شیخ ولی محمد صاحب ٹھپتی کو امب میں مقرر کیا اور چھتر بانی اور امب میں تین سو کے قریب آدمی چھوڑے

اور اتنے ہی آدمی اپنے ہمراہ لے کر کوچ کیا اور پنجپار پہنچ کر اپنے قدیم مہج میں قیام فرمایا۔ آپ نے اُن سب خزانین کو پنجپار میں طلب فرمایا، جنہوں نے آپ کے بلائے کے واسطے خط بھیجا تھا اور اُن سے گفتگو کی۔ عشر کا غلہ، جو مجاہد بجا جمع تھا، اُس کو محفوظ کرنے کے لیے دو جگہ جمع کرنے کا بندوبست کیا۔

تورومیں | چند دن کے بعد یہ اطلاع ملی کہ دُرائیوں کا لشکر چکنی سے کوچ کر کے دریائے سندھ سے اُتر کر چار سترے میں آگیا۔ آپ نے کوچ کی تیاری کی اور ضروری اسباب تیار کر کے پنجپار سے روانہ ہو گئے۔ آپ کے ہمراہ چار سو آدمیوں سے زائد تھے۔ امان زئی کی گڑھی میں آپ نے قیام فرمایا۔ دُرائیوں نے چار سترے سے کوچ کر کے موضع اُتمان زئی میں ڈیرہ کیا تھا۔ جب انھوں نے سستیہ صاحب کو سنا کہ آپ پنجپار سے امان زئی کی گڑھی میں داخل ہوئے، تو وہ اُتمان زئی سے کوچ کر کے موضع جوتی میں آکر ٹھہرے۔ جب یہ خبر آپ کو پہنچی، تو آپ امان زئی کی گڑھی سے کوچ کر کے موضع تورومیں تشریف لے گئے اور وہیں ڈیرہ کیا۔

میرزا ابن پشاور کو فہمائش و نصیحت | سستیہ صاحب نے مولوی عبدالرحمن صاحب کو، جو موضع توروم کے رہنے والے تھے، اپنے پاس بلا کر فرمایا کہ ہماری طرف سے تم سردار سلطان محمد خاں کے پاس جاؤ اور اُن کو سمجھاؤ کہ ہم ہندوستان سے اپنا گھر بار چھوڑ کر محض جہاد فی سبیل اللہ کے واسطے اس ملک میں آئے ہیں کہ کافر لاہور سے جہاد کریں اور تم سب مسلمان بھائی ہمارے شریک ہو۔ یہاں کے اور مسلمانوں سے پہلے تم نے ہمارے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ حیرت کا مقام ہے کہ ہم مسلمانوں کی شرکت چھوڑ کر تم نے کافروں اور باغیوں کی رفاقت اختیار کی۔ تم کو مناسب ہے کہ ہم مسلمانوں سے مقابلہ نہ کرو اور اپنے شہر کو جاؤ۔ ہم کو کسی طرح یہ بات منظور نہیں کہ مسلمانوں سے جدال و قتال کریں۔ اگر تم نہ مانو گے، تو یہ یاست سمجھ لو کہ اس میں تمہارے دین کا بھی نقصان ہے اور دنیا کا بھی، ہم نے اپنی محبت شرعی تم پر قائم کر دی۔ آگے تم جانو، چارٹا اور بھی اُن کے ساتھ گئے۔

سُلطان محمد خاں کا جواب | قیسرے روز انھوں نے آکر کہا کہ سلطان محمد خاں نے آپ کے پیغام کے جواب میں کہا کہ تم ہم سے ابد فریبی کی باتیں کرنے آئے ہو کہ سید بادشاہ فرماتے ہیں کہ ہم ہندوستان سے اس ملک میں محض جہاد فی سبیل اللہ کے واسطے آئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہمارا مقصد نہ کرو، اپنے وطن کو چلے جاؤ، نہیں تو تمہارا دین و دنیا میں نقصان ہوگا۔ ہم اُن کے ان فریبوں میں ہرگز نہیں آئیں گے۔ بھلا ہم اُن کی ایسی دینداری اور پرہیزگاری کی باتوں کو کیونکر مانیں اور سچ جانیں؟ اول تو انھوں نے ہمارے بھائی یا محمد خاں کو قتل کیا اور سارائوں کے لشکر کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ علاوہ اس کے احمد خاں کے موضع مردان اور ہرتی کو تاراج کیا۔ جہاد فی سبیل اللہ انھوں نے اسی کا نام رکھا ہے۔ ہمارے بھائی یا محمد خاں پر انھوں نے رات کو چھاپا مارا تھا اس میں وہ فتنیاب ہو گئے۔ اب دن دوپہر ہم سے مقابلہ کریں، تب اُن کی لاشیت اور شجاعت کا حال معلوم ہو۔ اور دو چار دن کے عرصے میں جو ہوگا، دیکھ لینا۔

سید جہانگیر کی طرف سے تم جہت | مولوی عبد الرحمن صاحب سے سردار سلطان محمد خاں کی یہ پوری تقریر سن کر سید صاحب نے فرمایا کہ اب کی بار تم بھر جاؤ اور زمی کے ساتھ ہماری طرف سے اُن کو سمجھاؤ کہ تم مانتی پر اسرار نہ کرو، خدا سے ڈرو اور اس بات کو یاد کرو کہ جب ہم اول ملک سندھ سے آئے اور تمہارے قلعہ قاضی میں اُترے اور تم استقبال کر کے ہم کو وہاں سے کابل لے گئے اور وزیر کے باغ میں تم نے ہم کو اُتارا، ہماری ضیافتیں کیں، ہم نے تم لوگوں کو جہاد کی دعوت دی، تم نے اور تمہارے بھائی یا محمد خاں اور بہت صاحبوں نے ہمارے ہاتھ پر بیعت کی اور اس بات کا عہد و پیمان کیا کہ ہم جان و مال سے تمہارے اس کارِ خیر میں شریک ہیں اُن دنوں تمہارے اور تمہارے بھائی دوست محمد خاں کے درمیان ناچاقی تھی۔ ہم نے چالیس روز وہاں بٹہ فی اللہ اس واسطے قیام کیا کہ تمہارے درمیان صلح کرا کے تم کو ملاویں کہ تم آپس کی نفع چھوڑ کر جہاد فی سبیل اللہ میں ہمارے شریک ہو اور کافر لاہور سے لڑو کہ اسلام کی ترقی ہو، مگر تم کسی طرح ہمارے بلائے سے نہ بٹے، اپنے ہی اصرار پر قائم رہے۔ تمہارے بھائی دوست محمد خاں نے خلائیہ ہم سے کہا کہ میں سچا مسلمان ہوں جس اعتقاد اور صاف دلی سے میں آج آپ سے

بلا ہوں، اسی طرح زندگی بھر آپ سے ہمارے ہوں گا، اور یہ میرے بھائی منافق اور دغا باز ہیں۔
یہ آپ سے کبھی دغا نہ کریں گے۔ ہم نے ان کے کہنے کا کچھ خیال نہ کیا۔

پھر حبیب وہاں سے ہم پشاور ہوتے ہوئے ملکِ سنہ میں آئے اور بدھ سنگھ سے مقابلہ
جڑوا، تو وہی بات، جو تمہارے بھائی دوست محمد خاں نے کہی تھی، پیش آئی۔ پھر تمہارے بھائی
یار محمد خاں نے سکھوں سے خضیہ مل کر واللہ اعلم بالصواب ہم کو زہر بھی دیا، مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے
فضل و کرم سے بچالیا۔ مقابلہ کفار کے وقت وہ طرح دے کر آپ بھاگ گیا۔ لڑائی بگڑ گئی۔

چند روز کے بعد وہ خود فوج کشی کر کے پشاور سے ہمارے اوپر چڑھ آیا۔ ہم نے آدمی بھیج کر اس
کو بھی بہت سمجھایا، مگر وہ اپنی شامتِ نفس سے نہ بچا۔ آخر مارا گیا۔ اس میں ہماری کون سی خطہ ہے؟
اسی طرح یہاں کے تمام ملک و خزانہ نے بیعتِ امامت کی اور سب نے عہد دینے

کا اقرار کیا۔ ان میں احمد خاں بھی تھا۔ اب کی بار جب اس عہد کے بند و بست مکمل ہو گئے سب ملک
اور خزانہ ہمارے گئے اور سب نے پھر از سر نو عہد دینے کا عہد و پیمان کیا، تو احمد خاں نہیں آیا
اور باہنی ہو کر پشاور کو بھاگ گیا اور وہاں سے تم کو لڑائی کے واسطے چڑھالایا۔ ہم نے جس طرح تمہارے

بھائی یار محمد خاں کو فحاش کی تھی، اُس کو بھی کی۔ اُس نے نہ مانا۔ اب تمہیں ہم فحاش کرتے ہیں۔
اگر مانو گے، بہتر؛ ورنہ ہم پر الزام نہیں۔

اور تم جو یہ کہتے ہو کہ تم نے یار محمد خاں پر رات کو چھاپا مارا، اس سبب سے تم فقیاب
ہو گئے؛ اگر دن دو پہر کو ہم سے مقابلہ کرو، تو تمہاری بہادری اور مردانگی کا حال معلوم ہو، اُس
کا جواب یہ ہے کہ نہ ہم رات کو تم سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں، نہ دن کو، اس لیے کہ تم مسلمان
ہو اور ہم تو کفار سے لڑنے کو آئے ہیں۔ اگر تم خود زیادتی کر کے ہمارے مقابلے میں آؤ گے، تو
ہم مجبور ہیں۔ اپنے بچانے کو جو کچھ ہم سے ہو سکے گا، کریں گے۔ ہم کو امید ہے کہ جس خدا نے بات
کو تمہارے بھائی فقیاب کیا تھا، وہی خدا تم پر دن کو فقیاب کرے گا۔ مگر بہتر یہ ہے کہ تم خدا سے
ڈرو اور ناحق پر اصرار نہ کرو، بُرائی کا انجام بُرا ہی ہوتا ہے، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی،

اور ایک خط دیا۔

سُلطان محمد خاں کا مُتکبرانہ جواب | مولوی عبدالرحمن صاحب اور اُن کے ساتھیوں نے واپس آکر بیان کیا کہ سردار سلطان محمد خاں نے ورستی سے جواب دیا کہ ان قبیلوں کہانیوں کی کچھ ضرورت نہیں، اپنے گھر کو جاؤ اور خبردار! پھر ہمارے پاس نہ آنا اور نہ سید بادشاہ کا پیام لانا۔ اُنھوں نے یہ بھی بیان کیا کہ سمنہ کے اکثر ملک اور خوانین خفیہ طور پر سردار موصوف سے ملے ہوئے ہیں۔ اُنھوں نے سردار ممدوح سے یہ بھی کہا ہے کہ سید بادشاہ یہاں توڑو میں تنہا خود ہی لشکر کے ساتھ ہیں۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب، جنھوں نے سردار یار محمد خاں پر شبنون مارا تھا، وہ ان دنوں موضع امب میں ہیں۔ ہم نے پتہ چار سے سید بادشاہ کو بلا کر شکار کی طرح تھک سائے کر دیا ہے۔ اب تم اُن سے نسبت لو۔

مولانا محمد اسماعیل صاحب کی آمد | سید صاحب نے مولانا محمد اسماعیل صاحب کو طلبی کا خط لکھا اور

لے منظورۃ السلاطین میں اس مسئلے کے دو خط سلطان محمد خاں کے نام اور ایک خط سلطان محمد خاں کا نقل ہوا ہے۔ سید صاحب نے اپنے پہلے خط میں اپنی ہجرت اور جہاد کا عقیدہ بیان کیا اور تحریر فرمایا کہ ہم اس ملک میں محض کفار سے جنگ کرنے کے لیے آئے تھے ہمارا کسی سلطان سے قبائلی و قاتل کا ارادہ ہرگز نہ تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ خود ہمارے کلمہ گو بھائیوں نے مزاحمت کی اور ہمارے اوپر لشکر کشی کر کے ہم کو نیست و نابود کرنا چاہا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم پر سرداران اور کمزوروں کی مدد فرمائی۔ ہم پہلے بھی عاجز و ناچار تھے، اب بھی عاجز و ناچار ہیں۔ البتہ اُس قاتل و مطلق مالک الملک کی بلبش شدید سے ڈرنا چاہیے، جو اپنے کمزور بندوں کی مدد کرتا ہے۔

اور ست سلطان ہرچ خواہد آں کند
علیٰ را در دے ویراں کند

ہست سلطانِ مسلم مراد را
نیست کس را نہرہ چون و چرا

سُلطان محمد خاں نے اُس کا بڑا متکبرانہ جواب دیا اور لکھا کہ آپ کا یہ کہنا کہ ہم اس ملک میں محض کفار سے جہاد کرنے آئے تھے اور ہم کو مسلمانوں سے کچھ سروکار نہیں، محض ابلہ و فہمی ہے۔ آپ کا عقیدہ فاسد اور آپ کی نیت کا بد ہے۔ آپ فقیر بنے ہیں اور ارادہ امارت کا کرتے ہیں۔ ہم نے بھی اس بات پر کمر باندھ لی ہے کہ تم جیسے لوگوں کو ختم کر کے اس زمین کو پاک کر دیں گے۔

اس خط کو پڑھ کر اگرچہ اکثر لوگوں کی رائے یہ ہوئی کہ اب کچھ گفت و شنید کی گنجائش نہیں ہے، لیکن سید صاحب نے فرمایا کہ ایک بار اور اقامتِ محبت کرنا چاہیے۔ آپ نے ایک دوسرا خط لکھا جس میں سلطان محمد خاں سے خواہش کی کہ کسی خلافِ شرع بات کی نشان دہی کی جائے، جو ہم لوگوں سے صادر ہوئی ہو، اگر ایسا کوئی فعل ثابت ہو گیا، تو کسی لشکر کشی کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ ہم خود شرعی سزا کے لیے حاضر ہو جائیں گے اور آپ کو یہاں تک آسنے کی تکلیف نہیں دیں گے۔ سلطان محمد خاں نے اس کا جواب نہ دیا۔

فرمایا کہ وہاں کے انتظام اور بندوبست کے لیے سید اکبر صاحب کو مقرر کر کے آپ اور شیخ ولی محمد صاحب چلتی جلد آجائیں۔ شاہ صاحب نے سید اکبر صاحب کو وہاں کا ڈسٹے دار بنایا، شیخ بلند سخت دیر بندی کو قلعہ دار کیا اور مولوی خیر الدین صاحب کو بدستور چیمبرائی میں رکھا اور اسب سے کچھ کم دو سو غازی ہمراہ لے کر شیخ ولی محمد صاحب کے ساتھ موضع تورو کو روانہ ہو گئے۔ جب موضع تورو دویا ڈھائی کوں رہا، آپ نے سید صاحب کو اپنے آنے کی اطلاع کی۔ سید صاحب نے کھلایا کہ آپ وہیں تشریف رکھیں اور ہمارے آدمیوں کا انتظار کریں۔ رات ہی کو آپ نے کوئی تین سو سولہ آدمی مولانا کے لینے کو بھیجے۔ نماز فجر کے بعد بڑے محل و اہتمام سے تورو کو روانہ ہوئے جب تورو کے قریب پہنچے، تو سید صاحب چند آدمیوں کے ساتھ استقبال کو آئے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ مخالفین پر رعب ہو کہ مولانا اپنے مجاہدین کے ساتھ آ پہنچے۔ مولانا کے آنے کے بعد دوسرے دن نماز عشا کے بعد خبر نے خبر دی کہ سردار سلطان محمد خاں سے غومیوں نے گھڑی ساعت دیکھ کر کہا ہے کہ کل سویرے تم اپنا گل لشکر لے کر سید بادشاہ کے لشکر کے سامنے جاؤ اور ادھر ادھر گشت کر کے چلے آؤ، پھر اس کے اگلے روز ان سے مقابلہ کرو، تمہاری فتح ہوگی۔ سو کل ان کا لشکر ضرور آئے گا، آپ ہوشیار رہیں۔

اگلے روز گھڑی، ڈیڑھ گھڑی دن چڑھا ہوا کہ طلوع کے ایک سوار نے اگر اطلاع دی کہ درانیوں کا لشکر آتا ہے۔ نقارہ بجا اور لوگ تیار ہو کر اُس طرف کو روانہ ہوئے اور موضع تورو سے نکل کر ادھر کس پر جمع ہوئے۔ سردار سلطان محمد خاں ادھر سے آتے آتے پاؤ کوں کے فاصلے پر مع لشکر کے کھڑا ہو گیا۔ اس عرصے میں ایک سوار آیا اور کہا کہ ہمارے سردار سلطان محمد خاں نے کہا ہے کہ آج تو ہم یوں ہی سیر و تماشا کے طور پر آئے ہیں، مگر کل ہم اگر آپ سے مقابلہ کریں گے۔ آپ نے اُس سوار سے فرمایا کہ تم اپنے سردار سے ہماری طرف سے کہ دینا کہ ہم نہ آج تم سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور نہ کل، لیکن اگر تم خود چڑھ کر آؤ گے، تو ہم مجبور ہیں۔

تحریر: حضرت سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

مایار کی جنگ

جنگ کی تیاری | تورو اور ہوتی کے درمیان مایار نام کا ایک مقام تھا۔ اُس کے کنارے مشرقی جانب ایک چٹھے دار پانی کا ٹالہ تھا۔ اُس کی حفاظت کے لیے سید صاحبؒ نے اپنے لشکر کے چند قندھاری متعین کر دیے۔ وہ وہاں رات دن رہتے تھے۔ رات کو مولانا محمد اسماعیل صاحبؒ نے فرمایا کہ کل سردار سلطان محمد خاں نے آپ سے لڑائی کا وعدہ کیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کل سویرے اگر اس نالے اور مایار پر اپنا بندوبست کر لے، تو پانی اور دُوبستی ہم سے چھوٹ جائے اور مایار کے گرد کچی دیوار ہے، وہ لڑائی کے لیے بڑے موقع کی جگہ ہے۔ آپ اُس کا ضرور کچھ بندوبست کریں آپ نے مولانا کی یہ تجویز بہت پسند کی اور ملاعلی محمد اور ملا قطب الدین سے فرمایا کہ تم اسی وقت دو سو آدمیوں کے ساتھ باکر اُس نالے پر اپنا مورچہ قائم کرو۔ ہم نے تم کو اس کام پر متعین کیا۔ ہم ست اور دُرائیوں سے کیسا ہی سخت مقابلہ کرے، تم اس نالے کو نہ چھوڑنا۔

وَحْشاً | آپ کے حکم سے رات بھر لشکر تیار رہا۔ تمام پیادہ و سوار رات بھر بیدار اور تھیار

لے رہے تھے۔ بڑا غلاؤں ہے۔ غریب عام میں آئے مایار کہتے ہیں: مایار بھی لکھا جاتا ہے۔
یہ ٹالہ طہانی ندی ہے جو مردان اور جہلی کے پاس سے گزرتی ہوئی مایار اور تورو کے پاس بہتی ہے۔ یہ خاصہ مقامات اس کھائی ندی کے کنارے پر واقع ہیں۔

باندھے ہر شیار رہے صبح کی نماز میں نسبت اور دنوں کے آپ کے ساتھ نمازیوں کی بڑی کثرت تھی۔ نماز کے بعد آپ نے بڑی دیر تک ننگے سر ہو کر بڑی گریہ و زاری اور جزو انکسار کے ساتھ دُعا کی۔ پور دُعا کی جباری و قناری اور اپنی ناتوانی و خاکساری کا ایسا بیان کیا کہ لوگوں پر رقت طاری اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

پھر جنہیں آپ نے دُعا کر کے اپنے منہ پر ہاتھ پھرے، ایک شخص نے آپ کو سلام کر کے عرض کیا کہ میں مایہ کے نام پر سے ملا لعل محمد قندھاری کا بھیجا ہوا آپ کی اطلاع کو آئے مرنے کو موضع جُرتی میں دُانیوں کا نقارہ ہوا ہے، آپ پھر ہر شیار ہو جائیں۔ یسٹن کر آپ نے اپنے لشکر میں نقارہ بجانے کا حکم دیا اور لوگ اپنے ساز و سامان سے تیار ہو کر تورو کے میدان میں جمع ہو گئے۔ سید ابو محمد کی بیعتِ خلاص | سید ابو محمد صاحب نصیر آبادی آپ کی اہلیہ کے خال زاد بھائی، جو بانکوں میں مشہور تھے، اپنا گھوڑا امتحان پر چھوڑ کر پیادہ پا آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میاں صاحب، جس روز سے میں آپ کے ساتھ اپنے گھر سے نکلا ہوں، آج تک میرا میں خیال رہا کہ یہ میرے عزیز اور رشتے دار ہیں، میں بھی اُن کے ساتھ رہوں۔ جو ان کو اللہ تعالیٰ کہیں عروج دے گا، تو اُن کی وجہ سے میری بھی ترقی ہو گی۔ نہ میں آج تک خدا کے واسطے رہا اور نہ کچھ ثواب جان کر۔ مگر اب میں نے اس خیالِ فاسد سے توبہ کی اور از سر نو آپ کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے واسطے بیعت جہاد کرنے کو آیا ہوں۔ آپ مجھ سے بیعت لیں اور میرے واسطے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اس نسبت اور ارادے پر ثابت قدم رکھے۔ آپ نے اُن سے بیعت لی اور اُن کے واسطے دُعا کی۔ اُس وقت تمام حاضرین پر رقت سے ایک عجیب حال واقع ہوا کہ ہر ایک کی آنکھ سے آنسو جاری تھے۔

دُعا کے بعد سید ابو محمد صاحب آپ سے مصافحہ کر کے اپنے گھوڑے کی طرف چلے۔ اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اُنھوں نے پسیم اللہ کر کے اپنا دایا پاؤں رکاب میں رکھا اور آواز بلند کیا کہ کما کہ سب بھائیو، اس بات کے گواہ رہنا کہ آج تک ہم گھوڑے پر اپنی شان و

شکست اور خواہش انفس کے لیے سوار ہو تے تھے۔ اس میں کچھ خدا کا واسطہ نہ تھا۔ مگر اس وقت ہم محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی و رضا جوئی کے واسطے بنیبت جہاد اس گھوڑے پر سوار ہوئے ہیں۔ جنگ کی ابتدا شام کو سردار سلطان محمد خاں اور اس کے بھائیوں پیر محمد خاں، سید محمد خاں اور بھتیجے حبیب اللہ خاں (پیر محمد عظیم خاں وزیر) نے قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی کہ ہم سید کے مقابلے سے کسی طرح منہ نہ موڑیں گے، پھر انھوں نے یہ قسم اپنے سب مشیروں اور افسروں سے لی۔ باقی لشکر کی قسم کے لیے انھوں نے دو طرف نیزے گاڑ کر ایک دروازہ سا بنایا۔

اس میں ایک لنگی باندھ کر کلام اللہ لٹکایا۔ اس کے نیچے سے سارا لشکر نکل کر میدان میں آیا۔ پہلی رات کو کوچ کا تقارہ ہوا۔ موضع ہوتی کے لوگوں کا بیان ہے کہ اکثر دُرانی شراب پی کر اور خوب مست ہو کر اور کمر باندھ کر اور گھوڑے کیلنج کر تیار ہوئے۔ جب دوسرا تقارہ ہوا، تب چاروں سردار اس دروازے سے نکلے اور دروازے کے کنارے ایک طرف کھڑے ہوئے تاکہ سب کو اپنے سامنے اس دروازے سے نکالیں۔ پھر آگے پیچھے تمام لشکر نکلا۔ وہاں انھوں نے تمام لشکر کے چار غول یکے : تین سواروں کے، ایک پیادوں کا۔ پیادوں کی ٹالین میں افسر کیول نام فرنگی تھا۔ اس ٹالین میں چھوٹی چھوٹی دو توپیں تھیں۔ سواروں کے ایک غول میں پیر محمد خاں سردار تھا، ایک غول میں حبیب اللہ خاں، ایک غول میں خود سردار سلطان محمد خاں اور دو ضرب توپ تھیں۔ جب چار غول مجاہد مقرر ہو چکے اور تیسرا تقارہ ہوا، تب لشکر کا وہاں سے کوچ ہوا۔

اس عرصے میں ایک سوار باواز بلند مجاہدین کے لشکر میں پکارتا ہوا آیا کہ بھائیو، خبردار اور ہوشیار ہو جاؤ، دُرانیوں کا لشکر آتا ہے اور حضرت سے عرض کیا کہ نالے پر ملا لعل محمد کے ساتھ آدمی کم ہیں لشکر قریب آگیا ہے، ایسا نہ ہو کہ نالہ اُن سے چھوٹ جائے۔ یہ خبر سن کر آپ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور جناب باری میں نہایت الملح و زاری سے دعا کی۔ پھر گھوڑے

پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔

جب تورو اور مایار کے درمیان نالے پر پہنچے اور لوگ اترنے لگے، وہاں ایک جگر پانی کم تھا۔ دائیں بائیں گھبراتھا کہ کمر تک پہنچتا تھا۔ نالے کو پار کرنے میں صف کی ترتیب و انتظام قائم نہ رہا۔ نالہ پار ہونے کے بعد پھر صفوں کی ترتیب قائم ہو گئی۔ ادھر سے توپ چلی اور لوگ نالے اتر کر پار ہوئے۔ آپ نے باواز بلند پکار کر کہا کہ سب بھائی، جو سفتے ہیں، وہ گیارہ گیارہ بار سورۃ ایلین پڑھ کر اپنے اُپر دم کر لیں اور شکر میں سب بھائیوں سے یہی کہ دیں اور جن کو یاد ہو، یہ دعا پڑھتے ہوئے چلیں: "اَللّٰهُمَّ اَهْزِمْهُمْ وَ ذَلِّزْ اَقْدَامَهُمْ وَ شَتِّتْ شَمْلَهُمْ وَ فَرِّقْ جَمْعَهُمْ وَ خَرِّبْ بَنِيَانَهُمْ وَ اخْذْهُمْ اَخْذَ عَزِيزٍ مُّقْتَدِرٍ۔"

ہدایات | پھر آپ نے رسالدار عبدالحمید خاں صاحب کو بلا کر فرمایا کہ تم اپنے سواروں کو لیے ہوئے ہم لوگوں کی بائیں جانب پشت پر رہو اور تم بغیر ہمارے ہل نہ کرنا۔ شاہینچیوں کے جعدار شیخ عبداللہ سے فرمایا کہ تم لوگوں کے برابر بائیں طرف اور سواروں کے آگے رہو۔

پھر آپ آہستہ آہستہ آگے کو روانہ ہوئے۔ جب موضع مایار کے برابر پہنچے، تو مخالفین کا لشکر نماں نظر آنے لگا۔ ادھر سے دو توپیں چل رہی تھیں اور لشکر کے چار غل تھے، تین سواروں کے اور ایک پیادوں کا۔ آپ نے اپنے لوگوں سے صف باندھنے کے لیے فرمایا اور سب سے کہہ دیا کہ خبردار، کوئی بھائی ہم سے آگے نہ بڑھے اور نہ ہماری اجازت کے بغیرندوق چلائے۔

"مجاہدین کی تین صفیں تھیں۔ اگلی اور پچھلی میں ترہندوستانی تھے، بیچ کی صف میں ملکی لوگ تھے۔ برصغیر میں اتنے فرق سے آدمی کھڑے تھے کہ ہندو قبی با فراغتندوق بھر کر بھرماری کر سکتے۔ آپ نے فرمایا کہ بھائیو، دوڑنا حرام سمجھ کر تیز قدمی کے ساتھ اسی طرح صف باندھتے ہوئے توپوں کی طرف روانہ ہو، اس لیے کہ دوڑنے سے آدمی کی سانس پھول جاتی ہے اور وہ تھک کر

رہ جاتا ہے اور کسی کام کے لائق نہیں ہوتا۔ یہ بھی یاد رکھو کہ توپ کی آواز ہوتی تو ہے بڑی ٹھیس اور ڈراؤنی۔ لیکن ایک گولہ ایک آدمی کے سوا کسی کی جان نہیں لے سکتا، بشرطیکہ صفوں میں حسنسل وارقی نہ ہو۔

شکر کے مخلصین | اس عرسے میں پنے درپنے دو گھوڑے اس طرف سے ٹپا کھا کر آئے اور صفوں کے اوپر ہو کر بھل گئے۔ لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ ابھر سے گولے آتے ہیں، آپ گھوڑے سے اتر پڑیں۔

یہ حال بچہ کی صف کے ملکین نے دیکھا کہ گولے آتے ہیں اور آپ اپنے گھوڑے سے اتر گئے ہیں۔ وہ تمام ملکی و درپردہ سردار سلطان محمد خاں سے بٹے ہوئے تھے۔ یہ حال دیکھ کر مارے خوف کے وہاں سے کھسکنے لگے۔ کوئی ہستی کی دیوار کی آڑ میں جا کھڑا ہوا اور کوئی نالے کے نشیب میں۔ فقط آپ کے لشکر کے سوار اور پیادے اور رفیقوں کے سوار و پیادے کم و بیش دو ہزار رہ گئے۔ فتح خاں پنجابری، گھڑیالہ کے منصور خاں، بشیرہ کے دونوں بھائی شکار خاں اور اند خاں، کلابٹ کے سخیل خاں، گرٹھی امانی کے سردار خاں، اکوڑے کے خواص خاں خشک اور ان کے عزیزوں میں شہباز خاں خشک، زیدے کے فتح خاں، تور و کے دلیل خاں، ٹونڈ خاں کے نسیم خاں، کوٹھے کے ملا سید امیر آخوند زادہ، ٹوپچی کے ملا بہار الدین، ڈاگنی کے ملا باقی، ان کے علاوہ اور ملا و طالب علم آپ کے ساتھ شریک رہے۔

پہلا شہید | کالے خاں افغان قوم آفریدی ساکن مڑشس آباد، جو چھترپانی کے بعد سے ناراض ہو کر پہلے گئے تھے اور نام ہو کر پھر آئے تھے اور سید صاحب کے ساتھ ہی رہا کرتے تھے، گھوڑے پر سوار صف کے آگے دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں پھرتے تھے۔ اور لوگوں سے کہتے تھے کہ بھائیو! صف کے برابر جیسے چلو۔ ناگہاں ادھر سے ایک گولہ ٹپا کھا کر آیا اور ان کے بائیں پہلو میں لگا اور وہ

لے منظرہ
منظرہ السداد میں منبر کالے خاں ساتھ آئے، تو سید صاحب نے عبد اللہ والیہ کا گھوڑا، جو سبزہ رنگ تھا، ان کو دیا۔ اس کی منہ تھلتے ہی انھوں نے کہا کہ انشا اللہ اپنا سر توپ کے نشیب میں ڈالوں گا۔

گھوٹے پرست زمین پر گرے۔ لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ کالے خاں کے گورہ لگا۔ آپ نے سن کر "إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ" پڑھا۔ صفت کے لوگ آہستہ آہستہ جھپٹے ہوئے آگے چلے جاتے تھے۔ جب کالے خاں کے قریب پہنچے، تو لوگوں نے دیکھا کہ قدرے جان باقی ہے۔ گولے سے پہلو نہیں ٹھوٹا، مگر ایک نیلا داغ پڑ گیا ہے۔ کالے خاں نے آہستہ سے کہا کہ میرے بازو پر تعویذ ہے، اُس کو کھول۔ کسی نے وہ تعویذ کھول لیا۔ کالے خاں وہیں رہے اور صفت آگے نکل گئی۔

"انہیں گولوں سے لشکرِ اسلام کا ستھ اور کریم بخش گھاٹم پوری، جو سید صاحب کے لیے کھانا پکا کر کمر میں باندھے ہوئے تھے اور چند لوگ شہید ہوئے۔"

ایک فقیر جن کو قلندر کا بیلی کہتے تھے، چند روز سے لشکرِ اسلام میں مقیم تھے۔ وہ قدسی کی مشورۂ نصیحت کی تعمیل ع۔۔۔ "یا رسول عربی، شاہسوار مدنی۔۔۔" بڑی خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے۔ سید صاحب بھی اُن سے بڑی بشاشت کے ساتھ فارسی میں گفتگو فرماتے تھے۔ وہ صفت سے چار قدم آگے کھڑے تھے۔ اُنھوں نے جب حریت کی توپ کی آواز سنی، تو اپنی جگہ سے اچھل کر رقص کرنے لگے اور کچھ زبان سے کہا، جس کو قریب کے آدمیوں نے سنا۔ اتنے میں ایک گولہ اُن کے پاؤں کے پاس آکر گرا اور اُس سے اس قدر غبار اٹھا کہ قلندر اُس میں چھپ گیا۔ لوگ سمجھے کہ شہادت پائی۔ جب غبار چھا، تو قلندر برآمد ہوا۔ وہ اپنی گدڑی اپنے ہاتھ سے نچاتا تھا اور مست تھا۔

مجاہدین کی رجز خوانی | مولوی سید جعفر علی لکھتے ہیں کہ اس وقت دو شخص جنگ کی تحریض و تحریص کر رہے تھے اور اُن کی آواز اس وقت بڑی دل کش اور مؤثر تھی، ایک امان اللہ خاں طبع آبادی جو معمر آدمی تھے۔ لیکن نہایت جری اور شجاع، وہ اس طرح بہادری، ثابت قدمی اور دلاوری کی باتیں کرتے تھے کہ بزدل سے بزدل انسان بھی اُن کی باتیں سن کر جنگ پر آمادہ ہو جاتا۔ دوسرے شیخ ریاست علی موہانی جو مولوی خرم علی کے رسالہ جہادیت کے اشعار بڑے جوش و اثر کے ساتھ پڑھ رہے تھے۔

مسدک | آگے بڑھ کر سید صاحب نے نئے سرہو کر کمال مجذوری سے پھر خاک کی کہ الٹی، ہم

نہ منظور

عاجز و ضعیف بندے ہیں۔ تیرے سوا ہمارا کوئی حامی و مددگار نہیں ہے، جو ہم کو بچائے۔ ہم نے اُن کو بہتر سمجھایا کہ تم ہم مسلمانوں سے نہ لڑو، مگر اُنھوں نے نہ مانا اور ٹو دانا دینا ہے، ہمارے دلوں کے مجید کو جانتا ہے۔ اگر تیرے علم میں ہم حق پر ہوں، تو ہم ضعیفوں کو قہیاب کر اور جو حق پر ہوں، تو اُن کو۔“

اس غرض سے میں اُن کے چار غولوں میں سے ایک نے، جس میں دو توپیں چلتی تھیں گھوڑوں کی باگیں اٹھا کر حملہ کیا، اس ہیئت سے کہ تلواریں ننگی علم کیے، مارٹھیاں دانتوں میں دلبے، دائیں بائیں منہ پھیرے۔ سید کجاست؟ سید کجاست؟ کہتے ہوئے چلے۔ جب اتنے قریب آ پہنچے کہ چالیس پچاس قدم کا فاصلہ رہ گیا، سید صاحب نے اپنے رفل بردار سے رفل لیا اور باوا بلند سمیر کر کر سر کیا۔ اس کے ساتھ ہی تمام غازیوں نے تکبیر کر کر ایک باڑھ ماری اور حملہ کر دیا، مگر وہ کسی طرح نہ رُکے۔ دفعۃً آ کر گڈاٹھ ہو گئے۔ غازیوں نے اُن کو بھر ماری پر رکھ لیا۔ جرنی تو قرابین مارتے تھے، بند وچی بند وچ، تلوار والے تلوار، اور گڈا سے والے گڈا سے۔ خدا کی مدد سے اُن کا منہ پھر گیا۔ سید صاحب نے فرمایا کہ ہاں، سواروں سے کہ دو کہ تم بھی تہ کر کے اُن کو لڑکی نے کہا کہ سوار تو اول ہی شکست کھا کر معلوم نہیں، کہاں چلے گئے۔

لے یہ سوار پیادہ فوج کی پشت پر تھے۔ ڈرائیروں کا ایک خزانہ اُن کی طرف بڑھا اور دونوں طرف کے آدمی ایک دوسرے میں گڈاٹھ ہو گئے۔ ملکی سوار جھگڑے ہوئے۔ ساری فرائی ہندوستانی سواروں پر پڑ گئی۔ رسالدار عبدالحمید خاں بڑی شجاعت اور جراتوری سے لڑتے رہے۔ نہ خفی ہو کر گرے۔ سید سٹیبل بریڈی بھی زخمی ہوئے۔ تین ہزار ڈرائیروں کا مقابلہ پانچ ہندوستانی سواروں سے تھا۔ آخر ہندوستانی سوار متفرق ہو کر ڈرائیروں کے مجمع سے نکل آئے۔ ڈرائیروں نے کچھ ڈرائیروں کا متنازعہ کیا: پھر اپنے لشکر کی طرف واپس گئے۔

مشکوٰۃ میں ہے کہ جن وقت سید صاحب کی جماعت پر ڈرائی سواروں اور پیادوں کا حملہ ہوا، چونکہ اُن کا ہجوم بہت تھا اور سید صاحب کے ساتھ کے پیادے تھوڑے تھے، حاجی عبدالرحیم خاں مرحوم جو ایک مرد دلکش اور سید صاحب کے محب خانہ تھے، فوجی جماعت سے تائب نہ ہو سکے اور سواروں کو قتل کر کے ڈرائیروں کے اس انہرہ عظیم نے امیر المؤمنین کی جماعت قلیل پر حملہ کیا ہے۔ اگر آپ ہی نہ تھے تو زندگی کا کیا مزہ؟ آؤ، باتیں جانب سے حملہ کریں۔ یہ سوار چونکہ تعداد میں تھوڑے تھے اور ڈرائی تین ہزار تھے کہ نہ تھے۔ بتاؤ کہ کی حالت میں حاجی عبدالرحیم سید ابو محمد شیخ عبدالغفور نے شہادت پائی اور سید موسیٰ اور رسالدار عبدالحمید خاں سخت زخمی ہو کر گھوڑے کی پیٹھ سے گرے۔ ڈرائی سوار جتنی بار پیادوں کے مقابلے سے ہار جاتے تھے، انہیں سواروں پر گھمٹتے تھے۔ ۱۲ منہ

یہ سن کر آپ خاموش ہو گئے۔ شیخ ولی محمد صاحب نے مولانا محمد اسحاق صاحب سے کہا کہ اپنے
سوار تو شکست کھا گئے۔ اب چل کر ان کی توہین لیں شیخ صاحب اور مولانا نے کوئی ڈیڑھ سو غازیوں
کے ساتھ ان کا تعاقب کیا اور قواعد بھر ماری پر رکھ لیا، ادھر ان کا ایک دوسرا غول اسی ہیئت
کے ساتھ ”ستید کجاست؟ ستید کجاست“ کہتا ہوا اور اسی طرح گڈمڈ ہو گئے۔

ستید صاحب کی شجاعت | اُس وقت ستید صاحب کے ساتھ کم و بیش پانسو غازی ہوں گے،
باقی جا بجا متفرق ہو گئے۔ آپ کا حال یہ تھا کہ دائیں بائیں سے دونوں رفل بردار رفل بھر بھر کر دیتے
تھے اور آپ دونوں طرف سے سر کرتے تھے۔ دائیں طرف والے کا سینہ داہنی جانب رکھ کر اور
بائیں طرف والا بائیں جانب رکھ کر، چہرے پر خوف و ہراس کا نشان نہ تھا۔ یہ غول بھی بالآخر پسپا
ہوا۔ پچاس پچاس، ساٹھ ساٹھ مجاہدین ہر غول کے تعاقب میں گئے۔ ستید صاحب بھی پچاس ساٹھ
آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ ایک غول کے پیچھے بندوقیں سر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے۔

ادھر چھ سات سو سواروں کا ایک اور پراکھڑا تھا۔ انھوں نے دیکھا، تو گھوڑوں کی گھن
اٹھا کہ ستید صاحب کی جماعت پر حملہ آور ہوئے۔ آپ اُس وقت ایک اور غول کے تعاقب
میں مشغول تھے۔ سیاں خدا بخش رامپوری نے تین یا چار بار پکار کر کہا کہ حضرت، سواروں کا ایک غول
اس طرف بھی آتا ہے۔ یہ بات سن کر ایک غازی نے کہا کہ چپ رہو، آنے دو، حضرت کا نام نہ لو۔
یہ آواز سن کر آپ بھاگنے والے غول کا تعاقب چھوڑ کر بڑی جُستی اور چالاکی کے ساتھ اُس آنے
والے غول کی طرف پلٹ پڑے۔ یہ غول بھی اُسی ہیئت کے ساتھ ڈاڑھیاں دانتوں میں دابے،
نگلی تلواریں غلم کیے ستید کجاست؟ ستید کجاست؟ کہتے ہوئے گڈمڈ ہو گیا۔ ستید صاحب نے
انہیں پچاس ساٹھ غازیوں کے ساتھ بندوقوں، قراہینوں، تھاروں اور گنڈاسوں پر رکھ لیا۔ تائب
الہی سے وہ پسپا ہوئے اور دس بارہ غازیوں نے ان کا پیچھا کیا اور آپ کے ہمراہ دس بارہ
غازی رہ گئے۔

ایک لڑکے کی جرات | تیرو، چورہ برس کے ایک لڑکے کے پاس گنڈا سا تھا جس کو ٹکلی لڑک

گُفر چٹ کہتے تھے۔ اُس لڑکے نے لپک کر ایک سوار پر وار کیا۔ گنڈا سے کی نوک خنوار تھی اس سوار کی زرہ میں اچک گئی۔ سوار بھاگا۔ لڑکا دونوں ہاتھوں سے اپنا گنڈا سا پکڑے ہوئے کھچا پھلا جاتا تھا اور پشت پر زبان میں کھتا تھا کہ ”لڑکا گُفر چٹ نے یوڑو، لڑکا گُفر چٹ نے یوڑو، یعنی ہمارا گُفر چٹ یہ شخص ایسے جاتا ہے۔ اس کا یہ حال دیکھ کر کئی غازیوں نے اس سوار پر بندوقیں سرکیں۔ آخر اُس کے ایک گولی لگی اور گھوڑے سے زمین پر گر کر اور گنڈا سے کی نوک اُس کی زرہ سے چھوٹ گئی۔ اس لڑکے نے اُس گنڈا سے سے اُس کا خاتمہ کیا۔

مولانا محمد اسماعیل اور اس عرصے میں تین چار توپیں سر جوئیں اور دُرانیوں کے سواروں کے غول شیخ ولی محمد صاحب کا کارنا پر اگندہ ہو کر بھاگے۔ لوگوں نے سمجھا کہ مولانا اور شیخ ولی محمد صاحب نے دُرانیوں کی توپوں پر قبضہ کر لیا۔ سید صاحب نے آپ کے پاس آدمی بھیجا کہ آپ وہاں نہ ٹھہریے جلد توپیں لے کر ہمارے پاس آجائیے۔ انھوں نے اگر بیان کیا کہ ہم نے سواروں کا تعاقب کیا۔ اور اُن کو بھاری پر رکھ لیا۔ وہ سوار بدحواس ہو کر بھاگے۔ جب وہ توپوں کے قریب پہنچے، تو وہ توپ والے بھی اُن کا یہ حال دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور ہم نے اُن کی توپوں پر قبضہ کیا۔ توپ بھرنے کا سامان وہ اپنے ساتھ لیتے گئے۔ اُس وقت نواب خاں ننگر سے گنتی والے وہاں موجود تھے۔ اُن کا لٹو بالکل سنبے کی طرح تھا۔ اُن سے اُن کا لٹو اور شیر محمد خاں سے توپ لے کر چار فیروں کے جس سے اُن کا غول پر اگندہ ہو گیا۔

مولانا اسماعیل صاحب نے فرمایا کہ کئی دُرانی سوار مجھ تک آئے۔ میں نے (اپنی زخم خورہ گولی کی وجہ سے) جتنے بار اپنی چھاتی بندوق چلائی، اُس کے پتھر نے خطا کی۔ جب کئی بار یہی صورت پیش آئی تو مجھے گمان ہوا کہ میری شہادت کا وقت آگیا۔ یہ دیکھ کر حافظ وجیہ الدین صاحب نے اپنی فحیلہ دار بندوق سے حملہ آور سوار کو قتل کیا۔

لے یا رہا کہ کھلی کی جنگ میں مولانا کی دانیں اتنے کی چھٹکیا زخمی ہو گئی تھی اس کی وجہ سے وہ تھیلی پورے طور پر کام نہیں کرتی تھی اور بندوق کا بھرنہ مشکل تھا۔ اسی بنا پر جنگ کے وقت اکثر اپنے ساتھ کار توس رکھتے تھے۔ اکثر ازار و خرافات اپنی اس چھٹکیا کے متعلق فرماتے تھے کہ یہ میری دوسری انگشت شہادت ہے۔ (منقولہ)

دُرانیوں کی ہزیمیت | اس عرصے میں دُرانیوں کے سوار جو باجہا پر اگندہ اور منتشر ہو گئے تھے، اپنی پہلی صف گاہ پر پربازہ کرکڑیے ہو گئے۔ سید صاحب نے اُن کی جمعیت دیکھ کر سر پر ہنسہ ہو کر باواز بلند دُعا کی۔ پھر مرانا سے فرمایا کہ میاں صاحب، آپ جا کر شاہینیں سرکرائیں۔ مرانا نے جا کر اُونٹوں پر سے شاہینیں اُتروائیں اور زمین پر قطار باندھ کر رکھوائیں اور ہر شاہین پر چار چار غازی متعین کیے اور اجازت دی کہ ڈیوڑھ مارو۔ شاہینوں کی اتنی گولیاں پڑتی تھیں، مگر سواروں کا غول اُسی طرح جھاکھڑا تھا۔ سید صاحب توپوں کے پاس گئے۔ شیخ مولابخش الہ آبادی نے توپ بھر کر دُرانیوں کی طرف لگا رکھی تھی۔ آپ کی اجازت کا انتظار تھا۔ آپ نے جھک کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ توپ دُرانیوں کے نشان کے سامنے ہے۔ آپ نے اُس کا پیچ تھوڑا سا پھیر کر فرمایا کہ اب سر کرو۔ شیخ مولابخش نے آگ دی اور اُس فیر میں نشان بردار اُڑ گیا اور وہ غول پاگندہ ہو گیا۔ دُوسرے یا قیسرے فیر میں دُرانی پسپا ہو کر بھاگے۔ جب تک وہ توپ کی زد پر رہے شیخ مولابخش توپ چلاتے رہے؛ جب دُور نکل گئے، تب توپ چلائی موقوف کی اور شاہینیں بھی بند ہوئیں۔

جنگ کے اختتام پر | معرکہ جنگ سے فارغ ہو کر مجاہدین، جو بہت پیاسے تھے، اس تالاب پر آئے۔ جو مایار کے قریب دائیں ہاتھ کو تھا۔ تالاب کا پانی دُھوپ سے گرم تھا، لیکن شدتِ تشنگی میں مجاہدین اسی سے اپنی پیاس بجانے لگے۔ اتنے میں گاؤں کے لوگ پانی کے گھڑے بھر بھر کر لائے اور غازیوں کو سیلاب کیا۔

اسی عرصے میں پراگندہ اور منتشر لوگ بھی جمع ہونا شروع ہو گئے۔ شاہین و قمار بھی رہیں آگیا۔ اس تالاب پر دیر تک سید صاحب اور مجاہدین لے قیام کیا۔ یہ بھی خیال تھا کہ چونکہ دُرانی سوار تعداد میں زیادہ ہیں، اگرچہ شکست کھا کر دُور تک چلے گئے ہیں، لیکن کیا محب ہے کہ اُن کے سواروں میں سے کوئی جرات سے کام لے کر پھر ٹپٹ پڑے۔ جب آفتاب ڈوبنے لگا اور دشمن زیادہ فاصلہ طے کر چکے، تو آپ نے مایار کی گڑھی کی طرف مراجعت فرمائی۔

تغیروں کی سرچھٹ | مولوی منظر علی عظیم آبادی زخمیوں کو جمع کرنے، نمازِ جنازہ پڑھنے اور شہداء کی تدفین

کے لیے مقرر ہوئے۔ تمام زخمی مایار کی گڑھی میں جمع کیے گئے۔ جراح حاضر ہوئے اور وہ زخموں کے سینے اور مرہم پٹی میں مشغول ہوئے۔ مغرب کی نماز گڑھی مایار میں ہوئی۔ مولوی جعفر علی صاحب لکھتے ہیں: لوگ اگرچہ صبح سے بھوکے تھے، لیکن فتح کی خوشی سے کھانے سے بے پروا اور آسودہ تھے۔ دن بھر کے تھکے ماندے ہونے کی وجہ سے اکثر لوگ پڑ کر سو گئے لیکن جراحوں کو زخموں کے سینے اور مرہم پٹی سے فرصت نہ تھی۔ عام طور پر لوگ سو رہے تھے۔ چراغ کھڑے والے اور روشنی دکھانے والا بھی بڑی مشکل سے ملتا تھا۔ نَعَا سًا يَكْنُشِي طَائِفَةً مِّنْهُمْ كَمَا مَنَظَرًا لِّكَلْمٍ بے اختیار بند بند ہر جاتی تھی نصف شب کے بعد زخموں کے سینے اور مرہم پٹی سے فریفت ہوئی۔



جنگ مایار

میدان جنگ | سید صاحب اس وجہ سے گڑھی امان زئی کو چھوڑ کر تور و پہنچے تھے کہ دنیاویوں کا رخ میدان کی طرف تھا اور وہ اپنی پیدلے ہوئے نظر آتے تھے۔ تور و مردان سے چار میل جنوب میں ہو گا۔ دونوں کے عین وسط میں مایار ہے، جس کی مغربی سمت کے میدان میں گھمسان کی جنگ ہوئی تھی۔ لہذا یہ مایار کی جنگ کہلائی۔ بعض اصحاب نے اسے ذائع تور و کی جنگ کہا، یقیناً اس لیے کہ مایار کے مقابلے میں تور و زیادہ مشہور و ممتاز مقام تھا اور میدان جنگ سے قریب واقع تھا یا اس لیے کہ سید صاحب نے جنگ مایار کے لیے تور و کو بوجہ قرب مرکز بنایا تھا۔

سید صاحب خود تو غازیوں کے بڑے جتھے کے ساتھ تور و میں مقیم ہوئے۔ قندھاریوں اور ننگرہاریوں کی ایک جماعت کو گڑھی مایار میں بٹھا دیا۔ درانی اگر ہوتی مردان سے تور و پر پیش قدمی کرتے تو مایار کے غازی انھیں روک سکتے تھے۔ جا بجا پیروں کا انتظام بھی کر دیا۔

پہلی جھڑپ | مولانا شاد اسماعیل کے پہنچنے سے دوسرے دن سید صاحب کے طلایہ گرد سواروں نے اطلاع دی کہ درانیوں کی فوج گڑھی مایار پہ حملے کے ارادے سے نکلی ہے۔ سید صاحب اس وقت مسجد میں بیٹھے ہوئے فرما رہے تھے :

”اللہ تعالیٰ کا کارخانہ دیکھیے۔ ہم ہندوستان سے ہجرت کر کے آئے کہ مسلمانوں کو متفق کر کے کافروں سے جنگ کریں۔ بڑے افسوس کی جگہ ہے کہ کفار تور و درکنار یہ مسلمان ہی ہمارے مخالف اور دشمن جانی بن گئے اور ہم سے لڑنے کے لیے تیار ہو گئے۔ ہم تو ہرگز نہیں چاہتے کہ ان سے لڑیں۔ چنانچہ سلطان محمد خاں کو بارہا سمجھایا۔ لیکن انفس و شیطان نے اس کو شرفساد پر اس درجہ آمادہ کر دیا کہ کچھ اس کے ذہن میں نہ آیا۔ خیر، مشیت الگ یونہی ہے تو ہم تاجار

ہیں، جو کچھ ہوگا، دیکھ لیں گے۔

درا نیوں کے نکلنے کی خبر سنتے ہی سید صاحب نے شتری نقارہ بجا کر کوچ کا حکم دے دیا۔ میدان میں پہنچے تو خضر خاں مایار سے یہ خبر لایا کہ درا نیوں نے کچھ آدمی بھیج کر گڑھی پر گرگیاں چلائی تھیں۔ جب گڑھی پر جواب میں باڑھیں ماری گئیں تو درانی واپس چلے گئے۔ سید صاحب دیر تک میدان میں ٹھہرے رہے کہ کوئی ملے گا تو فوری حملے کا کوئی اندیشہ نہیں تو سید صاحب پیروں کا انتظام کر کے توروں پر چلے آئے۔

صبح جنگ | آپ نے حکم دے دیا تھا کہ پیادوں اور سواروں میں سے باری باری آدھے سوار اور آدھے جاگتے رہیں۔ اس حکم پر پورے اہتمام سے عمل ہوا۔ دوسرے روز نماز فجر ادا کرنے کے بعد سید صاحب نے ننگے سر ہو کر عاجزی سے دعا کی۔ پھر غازی کھانا پکانے میں لگ گئے۔ عین اس حالت میں ملاعل محمد قندھاری کے ایک آدمی نے یہ خبر پہنچائی کہ درانی فوج میں کوچ کا پہلا نقارہ بج چکا ہے۔ اس پر پیچھے مایا ایک اور آدمی آگیا کہ درانی فوج میں دوسرا نقارہ بھی بج چکا ہے۔ غازی کھانے سے بے پروا ہو کر فوراً تیار ہو گئے۔ اس وقت سید صاحب کے پاس مندرجہ ذیل ملکی خوانین و علما موجود تھے:

(۱) فتح خاں (پنجتار) (۲) منصور خاں (گھڑیالہ) (۳) آند خاں (شیوہ) (۴)

مشکار خاں (شیوہ) (۵) اسماعیل خاں (کھلاہٹ) (۶) سرور خاں (امان زئی) (۷)

خواص خاں (اکوڑہ خلک) (۸) شہباز خاں (اکوڑہ خلک) (۹) خواص خاں (۹)

فتح خاں (زیدہ) (۱۰) دلیل خاں (تورہ) (۱۱) نسیم خاں (لونڈ خڑ) (۱۲) قاضی سید امیر

(کوٹھال) (۱۳) ملا بہادر الدین (ٹوپی) (۱۴) ملا باقی (ڈاکٹی)۔

فریقین کی جنگ | میں جس حد تک تحقیق کر سکا ہوں درانی فوج اس وقت بارہ ہزار تھی۔
وقت | ہزار پیادے اور آٹھ ہزار سوار۔ ان کے پاس دو بڑی اور چار چھ

توپیں تھیں۔ سید صاحب کے پاس غازیوں کے علاوہ ملکی آدمی بھی تھے۔ ان سب کی مجموعی طاقت ساڑھے تین ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ سوار صرف پانچ سو تھے۔ توپ کوئی نہ تھی۔ سید صاحب

غزائیں بھی دتے اور انھیں لڑائی کا خیال بھی نہ تھا۔ جب لڑائی ناگزیر ہو گئی تو اسب کے محاذ سے توپیں اٹھا کر لانے کا کوئی موقع ہی نہ رہا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ سید صاحب نے اس امر کو مشرقی خطہ دفاع کی مصلحتوں کے خلاف سمجھا ہو۔

مایار اور تورو کے درمیان نالہ بتا ہے جس کا نام ”چھلپانی“ ہے۔ سید صاحب نے پیادوں کی صف بندی شروع میں کر دی تھی۔ نالہ عبور کرتے وقت صف بندی قائم نہ رہ سکی۔ پانی کمر تک آیا۔ دوسرے کنارے پر پہنچ کر صفیں پھر درست کر لی گئیں۔ تین صفیں تھیں۔ اگلی اور پچھلی صف میں ہندوستانی غازی تھے۔ بیچ کی صف میں ملکی تھے۔ سواروں کو پیادوں کی صفوں کے بائیں جانب پیچھے رکھا تھا۔ ان سے آگے شاہین داروں کا جیش تھا، جس کے سر عسکر شیخ عبداللہ رام پوری تھے۔ سواروں کو تاکید کر دی گئی تھی کہ جب تک حکم نہ ہو، قطعاً حملہ نہ کریں۔ قندھاری اور ننگر ہاری یا تو باہر میں تھے یا چھلپانی کے کنارے جا بجا پہروں پر غازیوں نے پیش قدمی کی تو ندی والے غازی بھی ساتھ مل گئے ہوں گے۔

کالے خاں شمس آبادی | شمس آباد سُر کے کالے خاں ایک نہایت مخلص غازی تھے۔ کئی لڑائیوں میں شریک رہے۔ چتر بانئ پر جو حملہ حافظ عبداللطیف نے بہ طوع خود کر دیا تھا، اس میں بھی شامل تھے۔ یاد ہو گا کہ اس حملے میں سیڑھی بھی استعمال کی گئی تھی، جو چھوٹی تھی۔ اتفاق سے جو غازی اس سیڑھی پر سب سے پہلے چڑھا، اس کا تار چھوٹا تھا۔ اول سیڑھی چھوٹی، دوسرے غازی کا قد چھوٹا۔ چتر بانئ کی دیوار تک پہنچنا مشکل ہو گیا اور حملہ ناکام رہا۔ کالے خاں خوب لمبے قد کے تھے، انھیں خیال ہوا کہ اگر میں پہلے چڑھتا تو ہاتھ بڑھا کر مثلاً یہ کپڑا لیتا اور میرے چڑھ جانے کے بعد دوسرے غازیوں کے لیے اوپر جانے کی کوئی صورت

لے دیتا تھا۔ یہ کہہ کر انی ذبح تھینا میں ہزار تھی اور سید صاحب کے پاس کیوں سمیت بارہ ہزار آدمی تھے۔ یہ دیکھتا ہوں کہ یہ مبالغہ آمیز شنید یا سرسری تخمینہ ہے۔ اس کے مقابلے میں مجھے ”مستندہ“ کا بیان زیادہ قریب قیاس معلوم ہوا۔ ”دقائق“ میں یہ بھی ہے کہ بارہ کی طرف بڑھتے ہی توپوں کے گولے آنے لگے تو اکثر ملکی اور مراد مرچھپ گئے اور سید صاحب کے ساتھ تھینا دو ہزار آدمی رہ گئے۔ خوائین نے ایک لمحہ کے لیے بھی ساتھ دھجھا۔ بلیو نے کھا ہے کہ پیادے پانسو تھے اور سب کے سب ہندوستانی تھے۔ سوار پندرہ سو تھے اور ان میں زیادہ تر ملکی تھے۔ یہ بیان بھی صحیح نہیں۔

نکل آتی۔ بس اسی واقعہ سے دل برداشتہ ہو کر واپسی کا فیصلہ کر لیا۔ قازیوں نے بھی سمجھایا، سید صاحب نے بھی نصیحت فرمائی، کالے خاں پر کچھ اثر نہ ہوا۔ لاہور یا امرتسر میں ان کا ایک پُرانا رفیق ملاہ اس نے قصہ سن کر کہا کہ ہم تو سید صاحب کے پاس پہنچنے کے لیے دعائیں مانگ رہے ہیں۔ تم بڑے کم نصیب ہو کر انچھوڑ کر چلے آئے، کالے خاں پر اتنا اثر ہوا کہ قزاق ایک یا دو خریدنا اور واپس ہو گئے۔ سید صاحب اسب سے بختیار آگئے تھے کہ کالے خاں بھی پہنچ گئے۔ جاتے ہی عرض کیا کہ یا بھائی کو دسے دیجیے، میں سارا تو آپ ہی کی خدمت میں گزارنا چاہتا ہوں۔ سید صاحب نے ان سے وعدہ فرمایا کہ جنگ ہوئی تو گھوڑا دونوں چنانچہ جنگ مایار کے دن عبداللہ والیا کا گھوڑا کالے خاں کو دے دیا۔ انھوں نے رکاب میں پاؤں رکھا اور بولے کہ ضرورت پڑی تو اپنا سر بھی دشمن کی توپ کے منہ میں دے دوں گا۔

پیادوں اور سواروں | مولوی فتح علی سواروں میں شامل تھے۔ چابک انھیں خیال آیا کہ مقابلہ **میں اول بدل** سخت ہے، خدا جانے کیا حالات پیش آئیں۔ ہتیرے ہو گا کہ میں پیادوں میں

شامل ہو جاؤں تاکہ سید صاحب کے پاس رہوں۔ چنانچہ ذرا خدمت والا میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں مولوی کے فن میں زیادہ مشاق نہیں ہوں، میرا گھوڑا کسی ایسے بھائی کو دے دیجیے جو میدان جنگ میں اس سے بہتر کام لے سکے اور ساتھ ہی میرے پیلے دار سید اسماعیل راسے بریلی سے فرما دیجیے۔ سید صاحب نے مولوی فتح علی کی درخواست منظور فرمائی۔ پھر سب قازیوں کو حکم دے دیا کہ جو بھائی سواروں میں زیادہ طاق ہو، وہ اپنا گھوڑا دوسرے کو دے دے۔ چنانچہ مولوی فتح علی عظیم آبادی کے علاوہ مولوی منظر علی عظیم آبادی، مولوی قمر الدین عظیم آبادی، مولوی عثمان علی عظیم آبادی اور مولوی مدد علی غازی پوری نے گھوڑے چھوڑ دیے۔ ان کے گھوڑے، بسا در علی خاں بتارسی، شمشیر خاں بتارسی، حسن خاں بتارسی، دین محمد عظیم آبادی، عبداللہ خاں (وطن معلوم نہیں) کو دے دیے گئے۔

سید صاحب کا لباس | سید صاحب نے اس روز چمکاس زیب بر کیا اور چمکاس پہنایا۔ ان کی تفصیل مادوں نے یہ بتائی ہے: چندیری کی سفید دستار، بادامی گٹھی کا سفید پاجامہ، بہت چمک کا دوہرا انگرکھا، کمر میں سفید پٹکا، اس کے اوپر سرخ کن روں اور سیاہ و صافوں کی پشاوری

لنگی کے سوا تمام پارچے شیخ غلام علی الہ آبادی کے نذر کیے ہوئے تھے۔ وہ وقتاً فوقتاً سید صاحب کے لیے خاص جوڑے تیار کر کے بھیجتے رہتے تھے۔ پیتنبوں کی بہشت پہلو دلائی جوڑی، فولادی چھری، جس کا دستہ شیرماہی کا تھا اور میان کینجی کا۔ آپ کے ساتھ دونوں بازوؤں پر آپ کے وہ رفل بردار تھے۔ ایک حافظ صابر تھانوی، دوسرا شرف الدین بنگالی۔ ایک دلائی رفل تنخواہاں قندھاری نے لکھنؤ میں بطور نذر پیش کی تھی۔ دوسری رفل آپ عرب سے خرید کر لائے تھے۔

جنگ کا آغاز | درانی ہوتی سے نکلے تو انہوں نے گزرگاہ عام پر ایک جگہ وائیں بائیں دونوں

گھڑے، دروازہ سا بنالیا بیچ میں قرآن شریف لٹکا دیا۔ تمام پیادوں اور سواروں کو اس کے نیچے سے گزرا۔ یہ گویا ایک قسم کا طاف تھا کہ وہ جنگ سے منہ نہ موڑیں گے۔ ان کی سکیم یہ تھی کہ پہلے سید صاحب کے غازیوں پر توپوں سے گولوں کی بارش کریں، اس کے ساتھ ساتھ پیادے گڑھی مایا پر حملہ کریں اور سوار غازیوں کے جیوش کو درہم برہم کر ڈالیں۔ سید صاحب نے چھلپانی سے گزر کر ضعف بندی کی، آگے بڑھے تو درانی توپوں کے گولے پے پے آ رہے تھے۔ کالے خاں شمس آبادی سبزہ رنگ گھوڑے پر سوار سب سے آگے تھے۔ سب سے پہلے سقائے لشکر اسلام شہید ہوا جو ہندی سے مشکیزے میں پانی بھر کر غازیوں کو پلاتا تھا۔ علامہ میدان تھا اور چھپنے یا مورچہ پکڑنے کی کوئی جگہ نہ تھی۔ اس اثنا میں ایک گولہ آیا اور کالے خاں سے تھوڑے فاصلے پر گرا۔ پھر اچھلا اور بہادر غازیوں کے پولو میں لگا۔ ان کے دلکد غم لگا۔ سید صاحب نے سناتے نہ پایا انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ ساتھ ہی حکم دیا کہ انہیں اٹھا کر مایا پہنچا دیا جائے۔ قلندر کابلی بھی ساتھ تھا۔ وہ جب خوش ہوتا تو بڑی دلکش لے میں: ”مرحبا سید مکی مدنی العربی“ گلیا کرتا تھا۔ صفیوں سے چار قدم آگے اچھلتا کودتا اور گاتا جاتا رہتا۔ ایک گولہ اس کے قریب آکر گرا۔ گرد و غبار کا ایسا طوفان اٹھا کہ قلندر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ سب سمجھے کہ اس نے شہادت پائی۔ غبار چٹا تو کیا دیکھتے ہیں کہ قلندر رونق کا ایک سرا پکڑے بے تکلفی سے سر کے گرد گھمائی رہے اور دفور مسترت سے تاج رہا ہے۔ مایا رنگ پہنچتے پہنچتے چند غازی شہید ہوئے۔

رجز خوانی | دو غازی ”رجز خوانی“ کر رہے تھے: ایک امان اللہ خاں لیج آبادی، دوسرے

شیخ ریاست علی موہانی۔ امان اللہ اگرچہ خاصے سن رسیدہ تھے، لیکن بہت و شجاعت کا یہ عالم تھا کہ بزدل بھی ان کی باتیں سن کر شیر دل بن جاتے۔ ان کی لے بڑی پڑ تاثیر تھی۔ شیخ ریاست علی بھی بڑے خوش گوشتھے۔ مولوی خرم علی ملبوری کا منظوم جہادیہ پڑھتے جا رہے تھے :

جس کے پیروں پہ گرے گردِ صغیر جنگِ جہاد وہ جہنم سے بچا، نار سے ہے وہ آزاد
اسے برادرِ توحدِ نبویؐ کو کشتن لے بارِ فردوس ہے تلواروں کے سایے کستے
جو مسلمان رہ حق میں لڑا لحظہ بھر روشہٴ خلد بریں ہو گیا واجب اس پر
آج جو اپنی خوشی جان خدا کو دو گئے پھر تو کل شوق سے جنت کے مزے لوٹ گئے

منظورہ کا بیان | اسی طرح غازی مایار کے بارغ تک پہنچ گئے، جو غالباً بستی کے جنوب مشرق میں تھا اس کے بعد جنگ کی تفصیلات کے متعلق روایتوں میں اختلاف ہے۔ "منظورہ" کا بیان ہے کہ پیادوں کی صفوں میں صرف سید صاحب گھوڑے پر سوار تھے۔ ایک غازی نے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور ادب سے عرض کیا کہ یا تو گھوڑے سے اتر جائیے یا پیچھے چلے جائیے۔ آپ سب میں نمایاں ہیں۔ مبادا دشمن تاک کر آپ پر گولے پھینکے۔ سید صاحب فوراً اتر گئے اور گھوڑا ایک غازی کو دے کر سواروں میں شامل ہونے کا حکم دے دیا۔ پھر فرمایا کہ سب سے پہلے توپوں پر قبضہ کرنا چاہیے۔ اس عرض کے لیے دوڑ کر توپوں کے مقام پر پہنچنا مناسب نہیں۔ دوڑنے میں سانس پھول جاتا ہے۔ صف بندی کو قائم رکھتے ہوئے تیرا پیش قدمی لازم ہے۔

جب توپیں ایک گولی کے فاصلے پر رہ گئیں تو ایک گولہ غازیوں کے عین سامنے گرا۔ اس سے میان محی الدین کی ایڑی زخمی ہو گئی۔ اسی زخم کے باعث وہ کچھ مدت بعد پنجاب میں فوت ہوئے۔ سید صاحب

ملہ مولوی خرم علی نے فضائلِ جہاد کی آیات و احادیث فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں بہ طریقِ مثنوی نظم کر دی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ نظمیں عام طور پر پڑھی جاتی تھیں۔ روایتیں ہیں اردو نظم کے پڑھے جانے کی تصریح ہے۔ جنگِ مایار کے ذکر میں ہوئی ہے۔ میں نے اس باب کے آخر میں جہادیہ (اردو) کو بہ طورِ ضمیمہ درج کیا ہے۔

دیا ہے :

تکسیر پڑھتے ہوئے بدستور آگے بڑھنے گئے۔ صفوں کا نظم بھی باقی رہا۔ ایک گولہ صفوں میں گرا جس سے تین غازی شہید ہوئے۔ اس اثنا میں ایک توپ کے پاسے ٹوٹ گئے اور وہ چرخ سے نیچے گر پڑی۔ غازی قریب پہنچ گئے تو درانی توپچی بھاگ نکلے۔ غازیوں نے توپوں پر قبضہ کر لیا تو درانی سواروں نے شدید حملہ کر دیا۔ پھر پے بہ پے ان کے کئی گروہ آئے لیکن تھوڑی تھوڑی دیر میں سب دھم دھم ہو کر بھاگ گئے۔ راوی کہتا ہے کہ معلوم ہوتا تھا کھیاں تھیں جو بار بار شیروں پر گرتی تھیں اور غائب ہو جاتی تھیں۔

وقائع کا بیان | واقعے کا بیان زیادہ متصل اور واضح ہے۔ اس کا مفاد یہ ہے کہ درانی فوج کے چار غول تھے: ایک پیادوں کا اور تین سواروں کے۔ کالے خاں کے زخمی ہونے کے بعد سید صاحب نے ننگے سر ہو کر بہ کمال عجز و زاری جناب باری میں دعا کی کہ الہی! ہم عاجز و ضعیف بندے ہیں تیرے سوا اور کوئی حامی و مددگار نہیں جو ہم کو بچائے۔ ہم نے بہتیرا ان کو سمجھایا کہ ہم مسلمانوں سے نہ لڑو، گروہ نہ مانے تو عاٹا و بینا ہے۔ ہمارے دلوں کے بھید جانتا ہے۔ اگر تیرے علم میں ہم حق پر ہوں تو ہم ضعیفوں کو فتح یاب کر اور اگر وہ حق پر ہوں تو ان کو فیر و مندے عطا کر۔

اس اثنا میں سواروں کا ایک غول باگیں اٹھائے تیزی سے آیا۔ سب کی زبانوں پر تھا: "سید کجاست؟ سید کجاست؟" (سید کہاں ہے؟ سید کہاں ہے؟) سید صاحب کا حکم تھا کہ کوئی بھائی ہماری اجازت کے بغیر بندوق نہ چلائے۔ سوار جب چالیس پچاس قدم کے فاصلے پر رہ گئے تو سید صاحب نے رفل اٹھائی اور بلند آواز سے تکسیر کہہ کر سرکے ساتھ ہی غازیوں نے باڑھ ماری۔ پھر تو انھیں بھرمار یوں پر دھریا۔ قرابین جی قرابینیں مارتے تھے، بندوقچی بندوق، عواروں اور گنڈاسوں والے اپنے ہتھیاروں سے کام لے رہے تھے۔ درانی سوار لوٹے تو سید صاحب نے فرمایا کہ اب ہمارے سوار تعاقب کریں، لیکن سید صاحب کے سوار پہلے ہی منتشر ہو چکے تھے۔

ملہ معمول کے مطابق سید صاحب نے جنگ چھڑنے سے پیشتر فرمایا تھا کہ جس بھائی کو سورۃ قریش یا دہر گیارہ مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لے نیز دعا پڑھے: اللھم اھننا فھم و نزلنا فھم و شئتھم و فترق جسمھم و فترق بنیائھم و خذھم اخذ عزیز مقتدر۔ یہ دعا سید صاحب فرماتے کے بعد بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے۔

سواروں کا انتشار

دُعا فی سواروں نے حملہ کیا تو چونکہ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی، اس لیے دُور سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سید صاحب غازیوں سمیت ان کے زبغے میں آگئے ہیں۔ اس وقت عبد الرحیم خاں جو سید صاحب کے خاص جاں نثاروں میں سے تھے، بے تاب ہو گئے۔ اس پاس کے رفیقوں سے کہا کہ اگر حضرت نہ رہے تو ہماری زندگی کس کام آئے گی۔ آؤ ان پر دائیں جانب سے ہلہ کریں۔ یہ کہتے ہی باگیں اٹھا کر سرپٹ چل دیے۔ اس پاس کے سوار بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔ عبد الحمید خاں نے دیکھا تو سمجھے کہ حملے کا حکم ہو گیا، چنانچہ وہ بھی پورے رسالے کو لے کر بڑے حملہ بڑا سخت تھا لیکن سوار بکھر گئے۔ بعض اکا و دکا دشمنوں میں بگڑ کر شہید یا زخمی ہوئے، بعض پچھے ہٹتے ہٹتے دُور تک نکل گئے۔ سواروں میں سے ارباب ہرام خاں اور فتح خاں پنجتاری اپنے آدمیوں سمیت جگہ پر جمے رہے۔ انھوں نے سید صاحب کے حکم کے مطابق حملہ کرنا چاہا، چونکہ تعداد میں بہت کم تھے، اس لیے انھیں روک دیا گیا۔

توپوں پر یورش

اس موقع پر مولانا شاہ اسماعیل نے شیخ ولی محمد سے کہا کہ اب توپوں پر قبضہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ وہ ڈیڑھ سو غازیوں کو لے کر بھاگنے والے سواروں کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ ان اثنا میں توپچی اپنے نیچے لے کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ مولانا نے توپوں پر قبضہ کر لیا۔ نواب خاں لشکر کے والے کے پاس ایک لٹھ پیٹہ جیسا تھا۔ اسے لے کر توپ بھری، شیر محمد خاں سے ٹٹالے کر درانیوں داعی۔ چار مرتبہ فیر کیے تو درانی منتشر ہو گئے۔ پھر سید صاحب نے مولانا کو اپنے پاس بلوایا۔ مولانا تو کھینچتے ہوئے سید صاحب کے پاس پہنچ گئے۔

درانیوں کا دوسرا حملہ

درانی سواروں کا ایک غول تتر بتر ہو چکا تھا۔ مولانا اور شیخ ولی توپوں کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ اس اثنا میں درانیوں کے دوسرے غول نے حملہ کر دیا۔ وہ بھی غول کی طرح "سید کجاست؟" "سید کجاست؟" کہتے ہوئے آئے۔ سید صاحب کے پاس اس زبیلہ سے زیادہ پانسو غازی ہوں گے۔ آپ کے رفل پر دار باری باری بندوقیں بھر کر دے۔ اور آپ داہنے بازو والے کی بندوق دائیں جانب اور بائیں بازو والے کی بائیں جانب

چلائیے جاتے تھے، ہر نائے کے بعد فرماتے: "سید مہین است"۔ تھوڑی دیر میں یہ غول بھی بکھر گیا اور میدان صاف ہو گیا۔ کچھ غازی ان کے تعاقب میں ادھر ادھر نکل گئے۔ سید صاحب کے پاس صرف پچاس ساٹھ کی جمعیت رہ گئی۔

تیسرا حملہ | اس اثنا میں چھ سات سو سواروں کا ایک اور لہہ آ گیا۔ سید صاحب دوسری طرف مشغول تھے۔ ایک غازی نے زبردستی اپنے پکا کر کہا: خیرت او ترے ہنہ ا رہا ہے۔ دوسرے غازیوں نے روک دیا کہ حضرت کا ذکر نہ کرو، دشمن کو خبر ہو جائے گی۔ اس غول کو بھی ناکام و نامراد بھاگ پڑا۔ جب سارا درانی لشکر ہندوؤں کی زد سے باہر نکل گیا تو آتش باری ہو قوف کی۔ پہلے حملے چونکہ بڑے بڑے غولوں نے کیے تھے اس لیے گرد و غبار کی دہ سے فضا پتار کی سی چھا جاتی رہی۔ دوسرے حملے کے سوا چوں کہ کم تھے اس لیے غبار زیادہ نہ اڑا۔ سید صاحب کی ہر گول سے سوار گرتا اور گھوٹا بھاگ جاتا۔

آخری حملے کے متعلق "منظورہ" کا بیان یہ ہے کہ مدانیوں کا ایک رسالہ غازیوں کے سواروں کا تعاقب کرتا ہوا تو روکی طرف نکل گیا۔ وہ واپس ہوا تو اسے کچھ معلوم نہ تھا کہ اراٹھی کا نقشہ منسلب ہو چکا ہے۔ وہ غازیوں کو اپنے آدمی سمجھتے ہوئے بے تکلف چلے آئے۔ قریب پہنچے اور غلط فہمی دور ہوئی تو بچے ہوئے غازیوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ توپیں آگئیں تو سید صاحب نے خود شہادت دیکھ کر چند فائر کر کے ان کی وجہ سے بھی درانی خائف ہو کر جلد بھاگ گئے۔

مولانا خطرے میں | مولانا شاہ اسماعیل کی انگلی پر جب سے شکیاری میں زخم لگا تھا، وہ جلد جلد بندوق بھرنے کے قابل نہیں رہے تھے۔ اس حملے میں بھی کئی درانی سواروں کو انھوں نے مار گرایا۔ پھر ایک درانی کے بالکل قریب آ گیا۔ وہ بندوق بھرنے لگے۔ خود بعد میں فرماتے تھے کہ شہادت کا یقین ہو گیا۔ اس اثنا میں حافظ وجیہ الدین بھپتی کی نظر پڑی۔ انھوں نے فوراً سوار پر بندوق سر کی۔ وہ گولی لگتے ہی گرا۔ اس طرح مولانا کی جان بھی۔ اگر دو چار لمحے کی تاخیر بھی ہو جاتی تو مولانا کا زندہ بچنا بظاہر بالکل مشکل تھا۔

بہت سے درانی سوار مارے گئے۔ ان میں اسرائیل خاں بھی تھا جو پہلوانی میں بہت مشہور مانجا تھا اور نشانچی بھی اعلیٰ درجے کا تھا۔ یار محمد خاں کی شادی اس کی بہن سے ہوئی تھی۔ غالباً سلطان محمد خاں اور یار محمد خاں کے ساتھ بھی رشتہ تھا۔ شیخ ولی محمد فرماتے تھے کہ اس پر میں نے اور بعض دوسرے غازیوں نے ایک دم گولیاں پٹائیں۔ معلوم نہیں وہ کس کی گولی سے ہلاک ہوا۔

جنگ کا خاتمہ | میدان درانیوں سے صاف ہو چکا تھا۔ سلطان محمد خاں دن کے وقت لڑائی کا طلب گار تھا، اس کی یہ طلب پوری ہو چکی تھی۔ سید صاحب دیر تک میدان میں ٹھہرے رہے کہ جانا درانی پھر پلٹ کر حملہ کر دیں۔ غازیوں نے صبح سے کچھ کمایا نہیں تھا۔ گرمی کا موسم، پیاس سخت کی ہوئی تھی۔ میدان میں ایک چھوٹا سا تالاب تھا۔ اسی کا گرم پانی پیٹتے رہے۔ پھر مایار کی عورتیں گھڑوں پر بٹنوں میں پانی لے آئیں۔ جب اطمینان ہو گیا کہ اب درانی نہیں آئیں گے تو سید صاحب مایار کی مشرق سمت کے باغ میں جا ٹھہرے۔ چہرے پر گرد و غبار کی وہ بڑی تہ جمی ہوئی تھی سارے باب ہرام خاں نے رمال نکال کر پونچھنا چاہا تو فرمایا: "خان بھائی! ابھی ٹھہر جائیے، یہ غبار بڑی برکت والا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے جن غازیوں کے پاس روٹی تھی انھوں نے روٹی کھائی، بعض نے ستر گھول کر پی لیے۔ پھر مایار سے کچھ روٹیاں آگئیں۔"

زخمیوں اور شہیدوں کے متعلق ہدایات | سید صاحب نے مولوی مظہر علی عظیم آبادی کو حکم دیا کہ چند غازیوں کو ساتھ لے کر پورے میدان میں پھریں۔ زخمیوں کو پہلے مایار، پھر تور دو پہنچائیں اور شہیدوں کو دفنانے کا انتظام کریں۔ گھوڑے بھی زخمی پڑے تھے۔ سید صاحب نے فرمایا کہ جو گھوڑے کے زخم زیادہ سخت نہ ہوں اور ان کا علاج ہو سکے، انھیں کچڑ کر تور دے چلو، جن کا علاج نہ ہو سکتا انھیں فز کر ڈالو۔

مولوی مظہر علی صاحب نے پھر پھر تمام لاشیں جمع کرائیں۔ غازیوں کی کل اٹھائیس لاشیں ملیں جنہیں دو قبروں میں دفن کرایا۔ اسی لاشیں درانیوں کی تھیں، ان کی تدفین ملکوں کے ہاتھ میں آئی۔ زخمیوں کو تور دو پہنچا دیا۔ سید صاحب نے ظہر کی نماز مایار کے باغ میں پڑھی

اور باقی حضرات۔ سب کے بعد عبدالرحمن اسے بریلوی کی لاش رکھی گئی، جنہیں کفن بھی پہنایا گیا تھا۔ باقی تمام اصحاب کو بلا غسل و کفن ان کے لباسوں میں بدستور رکھ دیا گیا۔ مولانا نے فرمایا کہ ان کے عماموں کا لکڑی سے لکے کر منہ ڈھانپ دیے جائیں۔

بعد میں مولانا نے فازیوں سمیت دیر تک شہرہ کے لیے مغفرت کی دعا کی۔ سب کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ ہر ایک کی زبان پر یہ کلمہ تھا کہ یہ بھائی تو جس مراد کو آئے تھے حاصل ہو گئی، خدا ہم لوگوں کو بھی اسی طرح شہادت نصیب کرے۔

دعا | تھوڑی دیر بعد غریب کی اذان ہوئی۔ سید صاحب نے خود نماز پڑھائی، پھر عجز و الحاح سے دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار تو خوب جانتا ہے کہ یہ سب لوگ محض تیری خوشنودی اور رضا جوئی کے لیے اپنے گھر بار، خویش و تبار، اہل و عیال اور مال و منال چھوڑ کر یہاں آئے تھے، اور صرف تیری راہ میں انہوں نے اپنی جانیں صرف کیں۔ ان کے گناہوں کو اپنے درامن رحمت میں چھپائے، فردوس میں جگہ دے اور ان سے راضی ہو۔ ہم جو چند ضعیف اور غریب تیرے عاجز بندے باقی ہیں، ان کو بھی اپنی رضامندی اور خوشنودی کی راہ میں جان و مال قربان کرنے کی توفیق عطا فرما۔ ہمارے سینوں میں جو شیطانی خطرات اور نفسانی وساوس خطور کرتے ہیں، ان کو دور کر دے، دلوں کو اپنے اخلاص و محبت سے معمور رکھ۔ اپنے دین کو قوت اور ترقی بخش۔ جو لوگ اس دین کے دشمن اور بدخواہ ہیں، انہیں ذلیل و رسوا کر۔ جو مسلمان شریعت کے راہ راست سے ہٹ کر با دیہ فطالت میں ٹھوکریں کھا رہے ہیں، انہیں ہدایت دے اور بکے مسلمان بنا دے تاکہ اس کا ذخیرہ میں جان و مال اور اہل و عیال سے شریک ہوں +

آپ تور و تشریف لے گئے۔

بقیہ لاشیں | جو غازی مایار اور تور و کے درمیان شہید ہو کر گرے تھے ان کی لاشیں تور و پہنچا دی گئیں۔ ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جنہیں زندہ اٹھایا گیا لیکن صرف رتی باقی تھی اور جلد جاں بحق ہو گئے۔ ان کے نام منظرہ کے بیان کے مطابق یہ ہیں :

(۱) مولوی عبدالرحمن ساکن تور و، جو ابتدا سے سید صاحب کے ساتھ رہے۔ بارہا سفارتی خدمات انجام دیتے ان کا سرتن سے الگ ہو چکا تھا۔

(۲) شیخ عبدالحمید بھٹی۔ ان کا سرتن بھی تن سے الگ تھا۔ بڑی مشکل سے سر ڈھونڈ کر لائے اور تن سے ملا دیا گیا۔
(۳) کریم بخش گھٹاٹم پوری۔ اور مرٹھانی شروع ہو گئی اور انہوں نے جلدی جلدی اپنے ساتھیوں کے لیے روٹیاں پکا کر کمر میں باندھیں اور میدان جنگ کی طرف چلے۔ راستے میں دہانی سار سید صاحب کے سواروں سے لڑتے بھڑتے آرہے تھے۔ کریم بخش ان میں گھر گئے۔ کسی نے تموار مار کر انہیں شہید کر ڈالا۔

(۴) فضل الرحمن بردوانی،

(۵) نعل محمد: ان کا وطن معلوم نہ ہو سکا۔ یہ سید صاحب کے باورچی خانے سے متعلق تھے۔

(۶) حاجی عبدالرحیم کھلی والے۔

(۷) شیخ عبدالرحمن رائے بریلوی۔ یہ سخت زخمی ہوئے تھے۔ تور و لا کر ان کے زخم سے گئے۔ کچھ باتیں بھی کہیں پانی بھی پیا، پھر جاں بحق ہو گئے۔ غازیوں میں سے ہی تھے جنہیں غسل بھی دیا گیا اور کفن بھی پہنایا گیا۔

(۸) میر سرتیم علی چل گاؤی۔ ان کو اٹھا کر لایا گیا تو سسک رہے تھے۔ راستے میں یا تور و پہنچ کر فوت ہوئے۔

(۹) سید ابو محمد نصیر آبادی۔ ان کے مفصل حالات آگے چل کر بیان ہوں گے۔

دو اور صاحب تھے جن کے نام راوی کو یاد نہ رہے۔

تور و میں تدفین | شاہ اسماعیل نے تور و سے باہر شمال و مشرقی کونے میں ایک بڑی قبر کھدوائی اور

تمام لاشوں کو مندرجہ ذیل ترتیب سے رکھا: سب سے آگے قبلہ رخ حاجی عبدالرحیم کھلی والے، ان کے ساتھ سید ابو محمد نصیر آبادی، پھر میر سرتیم علی، شیخ عبدالحمید بھٹی، فضل الرحمن، مولوی عبدالرحمن ساکن تور و، کریم بخش

سکھ یا انگریز؟

مزید شہادتوں کی ضرورت : سید صاحب نے جو مقصد نصب العین پیش نظر رکھ کر جہاد کے لیے

تفہیمات فرمائی تھیں اس کی تشریح میں نے سیرت میں کر دی تھی۔ یہ بھی بتا دیا تھا کہ اس میں کب اور کیونکر تحریفات کا سلسلہ شروع ہوا، یہاں تک کہ نصب العین کا حلیہ ہی مسخ ہو کر رہ گیا۔ میں نے ہر گزارش کے ضمن میں سید صاحب کی تحریرات سے شہادتیں پیش کیں۔ ان سے وہی نتیجہ نکل سکتا تھا جو میں نے نکالا، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان توضیحات کے باوجود بعض قلوب میں غالباً اب تک شبہات باقی ہیں یا کم از کم یقین و قطعیت کی وہ روح پیدا نہیں ہوئی جو اس بارے میں لازماً پیدا ہونی چاہیے تھی۔ ایک بہت بڑے صاحب علم نے تو صاف صاف فرما دیا کہ میرا خذ کہ وہ نتیجہ محض قیاسی ہے اور قیاسی و استنباطی نتیجے پر بار بار زور دینے کی مصلحت سمجھ میں نہ آئی۔ ان حالات میں ضرورت محسوس ہوئی کہ اس مسئلے کے متعلق مزید شہادتیں فراہم کی جائیں جن کے بعد کسی شخص کے لیے دوسرے کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔

جہاد کی بنیاد : میرے نزدیک تو محض جہاد کی بنیاد و اساس ہی پیش نظر رکھ لینے کے بعد شبہ کا امکان

باقی نہیں رہتا۔ سید صاحب فرماتے ہیں کہ جب اسلامی بلاد غیر مسلموں کے قبضے میں آجائیں تو عام اہل اسلام پر عموماً اور شاہ میر حکام پر خصوصاً جہاد واجب و مؤکد ہو جاتا ہے۔ یہ مضمون سید صاحب کے مختلف مکاتیب میں دہرایا گیا ہے۔ اب غور کیا جائے کہ آیا ہندوستان کی وسیع سرزمین میں سے صرف وہی حصہ مسلمانوں کے قبضے سے نکلا تھا جس پر سکھ قابض تھے اور جس کی جنوبی حدود پر اُسے پہنچ تھی؟ اس سے بدرجہا وسیع تر اور زرخیز تر خطے دریائے ستلج سے شرقاً اور کان تک، غرباً کاٹھیاواڑ و گجرات تک اور جنوباً راس کداری تک مسلمانوں ہی کے قبضے میں تھے اور انھیں

سے اختیار نہ چھینے تھے، خواہ وہ مرہٹے ہوں یا پرتگیز، فرانسیسی ہوں یا انگریز یا کوئی اور، کون کہہ سکتا ہے کہ یہ صاحب کو شہاں دہلی ہند کے صرف اس خطے کا غم تھا جس پر رنجیت سنگھ نے تسلط جمایا تھا اور باقی حصوں سے وہ بالکل بے پروا تھے؛ حالانکہ تاریخی، جغرافیائی اور سیاسی نقطہ نگاہ سے باقی خطے بدرجہا زیادہ اہم تھے، محض اس نکتے پر توجہ فرمائیے کہ حقیقت حال بخوبی آشکارا ہو سکتی ہے، تاہم میں صرف قیاس و استنباط پر اکتفا نہ کروں گا۔ ایسی شہادتیں بھی موجود ہیں جن میں تصریحاً ہندوستان کی نظمیر کا ذکر ہے۔

سلطان ہرات کے نام مکتوب : سید صاحب کے زمانے میں شاہ محمود درانی (بن تیمور شاہ بن احمد شاہ ابدالی) ہرات میں حکمران تھا، کابل و قندھار بارک زمیوں کے قبضے میں جا چکے تھے، سید صاحب نے دوسرے مسلمان حکمرانوں کے علاوہ شاد محمد کو بھی جہاد کی دعوت دی تھی۔

اس میں فرماتے ہیں :

اتنی سب بہادر ازالہ الہی و فساد در ہر
زمان و ہر مملکت از اہم احکام حضرت رب العباد
است خصوصاً در ہر جزو زمان کہ وقت شورش
اہل کفر و ظلمیان بہ حد سے رسیدہ کہ تخریب
شمارندین را فساد حکومت سلاطین
دست کفر و متمرکزین را بغاوت بہ وقوع آمد
و این فتنہ عظیم تمام بلاد ہند و سندھ و
خراسان را فرا گرفتہ پس دریں صورت تعاقب
در مقدمہ استیصال کفر و متمرکزین و تساہل
در باب سرزنش باغیان مفسدین از اکبر مباحی
واقع آٹام است۔ بنا بر علیہ اس بندہ در گاہ
حضرت اللہ از وطن مانو نو خود بر خاک سندھ و دیار
ہند و سندھ خراسان دور و سیر نمودہ و مومنین
آن افتادہ و مسلمین اُن دیار را بہ این معنی ترغیب
کردہ

جہاد تمام کرنا اور بغاوت و فساد کو مٹانا
ہر زمانہ اور ہر مقام میں خدا کا نہایت اہم
حکم رہا ہے، خصوصاً اس زمانے میں جب
کہ فساد اور سرکشوں کی شورشیں ایسی صورت
پھیل چکی ہیں کہ سرکشوں اور باغیوں کے
باجتوں و بی شکار بنگہ ترسہ بار ہے ہیں اور
شاہان اسلام کی حکومتوں میں ابتری پیدا کی جا
رہی ہے اور یہ زبردست فتنہ ہند، سندھ
اور خراسان کے خطوں پر چھا گیا ہے۔ اس صورت
میں سرکشوں کا فروں کی بیخ کنی سے غفلت اور
مفسد باغیوں کی گوشمالی سے سہل انگاری بہت
بڑا اور بہت قبیح گناہ ہے۔ اس بنا پر خدا کی
درگاہ کے اس بندہ نے اپنے وطن سے نکل کر
ہند و سندھ و خراسان کا دورہ کیا اور وہاں کے
مومنین اور مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دی۔

ظاہر ہے کہ اس پوری تحریر میں پنجاب کا ذکر تک نہیں آیا، اس لیے کہ اہل خراسان کے نزدیک وہ یا تو ہندوستان میں شامل تھا یا سندھ و خراسان میں۔ پھر جب سید صاحب ہند، سندھ اور خراسان میں غیر مسلموں اور باغیوں کی فتنہ انگیزیوں کا ذکر فرما چکے تھے تو یہ بات ذہن میں نہیں آ سکتی کہ وہ مرث اس خطے کو فتنوں سے پاک کرنے کے لیے اٹھے تھے جس پر رغبت سنگھ قابض ہو گیا تھا۔

ہندو راؤ کو تلقین : ہندو راؤ گھٹے دولت راؤ سندھیا والی گوالیار کا برادر بستی تھا اور سندھیا کی

بیاری کے زمانے میں ریاست کا انتظام اسی کے حوالے ہو گیا تھا۔ یاد ہوگا کہ سید صاحب ہجرت کے سلسلے میں گوالیار پہنچے تھے تو ہندو راؤ نے آپ کا پر جوش استقبال کیا تھا۔

ایک مکتوب میں اسے لکھتے ہیں :

بگائنگان بعید الوطن ملک زمین و زمین گردید
اند و تاجران متاع فروش بر پایہ سلطنت دید
امارت امرائے کیار و ریاست رؤسائے
عالی مقدار بر باد کردہ اند و عزت و
اعتبار شان باطل ریزہ۔ چوں اہل ریاست
سیاست در زوایہ محمول نشسته اند
لاچار چند سے از اہل فقر و مسکنت کمر ہمت
بسته این جماعہ ضعیفہ بنابر خدمت
دین رب العالمین برخاستہ اند، ہرگز
ہرگز از دنیا داران جاہ طلب نیستند۔ دقتیکہ
میدان ہندوستان از بگائنگان و دشمنان
خالی گردیدہ و تیر سخی ایشان بر ہدف
مراد رسیدہ آیندہ مناصب ریاست و
سیاست بر طالعین آن مستم باد۔
(مکاتیب شاہ اسماعیل شہید نقوی سنہ ۱۲۸۵ھ)

وہ غیر جن کا وطن بہت دور ہے، بادشاہ
بن گئے۔ جو تاجر سامان بیچ رہے تھے انھوں
نے سلطنت قائم کر لی۔ بڑے بڑے امیروں
کی امارتیں اور رئیسوں کی ریاستیں خاک میں
میل گئیں۔ ان کی عزت اور ان کا اعتبار چھن گیا۔
جو لوگ ریاست و سیاست کے مالک تھے وہ
گنہگار کے گھرے میں بیٹھ گئے، آخر فقروں
اور مسکینوں میں سے تھوڑے سے آدمیوں نے
کمر ہمت باندھی۔ ضعیفوں کا یہ گروہ محض
خدا کے دین کی خدمت کے لیے اٹھا ہے، وہ لوگ
نہ دنیا دار ہیں نہ جاہ طلب۔ جب ہندوستان
کا میدان فیروں اور دشمنوں سے خالی ہو جائے گا
اور ضعیفوں کی کوشش کا تیر مراد کے نشانی
پر جا بیٹھے گا، تو آیندہ کے لیے ریاست و
سیاست کے عہدے طالبوں ہی کو مبارک

غور فرمائیے کہ دور سے آئے ہوئے غیر کون تھے جو تہارت کرتے کرتے سلطنت کے مالک بن گئے تھے؟ ظاہر ہے کہ وہ صرف انگریز تھے اور انھیں کے خلاف جنگ کے لیے سستی صاحبِ خدا لٹے تھے۔ اسی غرض سے رُوسا و عوامِ ہند کو اٹھانا چاہتے تھے۔ بالکل اسی مضمون کا خط غلام حیدر خان کے نام لکھا جو سستی صاحب کا عزیز و وصیت اور قدیم رفیق کا رشتہ اور اُس وقت گوالیار میں ممتاز فرجی عہدے پر فائز تھا۔ سستی صاحب نے اسے تاکید کی تھی کہ یہ مطالب راجا ہندو راؤ کے ذہن نشین کر دیے جائیں۔

بدیہی شہادست : آخری قلمی شہادت اس مکتوب میں موجود ہے جو شاہ محمود درانی والی ہرات کے فرزند شہزادہ کامران کے نام بھیجا گیا تھا، اس کے آغاز میں وہی مطالب بیان فرمائے ہیں جو شاہ محمود اور دوسرے اکابر کو لکھ چکے تھے۔ مثلاً :

جہاد ضروری ہے۔ جب ہندوستان اہل کفر و طغیان کے اثرات سے لبریز ہو گیا تو میں نے وطن چھوڑ کر خراسان کا رخ کیا۔ مس کہ جہاد کی دعوت و تیار ہا۔ یوسف زئی کے علاقے میں بیٹھا تو آفریدی، خٹک، محمد خلیل، اہل ننگر ہار، اہل سوات وغیرہ اہل یکجہلی، راجا ہائے کشمیر وغیرہ میرے ساتھ ہو گئے۔ میرا مقصد حکومت نہیں، صرف کلمہ حق کی سرطندی اور سنت نبوی کا احیاء ہے۔ نیز غریب اسلامی علاقوں کو سرکش کافروں کے ہاتھ سے آزاد کرانا چاہتا ہوں۔ جب یہ علاقے مشرکوں اور منافقوں کے تسلط سے پاک ہو جائیں گے تو انھیں مستحقوں کے حوالے کر دوں گا۔ برشرطیکہ :

شکر اس انعام الہی بجا آرند و علی الدوام جہاد	خدا کے اس انعام کا شکر بجالائیں، ہمیشہ
را برہر حال قائم و آزاد ہو گا ہے معطل نہ گزارند	ہر حالت میں جہاد قائم رکھیں، کبھی
در ابواب عدالت و فصل خصومات از قوانین	اسے معطل نہ چھوڑیں۔ عدالت اور
شرح شریف سر مو تجاوز و نفاذ دست	فیصلہ مقدمات میں شہدائے حق کے قانون
بر بیان نیارند و از ظلم و فسق بہ کئی اجتناب	سے بال برابر بھی تجاوز نہ کریں۔ ظلم و فسق

ورزندہ

سے بالکل بچے رہیں۔

آخر میں فرماتے ہیں :

باز خود ایں جانب مع مجاہدین صادقین	پھر میں مجاہدین کو سے کہ ہندوستان کی
یہ سمت بلاد ہندوستان بنا براز اللہ اہل کفر	طرف متوجہ ہو جاؤں گا تاکہ وہاں سے
و طغیان متوجہ خواہر گشت کہ مقصد اصل	اہل کفر و طغیان کو ختم کیا جائے ، اور
خود اقامت جہاد بر ہندوستان است	میرا اصل مقصد ہندوستان پر جہاد ہے ، یہ
نہ تو قطن و رباع خراسان ہے	نہیں کہ خراسان میں تو قطن اختیار کر لوں۔

ستید صاحب کے جس نصب العین کی توضیح میں نے کی ، اس کے متعلق اس سے واضح تر اور روشن تر شہادت کیا ہو سکتی ہے ؟

مومن کی شہادت : ہمارے ہاں کے مشہور شاعر حکیم مومن بھی ستید صاحب کے مرید تھے ، ان کے

فارسی کلام کی ایک نعتیہ تصدیق میں دعائیہ اشعار اس حقیقت کا مزید ثبوت پیش کر رہے ہیں کہ ستید صاحب اور ان کے تمام نیاؤ مندوں کے نزدیک تطہیر ہند کے سلسلے میں مرکزی حیثیت انگریزوں ہی کو حاصل تھی۔

مومن فرماتے ہیں :

ایں صیرواں بہ لب رساندند	جان من و جانِ آفرینش
مگزاد کہ پائمال گردیم	زاں سیم سراں آفرینش
تا چند بہ خواب ناز باشی	قارغ زلفان آفرینش
مومن شدہ ہم زبان عرفی	از ہسر امان آفرینش

برخیز کہ شورِ غضب بر خاست
اے نمتہ نشان آفرینش



۱۔ مکتبہ شفاء السخیل شہید قلمی سنہ ۱۳۹۰ھ

۲۔ ایضاً ۱۳۹۰ھ ، مکتبہ ستید صاحب سنہ ۱۳۹۰ھ

خطی نسخہ "منظورۃ السعداء" (مؤلف مولانا سید جعفر علی بستوی)

میں حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب ولایتی کا ذکر خیر

جہانگیر سید عبدالرحمن و سید زین الدین گویوند کہ در تفریح انتخاب سبھی امام الدین ہشتند
 لکھنؤ اور سرمدی خیر الدین و برادر زودہ شیخ نجم الدین چکیت ہمراہ انتخاب بود و مراعات بسیار
 از جانب انتخاب بر حال ایشان بود و را اوت ایشان در ابتدای حال بر دیگر ملازمین سبقت نمیداد و بعد
 رسیدن مکہ حشمہ باغوائی کج طبعان زلفی و طبیعت ایشان ہم رسیدہ بود و روزی انتخاب در کتب
 نوشتہ بود کہ حاجی عمر بنو حاجی عبدالرحیم کہ از سبب سلام و سعید و عابد و زاید و مفتی بود و برای
 شرف اندوزی حضرت امیر المومنین آمدند انتخاب عزت و توقیر ایشان بسیار از بسیار محمود
 و در توصیف ایشان از زبان مبارک حضرت امیر المومنین این کلمہ بر آید کہ از چنین کسان ملاکہ ہم نهم
 میدارند و مثل ایشان می باشند کہ شرف بر ملاکہ دارند و این سخن امام الدین مذکور بر آشفست و جناب

حاجی عبدالرحیم

مرحوم اباجازت حضرت امیر المومنین در آن لشکر اقامت میداشتند تا قوافل غزاة کہ از
 ہند و سکن در دیرہ اسماعیل خان کہ مقام مخدوش است روند از آنجا بالا بالا بہت

جنوب شدہ بروند پس در انجا رسیدہ سہ چہار روز اتفاق مقام شدہ مولوی محمد علی مرحوم
 در شکر ہم دعا کردند

رسیده باز عصر او فرمودند بپا کجا از سبهار بنور حجم غیرت
 چنانچه باز مغرب در مسجد میان بوی گدازده در حجره او
 و ایشان از پذیرا دکان نامی بودند صد نامروم بروست ایشان
 ایشان با نامی عزیزان خود نعمت سمیت حاصل نمودند و مریدان خود را طلبیدند
 و در دست آن کتاب شرف سمیت حاصل سازند همچنین مرشد کامل باز درستیاب

در دست پس مریدان ایشان هم سمیت سمیت حاصل ساختند و آن کتاب
 (است) و در وصف تعلیم فرمودند تا وقت که
 بنا بر روز دعوت بکانه شان بود و در سیوم جامع دلی گمارد
 بمول و جان بسیار و سپاهی و نویسندگان کتاب درشتند و در
 و در این حد طلب بودند و دعوت با عز از نام گردید و سمیت شان با نامی اقربا
 و اتباع و نوکران و زمان شان گردید و در حد در دست خود می پدید می آید از اسم
 و نفوذ و شیرین بر جای اقامت آن کتاب و مرشدان

طلب توجه شدند و سبب آن کتاب بر جماعتی از کجا
 است ولی محمد در خواست دعا نمودند و مرشد کرده
 و در هم میجویم که بدعای آن کتاب از اسراف نمودند و در سبیل خیر صرف
 کرد و آن کتاب برای ترقی ایمان شان و حسب مرادشان دعا نمودند و وقت

احیت که جماعت جماعت مردم برای سمیت می آمدند شرف اندوز میگردیدند
 آنی محمد و دیگر شرفا آمدند و بیعت شرف الدین در خوارست و عورت
 حصص دیگر هم در آنجا نشسته بودند ایشان هم در خواست در عورت
 بجای نین گشتند شد خباب حضرت امیر المومنین فرمودند که چاره
 بسیدانیت قدر بفهمید که ما دعوت همه شئی قبول میکنیم اما تعیین روز و راجه
 امیر السرخانی مرحوم که ناشی مقری است نهایت خلص بر او هم
 در مردم خود از هندوان جزیه و ارسلمانان عسکر مقرر نموده است و خادینان
 منافق چون خفاش در گوشه نفاق ضلالت و ترسان دامان جاهلوسی
 و مغذرت نمائی ک داده کنان فکر او هم اینجا نظر است یا مسلمان نمیشود
 یا بکراهه یا محمد خذول میگردد حاجی عبدالرحیم صاحب از اینجا شش چهار
 نزل رسیده اند در عرصه دوستان الدین علی خواهند گشت درین اثنا
 هر که خواهند ک بی امان زنی برای آوردن امیر المومنین بمکان
 خود ما در پختار رفتند چنانچه حضرت امیر المومنین را در گدپی آورده
 بیعت امامت بجا آوردند و جمیع مردمان آنجا حلقه اطاعت
 امیر المومنین در گردن نهادند و یا تابع شرع شریف جلالاک

شدند و قصه و مناقبه بابت املاک که با خود میبرد استند از بعضی
 آنجناب همه فیصل یافت اما اندکی که باقی مانده انهم حکم ایست
 فیصل خواهد شد چنانچه برای فیصل آنحضرت امیر المومنین بجائگه
 نامش بازار است شریف آوردند ان شاء الله تعالی امروز با فردا
 فیصل خواهد شد و تا آخر بر خط بند که سیزدهم محرم ۱۰۳۵ هجری است
 دیره امیر المومنین در موضع بازار است حاجی عبدالرحیم صاحب مع رفقای
 خود و امان الله خان صاحب مع همایان در مقام کدپی داخل لشکر
 شده اند فقط انتهی بلال رمضان بهمانجا دیده شد و آنجناب خادینانرا
 طلب فرمودند و جواب داد که در اینجا رنخواهیم آمد اگر آنجناب رونق افروز
 موضع سلیم خان شوند حاضر شوم فرمودند که در سلیم خان می آئیم بنحیطه بیاید
 پس جمعیت شصت کس سلاح از پیاده و سوار بیرون دره کوه باستان و آنجناب
 قصد ملاقاتش نمودند مولانا محمد اسماعیل مانع شدند و رفتن خود برای ملاقات
 او تجویز نمودند بر این رای دیگر مخلصین آنجناب هم اتفاق نمودند پس
 آنجناب سخنان چند بمولانا مدوح فہمائیدہ جمعیت صد کس از غازیان
 با ایمان روانه فرمودند و صد کس دیگر را حکم دادند که سلاح بفاصله قریب

رفته استاده مانند پس مولانا مدوح بفاصله کلوه تفنگ از مقام استاده
قابل اخوندزاده و مولوی عبد الرحمن را فرستادند پس ایشان رفته بانخادینان
گفتند که حضرت امیر المومنین مولانا محمد اسمعیل را برای ملاقات شما فرستاده
اند خادینان گفت که از منظر با چند کس می آیم از انظر با چند کس
خود شریف آرند پس مولانا مدوح با چهار کس از قرا بین چنان تشریف

امیر المومنین ارشاد فرمودند که سواران کجا اند اینوقت بیایند که تعاقب
این پیادگان نمایند و تو بپا که آنها بپزند بستانند شیخ ولی محمد که حاضر بودند عرض
نمودند که حضرت حال سواران پیرسید که چه شدند اکنون حال سواران بشار
نمایم که چنینکه اول و همه سواران دورانی بر پیادگان حمله آوردند از آنجا که آنها
بجای بسیار داشتند و پیادگان همراه آنجناب در الوقت اقل قلیل مانده بودند
حاجی عبد الرحیم خان مرحوم که مرد درویش و محب جان شایسته حضرت امیر المومنین
بودند از فرط محبت تاب نبوده بگروه سواران ندادند که ای سواران
این انبوه کثیر طایفه قلیل حضرت امیر المومنین را میخواهد که بپوشند پس وقتیکه

جناب حضرت مانند ما را هم زندگانی خوش نخواهد بود بیائید از جانب
 بسیار حمله کنیم چون حمله بر سواران دشمن نمودند از آنجا که اقل قلیل بودند و نیز
 ولایتیان مثل خواص خان و غیره ^{خاست} فرار نمودند تا ب مقابله با انانجه
 کمتر که از سه هزار کم نبودند و در دنیا چاراکتری مثل حاجی عبدالرحیم و سید ابو محمد
 و شیخ عبدالحکیم شریعت شهادت نوشیدند و مثل سید موسی و رساله دار عبدالحمید خان
 و غیره از حمای کران خورده از پشت زین زیر افتادند و بعضی مثل ارباب
 بهرام خان و فتح خان پختاری و غیره چون انجه کمتر سواران دورانی دیدند

شہیدانِ بالاکوٹ

شہادت گاہِ بالاکوٹ سے واپسی پر

قبائے نور سے سچ کر ، لہو سے با وضو ہو کر
 وہ پہنچے بارگاہِ حق میں کتنے سُرخرو ہو کر
 فرشتے آسمان سے اُن کے استقبال کو اترے
 چلے اُن کے جلو میں با ادب ، با آبرو ہو کر
 جہانِ رنگ و بو سے ماورا ہے منزلِ جاناں
 وہ گزرے اس جہاں سے بے نیازِ رنگ و بو ہو کر
 جہاد فی سبیل اللہ نصب العین تھا اُن کا
 شہادت کو ترستے تھے سراپا آرزو ہو کر
 وہ رُہباں شگفہ ہوتے تھے تو فرساں دن میں رہتے تھے
 صحابہؓ کے چلے نقش قدم پر ہو ہو ہو کر

مجاہد سرکٹانے کے لیے بے چین رہتا ہے
 کہ سر اسدراز ہوتا ہے وہ خنجر درگلو ہو کر
 سر میدان بھی استقبالِ قبلہ وہ نہیں بھولے
 کیا جامِ شہادت نوش انھوں نے قبلہ رو ہو کر

زمین و آسمان ایسے ہی جانبازوں پر روتے ہیں
 سحابِ غم برستا ہے شہیدوں کا لہو ہو کر
 شہیدوں کے لہو سے ارضِ بالا کوٹ مشکیں ہے
 نسیم صبح آتی ہے ادھر سے مشکبو ہو کر

نفیس ان عاشقانِ پاکِ طینت کی حیات و موت
 رہے گی نقشِ دہرا سلامیوں کی آبرو ہو کر



(۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء)

لے محاذِ جنگ میں امیر المومنین حضرت سید احمد شہید اور ان کے تمام جاں نثار ساتھی
 قدرتی طور پر قبلہ رخ تھے۔ سید نفیس

شجرۃ طریقت و جہاد

عصر حاضر میں جہاد فی سبیل اللہ کی روایت اللہ تعالیٰ نے حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے سے دوبارہ زندہ کی جسے آپ کے سلسلۃ طریقت و جہاد کے مرد ابن بیعت و قلم نے آج تک جاری رکھا ہے۔ مختصر نقشہ حسب ذیل ہے :

امیر المؤمنین، امام المجاہدین حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ

(شہادت : بالاکوٹ ۱۲۳۶ھ)

غریب شاہ
حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم دلائی شہید رحمۃ اللہ
(شہادت : قندھار ۱۲۵۹ھ)

قبر لاسم
حضرت میا نجو نور محمد مستند مجنازی رحمۃ اللہ
(م - ۱۲۵۹ھ)

سید احمد شہید
حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ
(خلیفۃ رہنمائی حضرت سید احمد شہید)

سرمد شاہ
حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلوی رحمۃ اللہ
بانی حضرت تہجد شہید (۱۲۵۶ھ تا ۱۲۸۴ھ)

شیخ العرب العجم حضرت حاجی احمد داد اللہ شاہ برکتی رحمۃ اللہ (م - ۱۳۱۶ھ)
امیر المؤمنین جہاد شاہ (۱۳۱۶ھ - ۱۳۴۳ھ)

مفتی الاسلام
حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ
بانی دارالعلوم دیوبند (م - ۱۳۹۴ھ)

شیخ الاسلام
حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ
(م - ۱۳۳۹ھ)

سید احمد شاہ
حضرت مولانا حبیب الرحمن احمد مدنی رحمۃ اللہ
(م - ۱۳۴۴ھ)

قلب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد خٹک گکوی رحمۃ اللہ (م - ۱۳۲۳ھ)
قاضی القضاۃ جہاد شاہ (۱۳۸۴ھ)

قلب عالم حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم راتوری رحمۃ اللہ (م - ۱۳۳۴ھ)
قائم مقام امیر غزنی شیخ الاسلام (ترکیہ دینی معالی)

قلب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبدالمجتہد راتوری رحمۃ اللہ (م - ۱۳۸۲ھ)
نور شاہ حضرت دوسرے شیخ الاسلام و عالم دینی و جہاد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ

۱۳۳۵ هجری

۲۱ رمضان المبارک

جنگ مایار میں حضور امیر المومنین حضرت حاجی سید احمد شہید
وہ قمر کو اتارنا محمد اسماعیل شہید کھنڈروں میں جلا تار شہید

اجتہاد قبری :-

۱۔ شہید اول عارف باللہ حضرت حاجی عبدالرحیم والیق
دادا پیر حضرت حاجی امجد اللہ مہاجر تھی

۲۔ شہید امیر محمد نصیر آبادی

۳۔ میرزا محمد علی چیل گانوی

۴۔ شیخ عبدالحمید بن علی

۵۔ عبدالرحمن قزوینی

۶۔ میرزا محمد الرحمن بردواچی

۷۔ کبیر محمد بخش گمان پوری

۸۔ عبدالرحمن رائے میرپوری

نصب کردہ

سلطان حنیف اور کرنی

ذَكَرَ اللَّهُ حَيْثُ وَوَالِدَ مَجْنُونٍ

طالبان علی تجرید فی اتمودہ و کہ چون فایز جلال زکات و دل کا حق پس سب

مناقب

تسبیح شریعہ زیب بطریقہ خدا گاہ حضرت حاجی مراد اللہ صاحب علیہ السلام

در مختار مندرج است علی طبع

و لایق باشد بشیر عیبه از کسی طمع ندارد و دل را از تعلق غیر الله پاک دارد و از هیچ کسی امید
 و ترس بجز حق تعالی ندارد و با سوا این نگیرد و در طلب حق بی تمام و بی منت و بی غرض
 و هر جا که باشد با خدا باشد و بر شین کم نعمت الهی شکر نماید و از فقر و غنا و تنگدستی و
 قلت میشت دل تنگ نشود بلکه فخر و عزت خود در آن دارد و شکر بجا آورد که این نصیب
 او و لیا است که بر عینیت فرموده اند و با متعلقان خود بر فوق و مطلق و مهربانی معامله
 و بزرگواران شان در گذرد و عذر آفتاب پذیرد و از غیبت مردمان اجتناب نماید و
 مردم بپوشد و عیب خود را در نظر دارد و همه مسلمانان را از خود فاضل داند و با کس بحث و
 جدال نکند اگر چه حق بجانب باشد و همان نوازی و مسافر پروری را پیشه خود سازد
 و صحبت غریبا و مساکین را عیب باشد و در خدمت علماء و صلحا و عزت و حرمت خود را
 و آنچه میسر پیش برش صرف نماید تا زبان نرساند و تعلق دل هیچ چیز ندارد و وجود
 و عدم را برابر داند و لباس فقر را دوست دارد و هر قدر که طعام و لباس میسر آید قانع
 بر آن باشد و اشیاء پیشه خود سازد و گرنگی و تشنگی را که طعام است محبوب دارد و کم خندد
 و بسیار گریه و از عذاب الهی بی نیازی او ترسان و لرزان باشد و موت را که هیچ کن با او است
 هر وقت پیش نظر دارد و از دوزخ که جایی فراق است پناه جوید و بهشت را که مقام
 وصال است بطلبه محاسبه بر خود لازم گیرد و محاسبه و بعد مغرب و محاسبه شب بعد صبح
 کند و محاسبه از آن گویند که حساب کند که در شب و روز ازین چند نیکی و چند بدی بگذرانده
 و نیکی شکر نماید و بر بدی توبه و استغفار کند و صدق مقال اهل حلال اشعار خود سازد
 و در مجلس عزاء و غیره غیر مشروع حاضر نشود و از رسوم جهل پرهیزد و دوستی دشمنی و خشم
 و خوشنودی برای خدا بود و کوتاه دست و کوتاه طمع باشد شکرگزار و کم گو و کم سخن و صلاح
 و بیار غایت و نیکو کار و نیکو رفتار و با وقار و بردبار باشد و پس این است و نادان
 خوشی و اوصاف پسندیده و نیز هر که این عمل نماید باید که غره نشود و بر خود گمان نبرد فقط

ست سمیت دار بناط صحت اجازت و مرقه از حضور بدست گنج قلیان چشما می عارفان
 نور الاسلام حضرت مولانا و مرشدنا و دینا میا بنو شاه نور محمد چشما نوی چشتی ست قدس
 سراره و ایشان از شیخ المشایخ حاجی شاه عبدالرحیم شهید ولایتی و ایشان از شاه عبدالباری
 و میری و ایشان از شاه عبدالهادی مروی و ایشان از شاه محمد الدین ایشان از شاه محمد
 و ایشان از شاه محمدی و ایشان از شیخ محب الداد آبادی و ایشان از شیخ ابوسعید گنگوی
 و ایشان از شیخ نظام الدین بنی و ایشان از شیخ جلال الدین تها نیری و ایشان از
 قطب عالم عبدالقادر گنگوی و ایشان از شیخ محمد عارف رودلوی و ایشان از
 شیخ محمد کاف رودلوی ایشان از شیخ عبدالحق رودلوی و ایشان از شیخ جلال الدین
 کبیر الدیابانی و ایشان از شیخ شمس الدین ترک بانی و ایشان از محمدوم علاء الدین
 علی محمد صابر و ایشان از شیخ فرید الدین شکبخت سودا جودینی و ایشان از خواجه
 قطب الدین نختیار کاکلی و ایشان از خواجه معین الدین حسن سجوی و ایشان از خواجه
 شمس مارول و ایشان از خواجه حاجی شریف زندی و ایشان از خواجه مودود چشتی و ایشان
 از خواجه ابو یوسف چشتی و ایشان از خواجه ابو محمد محترم چشتی و ایشان از خواجه ابی احمد بدلی
 چشتی و ایشان از خواجه ابوسحاق شامی و ایشان از خواجه بشاد علودنیوری و ایشان از
 از خواجه امین الدین ابوبکر بصری و ایشان از خواجه صدیقی مرعشی و ایشان از خواجه
 سلطان ابراهیم بن ادریس بنی و ایشان از خواجه جمال الدین فضیل بن عیاض
 و ایشان از خواجه عبد الواحد بن زید و ایشان از امام العارفین خواجه حسن بصری
 و ایشان از امیر المومنین علی کرم الله وجهه و ایشان از امیر المسلمین خاتم النبیین محمد
 مصطفی محمد مصطفی صلی الله علیه و آله و همما به جمیع سلسله چشتیه نظامیه قدوسیه
 زین حضرت عبدالقادر گنگوی اجات طریقه نظامیه از مرشد خود شیخ درویش
 قاسم الودیدی و ایشان از سید بدین پیرا بنی از سید احمد پیرا بنی از سید
 قول عثمان در پیشگاه و کرامت مقدم است زیرا که او گمان را با او سلسله و اما وطن حاصل است

این سلسله از شیخ محمد عارف رودلوی و ایشان از شیخ محمد کاف رودلوی و ایشان از شیخ محمد شمس الدین ترک بانی و ایشان از شیخ علی محمد صابر و ایشان از شیخ فرید الدین شکبخت سودا جودینی و ایشان از خواجه قطب الدین نختیار کاکلی و ایشان از خواجه معین الدین حسن سجوی و ایشان از خواجه شمس مارول و ایشان از خواجه حاجی شریف زندی و ایشان از خواجه مودود چشتی و ایشان از خواجه ابو یوسف چشتی و ایشان از خواجه ابو محمد محترم چشتی و ایشان از خواجه ابی احمد بدلی چشتی و ایشان از خواجه ابوسحاق شامی و ایشان از خواجه بشاد علودنیوری و ایشان از از خواجه امین الدین ابوبکر بصری و ایشان از خواجه صدیقی مرعشی و ایشان از خواجه سلطان ابراهیم بن ادریس بنی و ایشان از خواجه جمال الدین فضیل بن عیاض و ایشان از خواجه عبد الواحد بن زید و ایشان از امام العارفین خواجه حسن بصری و ایشان از امیر المومنین علی کرم الله وجهه و ایشان از امیر المسلمین خاتم النبیین محمد مصطفی محمد مصطفی صلی الله علیه و آله و همما به جمیع سلسله چشتیه نظامیه قدوسیه زین حضرت عبدالقادر گنگوی اجات طریقه نظامیه از مرشد خود شیخ درویش قاسم الودیدی و ایشان از سید بدین پیرا بنی از سید احمد پیرا بنی از سید قول عثمان در پیشگاه و کرامت مقدم است زیرا که او گمان را با او سلسله و اما وطن حاصل است

جلال الدین بخاری و مخدوم جهانیان جهان گشت از خواجه نصیر الدین روشن چرخ
 دلی از سلطان الشانخ شیخ نظام الدین اولیابن محمد بن احمد بدوئی از خواجه فرید الدین
 گنج نذکوز تاسر در عالم صلی الله علیه وسلم سلسله علیه قادریه قدوسیه
 و نیز حضرت قطب العالم عبدالقدوس گنگوهری را اجازت و خرقه طریقه قادریه از پیر خود
 درویش محمد بن قاکم آودهی رسید بدین پیرانجی از سید اعلیٰ پیرانجی از مخدوم
 جهانیان جهان گشت رسید جلال الدین بخاری از شیخ عبید بن عیسیٰ از شیخ
 عبید بن ابوالقاسم از شیخ ابوالککاسم فاضل از شیخ قطب الدین ابوالعین از شیخ
 شمس الدین علی افعی از شیخ شمس الدین صداد از امام الاولیای شیخ محی الدین عبدالقادر
 جیلانی از شیخ ابوسعید مخدومی از شیخ ابوالحسن قرشی علی الهنکاری از شیخ ابوالفتح
 طرطوسی از عبد الواحد بن عبد العزیز تمیمی از شیخ ابوبکر شیبلی از شیخ جنید بجاوی
 از شیخ سرتی سقلی از شیخ معروف گرخی از داود طائی از شیخ حبیب عجمی از امام حسن
 بصری از امیر المؤمنین علی کرم الله وجهه از سر در عالم صلی الله علیه وسلم فیاض
 و نیز فقیر زادرین طریقه قادریه اجازت از مرشد حضرت مولانا میا نجو نور محمد بن جهان
 از حاجی عبدالرحیم شهید ولایتی از سید رحم علی شاه از سید عبدالزاق از سید
 عبدالحی از سید محمد غوث از سید ابو محمد از سید شاه محمد از سید قمیص لا اعلم
 از سید الیاس مغولی از سید عبدالحق مغربی از سید مولانا مغربی از سید احمد قدسی
 از سید عبدالقادر درویشی از سید عبد الوهاب از سید موسی از سید زاهد از سید
 زین الدین از سید عبدالرزاق از غوث ثقلین عبدالقادر جیلانی تاسر در عالم
 صلی الله علیه وسلم سلسله علیه نقشبندییه قدوسیه و نیز حضرت میران
 اعلیٰ پیرانجی را از مرشد خود شاه عبید الحق و ایشان از خواجه عبدالقادر درویش
 مولانا یعقوب چرخ از خواجه علاء الدین عطار از خواجه بهار الدین نقشبندی

و نیز حضرت قطب العالم عبدالقدوس گنگوهری را اجازت و خرقه طریقه قادریه از پیر خود درویش محمد بن قاکم آودهی رسید بدین پیرانجی از سید اعلیٰ پیرانجی از مخدوم جهانیان جهان گشت رسید جلال الدین بخاری از شیخ عبید بن عیسیٰ از شیخ عبید بن ابوالقاسم از شیخ ابوالککاسم فاضل از شیخ قطب الدین ابوالعین از شیخ شمس الدین علی افعی از شیخ شمس الدین صداد از امام الاولیای شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی از شیخ ابوسعید مخدومی از شیخ ابوالحسن قرشی علی الهنکاری از شیخ ابوالفتح طرطوسی از عبد الواحد بن عبد العزیز تمیمی از شیخ ابوبکر شیبلی از شیخ جنید بجاوی از شیخ سرتی سقلی از شیخ معروف گرخی از داود طائی از شیخ حبیب عجمی از امام حسن بصری از امیر المؤمنین علی کرم الله وجهه از سر در عالم صلی الله علیه وسلم فیاض و نیز فقیر زادرین طریقه قادریه اجازت از مرشد حضرت مولانا میا نجو نور محمد بن جهان از حاجی عبدالرحیم شهید ولایتی از سید رحم علی شاه از سید عبدالزاق از سید عبدالحی از سید محمد غوث از سید ابو محمد از سید شاه محمد از سید قمیص لا اعلم از سید الیاس مغولی از سید عبدالحق مغربی از سید مولانا مغربی از سید احمد قدسی از سید عبدالقادر درویشی از سید عبد الوهاب از سید موسی از سید زاهد از سید زین الدین از سید عبدالرزاق از غوث ثقلین عبدالقادر جیلانی تاسر در عالم صلی الله علیه وسلم سلسله علیه نقشبندییه قدوسیه و نیز حضرت میران اعلیٰ پیرانجی را از مرشد خود شاه عبید الحق و ایشان از خواجه عبدالقادر درویش مولانا یعقوب چرخ از خواجه علاء الدین عطار از خواجه بهار الدین نقشبندی

از امیر کمال از خواجه محمد بابا ساسی از خواجه عزیزان علی را میستند
 از خواجه محمود ابوالخیر فتنوی از خواجه محمد عارف ریوگری از خواجه عبدالخالق غمدانی
 از خواجه یوسف هدائی از خواجه ابوعلی قائمی از خواجه امام ابو القاسم قشیری
 از خواجه ابوعلی وفاق از خواجه ابو القاسم نصیر آبادی از خواجه ابو بکر شبلی ارسید طاعت
 جنید بغدادی از شیخ سری سقلی از شیخ معروف کرخی از شیخ داود طائی از خواجه
 حبیب علی از امام الاویا حسن بصری از امیر المومنین علی کرم الله وجهه از سرور
 عالم علی مدظله وسلم + ایضا + و نیز درین سلسله فقیر را اجازت و خرقه
 از مرشد خود مولانا یانچو نور محمد شاه و ایشانرا از حضرت سید احمد غمید از شاه المعز
 از شاه ولی الله از شاه عبدالرحیم از شاه سعید عبدالله ارسید آدم بنوری از امام
 ربانی شیخ احمد مجاهد الفنائی از خواجه باقی الله از خواجه کنگلی از مولانا درویش
 از مولانا راه از خواجه عبدالله احراز تاسر در عالم علی مدظله وسلم ایضا
 نیز فقیر را بیعت و اجازت این طریق از مرشد سابق خود حضرت مولانا داودینا سر طاعت
 مجاهدین مولانا نصیر الدین دهلوی و ایشانرا از شاه محمد آفاق دهلوی از خواجه جناب
 از خواجه محمد زبیر از خواجه محمد الله محمد نقشبند ثانی از خواجه محمد معصوم از حضرت
 محمد داتا گدر عالم علی مدظله وسلم + سلسله سحر و رویه قدوسیه
 و نیز قطب العالم عبدالقدوس گنگوهری را از مرشد مرشد خود سید مجاهد
 بزرگانی و ایشانرا از سید جلال الدین بخاری از شیخ رکن الدین ابوالفضل از والد
 خود صدر الدین از والد خود شیخ بیاد الدین زکریا ثانی از امام الطریق شیخ شهاب الدین
 سهروردی از شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سهروردی از شیخ وجیه الدین عبدالقادر
 سهروردی از شیخ ابومحمد بن عبدالله از شیخ احمد دینوری از شیخ ممشاد علود دینوری
 از حضرت جنید بغدادی از معروف کرخی تاسر در عالم علی مدظله وسلم

[illegible]

سلسله کبرویه قدوسیہ و تیز شیخ بلال الدین بخاری را اجازت طریقه کبریه
 از شیخ میرالدین سمرقندی از شمس الدین بن ابوالحسن بن محمد بن محمد بن ابوالحسن بن
 علی یار خالری از شیخ احمد یاکمال مجدی از شیخ نجم الدین کبریه عیار یار سران
 ابوالنجیب سهروردی از شیخ احمد غزالی از ابوبکر نساج از ابوالقاسم رگانی از خواهر
 ابوعثمان مغربی از ابوصلی کلاتی از شیخ علی سعدیاری از سید ابی القاسم قدس سره

تلاعات		تلاعات	
بند او ذابین پیران عظام	بوقت مرگ کن غیر انجام	بخت آل از دلخ و باصحاب	بجمله او یار ابدال اقطاب
بغوث و فرد ابرار و باو داد	بشاق و بعباد و بزم داد	ارست لغز کافر کین خوشا	آله العالمین را نگه دار
نحوه مشغول دار اندر حیاتم		لکریه به بهایب بنده	

نظم خاتمه از بنده حقیر محمد حسین مستامن قیصر			
جان اجسام و عالم هست	اوست در کلهای عالم کجاست	شد بقدرت گاه دل او در دل	شد بخیلی گاه او هر طور دل
مستش در صورت خیر بشر	آمده ما را نه به سیر	شد قبول جان او تا ابد	مر قبول قبول او بود
مر قبول حق تو خواهی گشت	بشنو از من که حاجی گشت	دست خود در کار دل یار	دانا باد و غم با یا خیر
مر گوی چون بود دنیا	گویت با اهل دل و نیت	مر نیست دل در دل	در طلب هرگز نباشی غل
موقوف غلت برای خویش	پیش نیفت محمد رسالت	مر نباشی تسلیم فهم آن	این دنیا آفتاب کن از آن
چو که عت بل از ان پدید	پس محبت با انان پدید	بشنو از من که اینها گفت	حضرت حاجی آمد از آن
سده احمد این دنیا طلب	طبع کردید بهی قیصر	اگر خیر و بدیست	و اگر سودا نا محمد قیصر
عبد رزاق است شکر	خوشنویسی بر ملاقه خود	اگر خیر و بدیست	اگر خیر و بدیست

حسب فرمایش شیخ شیر علی صاحب
 با کمال احترام و تعظیم